عبداللہ چکڑالوی
اور
فتنۂ انکارِ حدیث
حافظ عبدالجبار سلفی
ادارہ مظہر التحقیق

خوبصورت، تحقیقی اور معیاری مطبوعات کے ذریعے

علم کی خدمت میں مصروف

ادارہ مظہر التحقیق

نام کتاب.........عبد اللہ چکڑالوی اور فتنۂ انکار حدیث

تصنیف.........مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

ناشر.........ادارہ مظہر التحقیق، متصل جامع مسجد، ختم نبوت کھاڑک

.........ملتان روڈ۔ لاہور 0322-8464167-0333-4742178

سنِ اشاعت......دسمبر ۲۰۱۲ء

ملنے کے پتے

قاری عبدالرؤف نعمانی اچھرہ لاہور 0300-4273864

مکتبہ سید احمد شہید اُردو بازار لاہور، 0423-7228272

مکتبہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، 5 غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور 0315-7833863

ادارہ نشریات اہلسنت حضرو، 0321-5677969

مکتبہ اہلسنت، رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد، 0321-7837313

دفتر تحریک خدام اہل سنت مدنی مسجد چکوال 0313-5128490

مکتبہ قاسمیہ اُردو بازار لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

''عبداللہ چکڑالوی اور فتنہ انکار حدیث'' کے عنوان سے راقم الحروف کا ایک مختصر مضمون ماہ نامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور ماہ نامہ حق چار یار لاہور میں بابت مارچ ۲۰۰۷ء شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں قدرے تفصیل کے ساتھ ماہ نامہ طائفہ منصورہ لاہور میں چار اقساط میں یہ مضمون چھپا۔ جو مندرجہ بالا رسائل و جرائد کے حلقہ اثر میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ چنانچہ انہی دنوں علم دوست احباب نے بندہ کو مشورہ دیا کہ اضافے کے ساتھ یہ مقالہ باقاعدہ کتابی شکل میں شائع کرنا چاہیے۔ راقم الحروف کی سوچ کے مطابق حدیث نبوی ﷺ سے مسلمانانِ ہند کو برگشتہ کرنے کی پہلی کوشش کرنے والے ''عبداللہ چکڑالوی'' کے حالات کو قلم بند کرنا خواہ مخواہ نئی نسل کی سوچ میں زہر گھولنے کے مترادف ہے۔

بعد ازاں اس کی طباعت کی جانب طبیعت اس لیے مائل ہوگئی کہ مستقبل میں اس عنوان پر کام کرنے والے مدارس و کالجز کے طلبہ و طالبات کو آسانی رہے۔ اگر وہ حجیت حدیث اور فتنہ انکار حدیث پر مقالہ لکھنا چاہیں تو یہ سطور ان کے لیے ممد و معاون ہوں۔ اس مقالہ میں عبداللہ چکڑالوی کے حالات و واقعات، برصغیر میں منکرین حدیث کا بلاانگیز طوفان، اہل حق کی جانب سے اس کی روک تھام، علمی تعاقب، حجیتِ حدیث پر لکھی جانے والی علمائے دین کی کتب کا تعارف اور ان کتب کے بعض اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ قوی امید ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے سے نفرتوں کو زائل کرنے اور محبتوں کے بیج بونے کے لیے دلداری و دلبری کا جذبہ پیدا ہوگا۔

اس کی تیاری میں جو ہمیں مدد ملی ہے، وہ مکہ مکرمہ یونیورسٹی ''جامعۃ الملک عبدالعزیز'' سے لکھا جانے والا ایک عربی مقالہ ہے۔ اس کا نام "فرقة اهل القرآن بباكستان و موقف الاسلام منها" ہے۔ فاضل مقالہ نگار خادم حسین الٰہی بخش ہیں، یہ مقالہ ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے اور بڑی محنت و جستجو کے بعد ماہ نامہ ''محدث'' کی لائبریری واقع جے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور سے بندہ کو مل گیا ہے گو کہ اس میں بعض معلومات خلافِ تحقیق ہیں۔

دوسری کتاب پروفیسر محمد فرمان ایم۔اے کی ''اقبالؒ اور منکرین حدیث'' ہے جس کی تلاش میں ناکام ہوکر بندہ تقریباً مایوس ہو چکا تھا کہ برادرم شبیر احمد خان میواتی نے تھام لیا اور یہ کتاب بطور تحفہ عنایت کردی۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

تیسرے نمبر پر حضرت مولانا عبداللہ صاحب آف بھکر کا وہ گرانقدر مضمون ہے جو مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے انڈیا سے ماہ نامہ ''الفرقان'' بابت جون ۱۹۸۲ء میں شائع کیا تھا اور بعد میں کچھ اضافے کے ساتھ حضرت مولانا مدظلہ نے بھکر سے جاری ہونے والے اپنے جریدے ''مناقب'' میں شائع کردیا تھا۔ یہ مضمون عبداللہ چکڑالوی کے چچازاد بھائی حضرت مولانا قاضی قمرالدین رحمہ اللہ کے حالات پر تھا۔ جو اپنے وقت کے ایک متبحر حنفی عالم دین اور چکڑالوی فتنہ کی سرکوبی میں پیش پیش تھے۔ آپ رحمہ اللہ ۱۹۰۹ء میں جنت مکانی وخلد آشیانی ہوگئے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے حالات پر حال ہی میں ان کے خاندان کے ایک صاحب نے ''قمرالاولیاء'' کے نام سے کتاب شائع کی ہے لیکن افسوس کہ اس میں باقی تو بہت کچھ ہے، حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے حالات نہیں ہیں۔ فوا اسفاء

تاہم تشنگانِ علم وتحقیق کو خوشی ہوگی کہ مولانا محمد عبداللہ مدظلہم خود اس عنوان پر کام کررہے ہیں۔ خدا کرے کہ حضرت مولانا مدظلہ کی کاوشِ دماغی سے یہ کتاب جلد کتمِ عدم سے منصۂ شہود پر آجائے۔

اس کے علاوہ ہم جس مواد سے یہ کاوش پیش کررہے ہیں، وہ راقم الحروف کی جگر سوزی کا نتیجہ ہے اور قارئین دورانِ مطالعہ خود ملاحظہ فرمالیں گے۔ حوالہ جات کی ترتیب میں عزیزم حافظ محمد عثمان سلفی نے قابلِ رشک تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کے پرنالے کھول دے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ عصرِ حاضر کے جملہ فتنوں سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور علم وفکر کی شاہراہ پر چلتے ہوئے فہم اسلاف کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

ایں دعا ازمن و ازجملہ جہاں آمین باد

محمد عبدالجبار سلفی
ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ، لاہور
۳۱ دسمبر ۲۰۰۹ء

باب ①

عبداللہ چکڑالوی

پیدائش

عبداللہ چکڑالوی کا اصل نام ''غلام نبی'' تھا۔ ''اعوان'' فیملی سے تعلق تھا، جو قاضی خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ پنجاب کے معروف شہر میانوالی سے بجانب مشرق تقریباً ۳۲ میل کے فاصلے پر واقع ایک نامی گرامی قصبہ ''چکڑالہ'' میں ۱۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔

ان کے والد کا نام ''قاضی نور عالَم'' تھا وہ ایک مذہبی اور خاندانی آدمی تھے اور اہل علم کے ساتھ ان کے مثالی تعلقات تھے، جب عبداللہ چکڑالوی پیدا ہوئے تو ان کے والد انہیں اپنے بزرگوں کے پاس لے گئے، جنہوں نے عبداللہ چکڑالوی کو ''تحنیک'' (یعنی گھٹی) دی اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کا نام ''غلام نبی'' تجویز کیا۔ [1]

مولانا عبدالحی حسنی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نزھۃ الخواطر'' میں چکڑالوی صاحب کے والد کا نام ''عبداللہ'' لکھا ہے۔ [2] یہ ان کا تسامح ہے۔ کیونکہ ان کے والد کا نام ''قاضی نور عالَم'' ہے اور اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔

۱۸۹۲ء تک یہ ''غلام نبی'' کے نام سے ہی معروف رہے، بعد ازاں جب ان کی

---

[1] خادم حسین الٰہی بخش لکھتے ہیں: ولد عبدالله فی "جکراله" بمقاطعته میانوالی بنجاب بالباکستان فی اسرة علم دین، وکان والدهٗ ممن یستنطل بظل مشیختهٖ۔ ذهب والدهٗ به الیٰ متولی الشیکته ان ذاك، فحکنهٗ ومسح علیٰ راسهٖ واسمهٗ غلام نبی۔

[2] الشیخ الفاضل عبدالله بن عبدالله الجکڑالوی نزیل لاهور، الذی دعاء الناس الیٰ مذهب جدید سماهم اهل الذکر دعاهم الی القرآن وانکر الاحادیث القاطبته (نزهته الخواطر جلد۸، ص ۳۰۸)

سوچ انکارِ حدیث کی طرف مائل ہوئی تو اپنا نام ''عبداللہ'' تجویز کیا۔ اُن کے نظریہ کے مطابق ''غلام نبی'' نام میں شائبہ شرک ہے۔ چنانچہ حدیث رسول ﷺ کے بُغض نے انہیں ''غلام نبی'' سے ''عبداللہ'' نام رکھنے پر مجبور کیا۔

بعض اہلِ علم کو مغالطہ

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی عبداللہ چکڑالوی کے متعلق لکھتے ہیں

''آپ ضلع گورداسپور کے موضع چکڑالہ میں پیدا ہوئے، اور اسی نسبت سے چکڑالوی کہلاتے ہیں [1] اسی طرح کویت کے ایک مقالہ نگار نے بھی چکڑالہ کو گورداسپور کا موضع قرار دیا ہے۔ [2] اور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے اپنی ایک تقریر میں اسے ضلع چکوال کا علاقہ قرار دے دیا تھا۔ [3]

خدا جانے یہ بات کہاں سے نکلی، کہ پھر سب اس کی دیکھا دیکھی چکڑالہ کی نسبت گورداسپور اور دیگر شہروں کی طرف کرتے رہے۔ لہٰذا اس شبہ کو رفع ہو جانا چاہیے کہ موضع چکڑالہ میانوالی ضلع کا معروف اور قدیمی قصبہ ہے۔ چکڑالوی صاحب کا سارا خاندان اب تک یہیں مقیم ہے۔ تاہم اُن کے خاندان کا کوئی فرد ان کے عقیدہ پر نہیں ہے۔ چکڑالوی صاحب کے چچا زاد بھائی مولانا قاضی قمر الدین رحمہ اللہ پر علاقہ کی کل آبادی کو اعتماد تھا، وہ ایک متصلب حنفی عالم دین تھے۔ اُنہی کی وجہ سے عبداللہ چکڑالوی اپنا علاقہ چھوڑ کر لاہور آ گئے تھے۔ چکڑالوی صاحب کے فکر و نظر کی اصل وارث ان کی

---

1. آئینہ پرویزیت، ص ۱۰۲، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۷ء
2. ماہ نامہ محدث کا فتنۂ انکار حدیث نمبر، ص ۱۱۲، اگست، ستمبر ۲۰۰۲ء
3. ماہ نامہ ''میثاق'' لاہور

نوٹ: حال ہی میں اہل حدیث حضرات کے ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں ایک مضمون نگار نے چکڑالوی صاحب کے بیٹے مولانا قاضی ابراہیم کے احوال میں چکڑالہ کو ضلع جہلم کی طرف منسوب کر دیا، جو کہ غلط ہے۔ (''الاعتصام'' ۱۷ تا ۲۳ راگست ۲۰۱۲ء)

دوسری زوجہ سے ہونے والی ایک بیٹی تھی۔جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

چکڑالوی صاحب کے مولد ومسکن کے حوالہ سے مزید تشفی کے لیے چند ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مولانا ثناءاللہ امرتسری (معروف اہل حدیث عالم) لکھتے ہیں۔

''جماعت منکر حدیث (اہل قرآن) کا اصل مرکز پنجاب میں لاہور ہے جہاں مولوی عبداللہ چکڑالوی موضع چکڑالہ ضلع میانوالی (پنجاب) سے آکر چندے مسجد چینیانوالی میں مقیم ہوئے [1] مولانا ثناءاللہ صاحب کے حوالہ سے یہی بات پروفیسر محمد فرمان ایم،اے نے بھی لکھی ہے۔ [2]

مسلک اہل حدیث ہی کے ایک عالم دین مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''مولوی عبداللہ جو چکڑالہ ضلع میانوالی کا رہنے والا تھا [3] اور ایک مسیحی قلمکار نعیم اختر سندھو نے بھی لکھا ہے کہ

''مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی ضلع میانوالی کے موضع چکڑالہ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے چکڑالوی کہلاتے ہیں۔میانوالی کے شہباز خیل اور یاروخیل دیہات میں ان کے کافی پیروکار موجود ہیں،ڈیرہ اسمٰعیل خان اور لاہور میں بھی چکڑالوی پائے جاتے ہیں۔لاہور میں اس مسلک کے ایک سرکردہ پیروکار شیخ چٹو''اشاعت القرآن'' نامی ماہوار جریدہ شائع کرتا ہے۔لاہور میں زیادہ پذیرائی نہ ملنے پر اس کا بانی اب ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مقیم ہوگیا ہے۔ [4]

---

1. ہفت روزہ ''اہل حدیث'' ۲۷مارچ،۱۹۲۵ء
2. اقبال اور منکرینِ حدیث،ص ۱۹۸۔
3. ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی نمبر،ص ۷۴۳۔
4. مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا ص ۳۶۱

تبصرہ

میانوالی میں محلہ یارو خیل وغیرہ میں ''کافی پیروکار'' تو خیر کبھی بھی نہیں رہے۔ اکا دُکا البتہ ہر دور میں رہے ہیں، اور ہماری معلومات کے مطابق اس وقت کوئی بھی نہیں ہے۔ نیز چکڑالوی صاحب کا ڈیرہ اسمٰعیل خان جا کر مقیم ہونا بھی محلِ نظر ہے۔ اس پر کوئی ٹھوس شہادت موجود نہیں ہے۔ البتہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اہلِ قرآن فرقہ کے لوگ تھے، ان کے ہاں کبھی چکڑالوی صاحب کا آنا جانا تو ممکن ہے، مگر مستقل قیام نہیں رہا، عبداللہ چکڑالوی کے مولد و مسکن کے بعد اب ہم اُن کی علمی و ثقافتی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں۔

تعلیمی زندگی

عبداللہ چکڑالوی نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز اپنے والد قاضی نور عالم سے کیا بعد ازاں اپنے شہر کے پڑوس میں واقع مکتب میں دینی علوم حاصل کیے۔ ❶ مختلف جگہوں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ مزید تعلیم کے لیے دہلی گئے۔ اور علوم عربیہ کی تکمیل ڈپٹی نذیر احمد سے جا کر کی ❷ لیکن ایک روایت یہ بھی ہے کہ دہلی میں مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے علوم کی تکمیل کی ❸ بہت ممکن ہے کہ علوم کی تکمیل تو مولانا نذیر حسین دہلوی سے کی ہو، پھر اسی دوران ڈپٹی نذیر احمد سے بھی تعلقات و مراسم قائم کر لیے ہوں۔ مولانا نذیر حسین نے ایک سو سال کی عمر میں ۱۳۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ سر سید احمد

---

❶ تلقى عبدالله علوم الاولیته علیٰ ید والده ثم انتقل الى المدارس الاهلية المجاورة لبلدته (فرقة اهل القران بباكستان ص ۱۰، خادم حسین الٰهی بخش)۔

❷ آثار الحدیث جلد ۲، ص ۳۸۴، علامہ ڈاکٹر خالد محمود

❸ واخیرا سافر من پنجاب الیٰ دهلی لدراسة الحديث الشريف علیٰ ید میاں نذیر حسین المحدث الشهير (فرقة اهل القران بباكستان ص ۱۰)

خان کہا کرتے تھے کہ مولانا کو میں نے ہی رفع الیدین کرنے پر اکسایا اور نیم چڑھا وہابی بنایا۔ ❶ کہا جاتا ہے کہ انہی بزرگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح بھی پڑھایا تھا۔ ❷ اگر ایسا ہے تو یقیناً مرزا کے دعویٰ نبوت سے پہلے پڑھایا ہوگا، تاہم تاریخ کے ماتھے پہ لکھی گئی بات کو مٹا بھی کون سکتا ہے۔

وطن واپسی

۱۲۸۲ھ میں جب کہ چکڑالوی صاحب ۲۲ سال کے جوان تھے۔ دہلی سے سندِ فراغت لے کر واپس اپنے گاؤں چکڑالہ (میانوالی) آگئے۔ یاد رہے کہ اس وقت میانوالی ضلع نہیں تھا، یہ ۱۹۰۱ء میں ضلع کے درجہ میں آیا، غالباً اس زمانہ میں یہ شہر بنوں کی ضلعی حدود میں آتا تھا۔ تاہم ''میانوالی'' کی اپنی شناخت بھی خاصی تھی۔ چکڑالوی صاحب جب گاؤں واپس آئے تو برادری نے بڑی تعظیم کی، اور خطابت و افتاء کا منصب ان کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ تو حنفی عقیدے کے مطابق مسائل بتاتے رہے، لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد انہوں نے نماز میں رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، اور آمین بالجہر جیسے مسائل پر زور دینا شروع کیا، چکڑالہ میں صدیوں سے حنفیت چلی آرہی تھی۔ لوگوں کی اکثریت نے آپ کا فتویٰ ماننے سے انکار کیا، لیکن علمی عظمت، خاندانی وجاہت اور کچھ اپنی سادگیٔ طبع کی بناء پر نہ صرف خاموش رہے، بلکہ چکڑالوی صاحب کی تعظیم بھی برابر جاری رکھی۔ پھر ایک دن ایسا بھی آگیا کہ مُردہ سنت زندہ کرنے کا کہہ کر سادہ لوح لوگوں کو ''گوہ'' ذبح کر کے کھلا دی اور ساتھ ہی وہ مسائل بیان کرنا شروع کر دیئے جو مُوجب وحشت تھے۔ اور چکڑالہ کے لوگوں نے ایسی باتیں پہلے کبھی نہ سُنی تھیں۔ چنانچہ عوامی سطح پر بدظنی اندر ہی اندر پنپتی رہی۔ چکڑالوی صاحب نے یہاں ایک مدرسہ بھی

---

❶ موجِ کوثر ص ۵۱، شیخ محمد اکرام

❷ عبقات جلد ۲ ص ۹۸، علامہ خالد محمود

جاری کر رکھا تھا۔ دور دراز سے دیہاتوں کے طلبہ پڑھنے آتے اور چکڑالوی صاحب اپنی نئی فکر کا بارود ان کے دماغوں میں بھرتے۔ چکڑالہ کے ایک معروف شیعہ عالم، سید طالب حسین (ولادت ۱۸۷۸ء) بھی چکڑالوی صاحب کے درس میں بیٹھنے لگے۔ ایک شیعہ رائٹر سید محمد ثقلین کاظمی کے مطابق ''وہ مذہب حنفی کے ایک بہت بڑے عالم مولوی عبداللہ کے درس میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اُن سے کافی عرصہ تک پڑھتے رہے۔ [1]

مولانا قاضی قمر الدین رحمہ اللہ کی حصولِ علم کے بعد وطن واپسی

عبداللہ چکڑالوی جس وقت تعلیم سے فارغ ہو کر گھر آئے تو اس وقت ان کے چچا زاد بھائی مولانا قاضی قمر الدین رحمہ اللہ ابھی تعلیمی مراحل طے کر رہے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے حدیث شریف کی تکمیل سہارنپور جا کر مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ سے کی۔ قاضی قمر الدین رحمہ اللہ کی سندِ فراغت اس وقت بھی بھکر میں مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہم کے پاس موجود ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ جب واپس چکڑالہ پہنچے تو علاقہ کے لوگوں نے انہیں چکڑالوی صاحب کے نئے افکار سے مطلع کیا۔ دونوں چچا زاد بھائیوں میں علمی مباحثے ہونے لگے۔ جب چکڑالہ کے لوگوں کو مولانا قمر الدین رحمہ اللہ کا آسرا ملا تو انہوں نے چکڑالوی صاحب کو مسند خطابت و افتاء سے معزول کر کے مولانا قاضی قمر الدین رحمہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ اب چکڑالوی صاحب ضد پر آ گئے تو آئے روز بدمزگی پیدا ہوتی گئی تا آنکہ چکڑالوی صاحب کا اب اپنے علاقہ میں رہنا مشکل ہو گیا۔ میانوالی، کیملپور (اٹک) اور راولپنڈی وغیرہ جا کر چکڑالوی صاحب نے اپنا حلقہ بنانے کی کوشش کی، لیکن قاضی قمر الدین رحمہ اللہ نے چکڑالہ سے باہر بھی ان کا تعاقب جاری رکھا۔ کئی ایک مقامات پر چکڑالوی صاحب کی تقریر کے دوران مولانا قاضی قمر الدین رحمہ اللہ پہنچ جاتے اور پھر دونوں میں مباحثہ شروع ہو جاتا۔ ڈیرہ اسمٰعیل

---

[1] امامیہ دینی مدارس پاکستان ص ۴۴، جامعۃ المنتظر، لاہور

خان میں انہی دنوں چکڑالوی صاحب نے اپنا ایک مرید پیدا کرلیا تھا، ان کا نام ''نواب اللہ داد''[1] تھا، اور یہ فکری پستی کے اعتبار سے چکڑالوی صاحب سے بھی دو ہاتھ آگے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چکڑالوی صاحب نے اپنی تفسیر کا آغاز انہی دنوں میں کردیا تھا، اوراس کی ایک جلد کی طباعت کا خرچ انہی خان صاحب نے اٹھایا تھا، لیکن آنے والی سطور اس واقعہ کی تردید کریں گی، جو ہم پیش کریں گے۔ اس لیے یہ کوئی ثقہ بات نہیں ہے۔ مولانا قاضی قمرالدین رحمہ اللہ کی چکڑالہ واپسی کے بعد اب مولوی عبداللہ صاحب کا وہاں سے مکمل انخلاء ہو چکا تھا۔ اس کے بعد چکڑالوی صاحب لاہور آ گئے۔ یہاں وہ کس مقام پہ ٹھہرے؟ اور انکارِ حدیث کا مشن کس انداز مین چلایا؟ اس پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہم ان کی ازدواجی وخانگی زندگی پر ایک نظر دوڑالیں۔

ازدواجی وخانگی زندگی اور اولاد

عبداللہ چکڑالوی کی پہلی شادی ان کی اپنی برادری میں ہوئی تھی۔ اس میں سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک بیٹے کا نام عیسیٰ تھا اور دوسرے کا قاضی ابراہیم۔ قاضی ابراہیم نے اپنے والد کا مذہب قبول کرنے سے انکار کردیا تھا، جس کی بناء پر چکڑالوی صاحب نے انہیں عاق کردیا، وہ چکڑالہ سے ابتداءً خان گڑھ ضلع مظفرگڑھ گئے، چند ماہ کے بعد غازی پور (ملتان) آگئے، بعدازاں جلالپور پیروالہ میں سکونت پذیر ہوئے اور ۱۷ اگست

---

[1] نواب اللہ داد کا پوتا اب بھی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں موجود ہے، اس کا نام قمرالزمان ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک اور چکڑالوی فرقہ کے رکن بھی راقم الحروف سے رابطہ میں رہے ہیں ان کا نام پروفیسر ایوب تھا، ایک دن بذریعہ فون انہوں نے وعدہ کیا کہ میرے پاس اپنے فرقہ کا کچھ تاریخی ریکارڈ ہے وہ آپ کوارسال کردوں گا۔ دودن کے بعد جب راقم الحروف نے انہیں فون کیا تو کافی دیر کے بعد ان کے گھر سے کسی اور نے اٹینڈ کیا اور بتایا کہ ان کا آج ہی انتقال ہوگیا ہے، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔

۱۹۱۹ء کو وفات پا گئے ❶ قاضی محمد ابراہیم مسلک اہل حدیث کے سرگرم مبلغ رہے۔ دوسرا بیٹا قاضی محمد عیسیٰ تھا، جس نے جائیداد کی محرومی کے خوف سے وقتی طور پر اپنے والد کا مذہب قبول کیا اور ان کے عقائد کی موافقت کی مگر بعد میں حجیت حدیث کے قائل ہو گئے اور ساری زندگی حنفیت پر گزاری۔ قاضی محمد عیسیٰ کے تین بیٹے تھے۔

(۱) قاضی محمد یحییٰ (۲) قاضی محمد یعقوب (۳) قاضی محمد یونس۔

قاضی محمد یحییٰ نے اپنے دادا کے مذہب کو قبول کر لیا تھا، بعض کہتے ہیں کہ اسے عبداللہ چکڑالوی اپنے زمانہ قیام میں لاہور لے کر آ گئے تھے، مگر یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، کیونکہ اس وقت محمد یحییٰ کم سن بچہ تھا، تاہم بعد میں وہ انکار حدیث کی تبلیغ کرتا تھا، محمد یحییٰ نے شادی نہیں کروائی تھی، چکڑالہ میں فوت ہوا اور وہاں کے ایک پرانے قبرستان میں اس کی قبر ہے۔ قاضی عیسیٰ کے دوسرے بیٹے یونس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تھی اور اسکے نکاح میں راقم الحروف ❷ کے والد گرامی کے حقیقی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ البتہ قاضی یعقوب کے ہاں ایک بیٹا ''عبدالجبار'' پیدا ہوا، اور پھر عبدالجبار کا ایک ہی بیٹا ''محمد یوسف'' ہوا، گویا چکڑالوی صاحب کی نسل ان کے ایک بیٹے قاضی عیسیٰ سے چلی، محمد یوسف مستقل ایبٹ آباد شفٹ ہو گئے ہیں، البتہ چکڑالہ اُن کا آنا جانا ہے۔ اور چکڑالوی صاحب کے چھوڑے ہوئے زرعی رقبے کے مالک ہیں۔ چکڑالہ کے ایک معروف زمیندار بزرگ جناب ملک محمد اشرف اعوان نے راقم کو بتایا کہ یہ رقبہ/۳۵۰۰ کنال پر مشتمل ہے اور جوں کا توں موجود ہے۔ محمد یوسف صحیح العقیدہ ہیں۔

---

❶ تذکرہ علمائے پنجاب، ص ۱۴۱۔

نوٹ: مولانا قاضی ابراہیم چکڑالوی کے حالات مولانا محمد اسحاق بھٹی نے ''گلستان حدیث'' میں اور مولانا محمد رفیق اثری نے اپنی تصنیف ''مولانا سلطان محمود، محدث جلالپوری'' میں اور کچھ حالات محترم سفیر اختر نے بھی ''تذکرہ علماء پنجاب'' میں درج کیے ہیں (ع۔س)

❷ عبدالجبار سلفی

عبداللہ چکڑالوی کی لاہور آمد ❶

چکڑالوی صاحب اگرچہ خاندانی طور پہ حنفی تھے، لیکن چونکہ دہلی جا کر انہوں نے ڈپٹی نذیر احمد اور خصوصاً مولانا نذیر حسین دہلوی ؒ کی صحبت اختیار کی تھی، جس کی بناء پر وہ عملاً اہل حدیث بن گئے تھے۔ اور واپس چکڑالہ آ کر بھی اُن کی اپنی برادری اور خصوصاً مولانا قاضی قمر الدین ؒ سے جو مباحثے ہوئے وہ زیادہ تر حنفی اور اہل حدیث کے مابین نزاعی مسائل کے موضوع پر تھے۔ چونکہ چکڑالہ کے لوگ چکڑالوی صاحب کے زیادہ قریب تھے، اور وہ ان کے مزاج ونفسیات سے بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ انہیں محسوس ہو گیا تھا کہ چکڑالوی صاحب کی منزل مسلک اہل حدیث نہیں، اس سے

---

❶ یہ غالباً ۱۸۹۰ء کا زمانہ تھا، جب چکڑالوی صاحب لاہور وارد ہوئے۔ اس کی تائید ہمیں محمد دین فوق کے بیان سے ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''میں ۱۸۹۳ء میں لاہور آیا، اس زمانہ میں میری عمر سولہ سال کے قریب تھی اور میں اپچی سن کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا ...... مولوی عبداللہ چکڑالوی کو بھی ان کی مسجد کے حجرے میں دیکھا ہے۔ وہ فرقہ چکڑالویہ کے بانی تھے، پاؤں سے لُنجے، کہیں آنے جانے کے قابل نہ تھے لیکن حجرہ میں بیٹھے بیٹھے ہی ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیتے، حدیث صحیح ہو یا وضعی، وہ سب کو دوراز کار سمجھتے تھے صرف قرآن شریف کو مانتے تھے اور اسی لیے اہل قرآن کہلاتے تھے، ایک ماہوار رسالہ بھی ان کی جماعت کی طرف سے ''اشاعت القرآن'' کے نام سے جاری تھا یہ جماعت زیادہ نہیں بڑھ سکی تاہم اب بھی کہیں کہیں اس کے معتقد موجود ہیں۔ لاہور کے خان بہادر شیخ عبداللہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ریٹائرڈ) اسی جماعت سے متعلق تھے۔ (لاہور کی کہانی، مجلہ تحقیقات، اسلامی)

نوٹ: فوق صاحب کے اس مضمون کی تلخیص مرزائیوں کے ہفت وار رسالہ ''لاہور'' میں بابت ۲۲ تا ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۱ء شائع ہو چکی ہے (سلفی)

کہیں آگے ہے۔ اسی بناء پر انہوں نے اپنے علاقہ سے ان کو نکال دیا تھا۔ چکڑالوی صاحب جب لاہور آئے تو آتے ہی قسمت نے ان کی جویاوری کی وہ یہ تھی کہ اُنہیں لاہور کی ایک تاریخی مسجد کی خطابت مل گئی۔ یہ اہل حدیث مسلک کی معروف مسجد ''چینیانوالی'' ہے۔ جواندرون لاہور میں سریاں والا بازار سے پہلے ایک تنگ وتاریک ''کوچہ چابک سواراں'' میں ہے۔ یہ علاقہ چوک رنگ محل کے قریب پڑتا ہے۔ چکڑالوی صاحب نے اپنا تعلیمی تعلق جب مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے ظاہر کیا تو اہل حدیث حضرات نے اپنی پلکیں بچھادیں، اور ''چینیاں والی'' مسجد کا منبر ومحراب ان کے حوالے کردیا۔ اس تاریخی مسجد میں مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا داؤد غزنوی، اور آخری دور میں مولانا احسان الٰہی ظہیر جیسے لوگ منصب خطابت پر فائز رہے چکڑالوی صاحب سے پہلے یہاں مولوی محمد رحیم بخش رحمہ اللہ خطیب تھے، ان کی وفات کے بعد چکڑالوی صاحب خطیب وامام بن گئے۔ یہاں اُنہیں لاہور کی مٹی راس آ گئی، مرکز بھی مل گیا اور وسائل بھی، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد چکڑالوی صاحب کے 'نہاں خانۂ ضمیر' کا نظریہ بھڑکنے لگا۔ اُنہوں نے اہل حدیثوں میں حدیث کے منکر پیدا کرنے شروع کردیئے۔ نیتجتاً مسجد میں فسادات شروع ہوگئے۔ مولانا محمد عالم آسی رحمہ اللہ امرتسری (متوفی ۱۹۴۴ء) ''اہل قرآن'' کے زیرعنوان لکھتے ہیں۔

''اس مذہب کا بانی مولوی غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی تھا۔ موضع چکڑالہ ضلع کیملپور ❶ میں ہے۔ جب حدیث کی تکمیل دہلی سے کرآیا تو وعظ ونصیحت میں

---

❶ یہاں بھی غلط فہمی ہوئی۔ چکڑالہ میانوالی میں ہے، نہ کہ کیملپور میں، یہ اٹک کا پرانا نام ہے۔ مولانا محمد عالم امرتسری رحمہ اللہ بڑے معروف عالم گزرے ہیں رد قادیانیت پر درجنوں کتابیں لکھیں۔ ۱۲رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ کو کولوتارڑ حافظ آباد میں پیدا ہوئے۔ بعدہٗ امرتسر چلے گئے تھے اور وہیں پر ۱۹۴۴ء میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔

عوام الناس کو کافر کہنا شروع کر دیا۔ دو دفعہ مخالفین نے اسے زہر بھی دی مگر حُسن قسمت سے بچ گیا، لاہور مسجد ''چینیاں والی'' میں جب مولوی رحیم بخش وفات پا گئے تو اسے امام مقرر کیا گیا، کچھ عرصہ تک تدریس حدیث اور وعظ سے اہل حدیث کو خوش کیا۔ مگر اخیر میں صرف صحیحین (مسلم و بخاری) کی تعلیم پر تدریس کو محدود کر دیا۔ دوسرے سال اصح الکتب بعد کتاب اللہ ''صحیح البخاری'' سنا کر صحیح مسلم کا درس بھی بند کر دیا۔ چند ایام کے بعد ''قرآن شریف'' کے ساتھ صحیح بخاری کا توازن شروع کر دیا کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہے وہ قابل تسلیم نہیں ہے۔ اور اپنے خیال کے مطابق بہت سا حصہ نا قابل عمل قرار دیا۔ اس کے بعد اعلان کر دیا کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہے وہ قابل تسلیم نہیں ہے۔ اور اپنے خیال کے مطابق بہت سا حصہ نا قابل عمل قرار دیا۔ اس کے بعد اعلان کر دیا کہ جب قرآن شریف میں ہر ایک چیز کی تفصیل موجود ہے تو حدیث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب قرآن شریف سے احکام کا استنباط شروع کر دیا اور ایک تفسیر لکھی جس میں قرآنی شواہد سے اپنے خیالات کا اظہار کیا[1]۔ اور لوگوں کو صرف اپنے خیالات کی دعوت دی۔ اب مقتدیوں میں دو فریق ہو گئے۔ فریق مخالف نے دوسرا امام منتخب کر لیا۔ روزانہ کے معمول میں جنگ و جدال شروع ہو گیا۔ اور ایک ایک وقت میں دو دو جماعتیں ہونے لگیں۔ مگر اہلِ قرآن کا نمبر اہل حدیث

---

[1] غلام محمد مصطفیٰ لکھتے ہیں ''انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں مولانا عبداللہ چکڑالوی نے ایک فرقہ اہل قرآن کے نام سے لاہور میں ایجاد کیا اس فرقے کے اغراض و مقاصد صرف دیوبندیوں اور اہل حدیث کی مخالفت اور ضد تھی اس فرقے کے نزدیک قرآن مجید وحی الٰہی ہونے کی وجہ سے قابل تقلید ہے اور احادیث رسول اکرم ﷺ انسانی اور خاکی پہلو ہونے کی وجہ سے قابل تقلید نہیں۔ الخ (مسلمانانِ سہارنپور اور تحریک دارالعلوم دیوبند، صفحہ نمبر ۲۴۱)

کے بعد تھا، جمعہ بھی اسی طرح ادا کرتے رہے۔ جب حدیث کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

''میرا اصلی مطلب تو عمل بالقرآن ہی تھا، مدت تک کتوں کو ہڈی ڈالتا رہا ہوں اب خدا نے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ہے۔''

اس پر اہل حدیث بہت برہم ہوئے اور زبردستی وہاں سے نکال دیا۔ [1]

چینیانوالی مسجد میں دو جماعتیں

چینیانوالی مسجد میں دو جماعتوں کے متعلق خود چکڑالوی صاحب کی کتب سے بھی اشارا ملتا ہے۔ چنانچہ چکڑالوی صاحب کے ایک فکری شاگرد عبدالرحمٰن خان کہتے ہیں کہ

''اُسی وقت سے ہی مسجد مذکور (چینیانوالی) میں دو جماعتیں شروع ہوگئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد بوجہ اختلاف مولوی صاحب (چکڑالوی) موصوف نے اپنے ہم خیال رفقاء کے مسجد مذکورہ کو چھوڑ دیا اور علیحدہ مکان خرید کر اس میں دل جمعی سے قرآنی تبلیغ کا چرچا شروع کر دیا اور خالص قرآنی نماز کا اجراء کیا گیا۔ [2]

شیخ چٹو کا تعارف

اس زمانہ میں چینیانوالی مسجد لاہور کی مسجد کمیٹی کے سربراہ کا نام شیخ چٹو تھا۔ یہ ریشم کے تاجر، نہایت آسودہ حال اور صاحب ثروت تھے۔ چکڑالوی صاحب نے ان کو اپنا ہمنوا و ہم خیال، بلکہ شیدا بنا دیا تھا۔ چٹو صاحب کی کوشش تھی کہ عبداللہ چکڑالوی یہاں

---

[1] الکاویہ علی الغاویہ، جلد ۱، ص ۵۳۰۔

[2] ''برہان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن، ص ۳، دیباچہ، طبع ثانی۔''

مستقل خطیب رہ کر انکار حدیث کی تبلیغ کریں اور یوں مسجد مذکور تارکین حدیث کا مرکز بن جائے۔ یہ چٹو صاحب عجیب وغریب متلوّن مزاج آدمی تھے۔ انہوں نے چکڑالوی صاحب کو فکرِ معاش سے آزاد کر رکھا تھا۔

شیخ چٹو کا فکری سفر

شیخ چٹو کا اصل نام ''محمد بخش'' تھا۔ بابا چٹو کے نام سے یا پھر ''شیخ چٹو'' سے مشہور تھے۔ ابتداءً حنفی تھے۔ پھر اہل حدیث مسلک میں داخل ہوئے۔ اور تیس سال تک اسی مسلک پر رہے، بعد ازاں مرزا غلام احمد قادیانی سے جا ملے، پھر عبداللہ چکڑالوی کے ہاتھ چڑھ گئے۔ [1] حیرت کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کے بعد جو پہلا جلسہ کیا تھا، اس میں سرکردہ ۷۵ افراد کی فہرست میں شیخ چٹو کا نام بھی شامل ہے۔ یہ جلسہ ۲۷، دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں ہوا تھا، احوال وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ چٹو اس جلسہ میں چینیاں والی مسجد کے امام مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ [2] گویا مسجد کمیٹی کے سربراہ ہوتے ہوئے بابا چٹو مرزا قادیانی سے بھی متاثر تھے۔ بلکہ مرزا قادیانی بھی شاید شیخ چٹو کو ہاتھ میں لے کر چینیاں والی مسجد کے خواب دیکھ رہے تھے، کیونکہ یہاں ان کا آنا جانا رہتا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی مسجد چینیاں والی میں

بلکہ دعویٰ نبوت کے بعد بھی مرزا صاحب یہاں آدھمکے تھے، چنانچہ معروف مرزائی مفتی محمد صادق مرزا کے حالات میں لکھتے ہیں۔

---

[1] كان حنفي المسلك في اوّل امرهٖ ثم دخل في زمرة اهل الحديث وبقى معهم مدة ۳۰ سنة ثم اتصل بالمرزا غلام احمد القادياني ومدحه دون ان يبائعهٗ واخير اتصل بعبد الله وصارا حدار كان اهل القرآن البارزين۔ فرقة اهل القرآن ص ۱۲۔

[2] تاریخ احمدیت، جلد۱، ص۴۴۰، تحت ''سالانہ جلسہ کی بنیاد'' قادیان

''غالباً ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے کہ میں لاہور میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ ہمرکاب تھا، نمازِ جمعہ کے لیے آپ مسجد چینیاں تشریف لے آئے، میں بھی حضور کے ساتھ تھا[1] بعد میں جب شیخ چٹو فرقہ اہلِ قرآن کے مدارالمہام بنے تو بعض اوقات کوئی چکڑالوی نظریئے کا بندہ لے کر مرزا صاحب سے مباحثہ کے لیے بھی پہنچ جاتے، مفتی محمد صادق کا کہنا ہے کہ:

''لاہور میں ایک بزرگ بابا محمد چٹو نام ہوا کرتے تھے، جو پہلے ایک جوشیلے وہابی ہونے کے سبب اور بعد میں چکڑالوی ہونے کے سبب مشہور آدمی تھے، وہ اپنے زمانہ عقائد چکڑالویہ کے درمیان اپنے عقیدے کے ایک عالم کو ساتھ لے کر بحث کرنے کے لیے قادیان بھی آئے''[2]

مفتی صادق صاحب نے ''جوشیلے وہابی'' سے ''چکڑالویت'' تک شیخ چٹو کے فکری سفر کا اشارا کیا، لیکن وہ دانستہ یا نادانستہ درمیان والا اسٹیشن چھوڑ گئے۔ یعنی بابا چٹو مرزا قادیانی کے بھی بہت ہی قریب رہے۔ بلکہ چینیاں والی مسجد میں مرزا صاحب کی آمد کا مقصد ہی شیخ چٹو سے میل ملاپ تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی ہونے کا دورانیہ اُن کا بہت کم تھا، اور اس کی وجہ بھی یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہی دنوں عبداللہ چکڑالوی لاہور آگئے تھے، اب بابا چٹو کی عقیدت کا مرکز چکڑالوی صاحب بن گئے، دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر بالفرض چکڑالوی صاحب لاہور نہ آتے تو نہ صرف یہ کہ بابا چٹو پختہ مرزائی ہوتے، بلکہ ''مسجد چینیاں والی'' میں شاید وہ مرزا صاحب کو ہی خطیب بھرتی کر لیتے۔ چکڑالوی صاحب نے بابا چٹو کی ایسی کلائی پکڑی کہ پھر وہ نہ مرزائی رہے، نہ اہلِ حدیث، بلکہ منکرِ حدیث

---

[1] ذکرِ حبیب، ص ۱۰۔ [2] ایضاً ص ۱۱۴

نوٹ: مرزا قادیانی نے ایک کتابچہ بنام ''مباحثۂ بٹالوی و چکڑالوی'' بھی تحریر کیا تھا جو ۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء میں لکھا گیا۔ اس میں مرزا صاحب نے مولانا محمد حسین بٹالوی کو افراط پر اور چکڑالوی صاحب کو تفریط پر قرار دیا اور کہا کہ ان کو سمجھانے کے لیے ہم عنداللہ تجویز ہوئے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ ختم نبوت پر شب خون مارنے والے مرزا صاحب خود افراط و تفریط کی کس دلدل میں ناف تک دھنسے ہوئے تھے؟ ان کا یہ جملہ بڑا عجیب لگا ''یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبداللہ کے اہلِ حدیث سے اقرب ہے'' (صفحہ ۱۰)

بن گئے۔ اور فرقۂ اہل قرآن کے بانی کا دایاں بازو قرار پائے۔ تاہم شیخ چٹو کے پوتے حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری، مرزائی تھے، اور مرزائی انہیں مرزا صاحب کا صحابی قرار دیتے ہیں [1] شیخ چٹو کا انتقال ۱۹۱۲ء میں ہوا تھا۔ [2]

چینیانوالی مسجد سے اخراج

چکڑالوی صاحب کو اس مسجد سے نکالنے میں اہم کردار معروف اہل حدیث بزرگ مولانا عبدالجبار غزنوی کا ہے، چنانچہ ہفت روزہ الاعتصام میں لکھا ہے کہ

''محمد چٹو'' نام کے ایک شخص مسجد چینیانوالی لاہور کے متولی تھے، اور خطابت وامامت کے فرائض مولوی عبداللہ چکڑالوی انجام دیتے تھے۔ جب یہ دونوں حلقہ بگوش انکار حدیث ہو گئے تو انہوں نے نئے مسلک کی تبلیغ واشاعت کے لیے مسجد چینیانوالی کو مرکز بنانا چاہا۔ لیکن مسجد کے مقتدی اور اس علاقہ کے مقتدر حضرات ان کے راستہ میں مزاحم ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب مرحوم (یعنی مولانا عبدالجبار غزنوی) نے جمعہ کی ایک صبح کو امرتسر سے لاہور کے لیے رختِ سفر باندھا، اور وہ اپنے تلامذہ کی ایک تعداد کے ساتھ جمعہ کے وقت مسجد چینیانوالی میں تشریف لائے۔ میاں محمد چٹو اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی امام صاحب کی تشریف آوری کے وقت وضو کر رہے تھے۔ لیکن عجیب اتفاق ملاحظہ ہو کہ ادھر امام صاحب مسجد میں داخل ہوئے اور اُدھر یہ دونوں اُن کو دیکھتے ہی مسجد سے باہر نکل گئے۔ [3]

مذکورہ مسجد سے مولوی عبداللہ صاحب اور شیخ چٹو کو جب بزور بازو نکالا گیا تو اب

---

[1] تاریخ احمدیت، جلد ۱، ص ۲۷۱۔
[2] فرقۂ اہل القرآن، ص ۱۲۔
[3] ''الاعتصام'' کا حجیت حدیث نمبر، ص ۹۵-۹۵۔

انہوں نے سریاں والا بازار میں علیحدہ ایک مکان خریدا اور یہاں علیحدہ اپنا کام شروع کردیا۔ میاں چٹو نے یہ مکان فرقہ اہل قرآن کے لیے وقف کیا، وہیں یہ علیحدہ نمازیں پڑھتے رہے اور باقاعدہ اس فرقہ کا نام چکڑالوی مشہور ہوا[1] مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کہتے ہیں کہ

''مولوی عبداللہ سے مولوی محمد رمضان اور مولوی حشمت علی صاحب تک اس تحریک کے سوچنے کا انداز یہ رہا کہ گویا اس ساری تحریک کے پیش نظر ایک مکان کی آبادی تھی۔ جس کا مالک اور منتظم شیخ چٹو ہے۔ مولوی عبداللہ وغیرہ بحیثیت مولوی وہاں رہتے ہیں، کچھ لکھتے ہیں کچھ بچوں کو پڑھاتے ہیں ان کے نزدیک اسلام کے تقاضے صرف اسی قدر ہیں کہ شیخ چٹو ناراض نہ ہوں اور مولوی عبداللہ کچھ لکھتے پڑھتے رہیں۔ عوام کو مطمئن رکھا جائے کہ مولویوں نے اسلام میں بڑی خرابی پیدا کردی ہے۔ اسلام بہت لمبا ہوگیا ہے۔ حدیثوں نے اس میں اور اضافہ کردیا ہے۔ چنانچہ مولوی عبداللہ صاحب سے مولوی رمضان صاحب تک یہ مختصر سا کارخانہ چلتا رہا۔ اور ان سب بزرگوں کو آرڈر دیا گیا کہ ازراہ عنایت ہلکی پھلکی نماز بنادیں تاکہ مولویوں کی پرانی نماز سے پیچھا چھوٹ جائے۔ کام ہوتا رہا، نماز بنتی رہی۔ منکرین حدیث کے بڑے بڑے فاضل دن رات کام کرتے رہے۔ پچاس سال اکابر پر پھبتیاں اڑتی رہیں۔ پچاس سال کے بعد معلوم ہوا کہ کوئی متفقہ نماز نہ بن سکی۔ نہ رکعات کا تعین ہوسکا۔ نہ وظائف طے ہوسکے، نہ اوقات کا فیصلہ ہوسکا۔ پچاس سال کے بعد کاریگر باہم دست وگریبان ہوگئے۔ ہر ایک نے دوسرے کے کام کو غلط اور ناتمام کہا آخر نماز نہ بن سکی، مالک تنگ آگیا، اس نے آرڈر واپس لے لیا۔ اور کارخانہ بند کردیا اور کاریگر ملتان،

---

[1] اقبال رحمہ اللہ اور منکرین حدیث ص ۱۹۸، پروفیسر محمد فرمان ایم۔اے

گوجرانوالہ، ڈیرہ غازی خان منتقل ہو گئے ❶

مولانا محمد عالم آسی رحمہ اللہ امرتسری چکڑالوی صاحب کے نئے مرکز کے متعلق لکھتے ہیں:

''چکڑالوی صاحب نے میاں محمد بخش عرف میاں چٹو پٹولی کے مکان میں پناہ لی۔ وہ مکان طویلہ کی شکل میں، بازار سریاں والا میں تھا، اس کو اپنی مسجد بنالیا۔ کچھ عرصہ بعد میاں چٹو بھی مخالف ہو گئے۔ اور اعلان کیا کہ مولوی صاحب بھی تقلیدِ قدیم سے پورے طور پر نکل کر استنباطِ احکام نہیں کر سکتے۔ اس لیے مولوی صاحب (چکڑالوی) ایک نواب کے پاس ملتان چلے گئے۔ وہاں جا کر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو مشتبہ حالت میں دیکھا گیا تو سنگباری سے نیم مردہ ہو کر واپس چکڑالہ آ گئے اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر وہیں وفات پائی۔ ❷

ازالۂ اشتباہ

مندرجہ بالا اقتباس جو مولانا محمد عالم آسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴۴ء) کی کتاب سے دیا گیا ہے، اس میں دو باتوں سے اتفاق ممکن نہیں ہے۔

(۱) یہ کہ چکڑالوی صاحب کو ملتان میں مشتبہ حالت میں دیکھا گیا۔

(۲) وہاں سے بھاگ کر وہ واپس چکڑالہ آ گئے اور یہیں فوت ہوئے۔ ❸

مشتبہ حالت کا واقعہ لاہور میں ہی پیش آ گیا تھا، جب چکڑالوی صاحب اپنے حجرے میں کسی غیر شرعی وغیر اخلاقی حرکت میں مشغول پائے گئے اور خود چٹو میاں نے ان کو

---

❶ حجیت حدیث ص ۵۶۔۵۷۔

❷ الکاویہ علی الغاویہ، ج ۱، ص ۵۳۱۔

❸ محترم سفیر اختر صاحب نے بھی مولوی عبداللہ صاحب کا مدفن چکڑالہ لکھا ہے، اور یہ بھی کہ ان سے ایک پنجابی تفسیرِ قرآن یادگار ہے۔ (تذکرہ علمائے پنجاب ص ۴۱) جبکہ یہ دونوں باتیں محل نظر ہیں۔ تدفین ان کی میانوالی کے محلہ یارو خیل میں ہوئی اور ترجمہ و تفسیر انہوں نے اردو زبان میں لکھی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی تحریر لطیفہ نما ہوتی تھی، خدا جانے تقریر کا عالم کیا ہوگا؟

دیکھا لیا تھا، دوسرا یہ کہ ملتان سے چکڑالوی صاحب واپس چکڑالہ نہیں گئے، بلکہ دوسرا نکاح کرنے کے بعد وہ میانوالی شہر آگئے تھے، اور پھر میانوالی میں ہی انتقال کر گئے۔ان دو باتوں کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔فی الحال شیخ چٹو کے پڑنواسے حکیم عزیز الرحمٰن کا ایک خط ملاحظہ ہو، جو انہوں نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے نام لکھا تھا، اور یہ خط اہل حدیث کے مسلکی ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں شائع ہوا۔

شیخ چٹو کے پڑنواسے کا مکتوب

یہاں ہم شیخ چٹو کے پڑنواسے حکیم عزیز الرحمٰن کا ایک مکتوب دے رہے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے نانا عبداللہ چکڑالوی کی زندگی میں ہی انہیں چھوڑ چکے تھے۔ان کے اس دعوے سے اتفاق ضروری نہیں تاہم یہ خط قابل مطالعہ ہے، ملاحظہ کریں۔

''بابا مرحوم کا اصلی نام محمد ابراہیم تھا لیکن اُن کے سُرخ وسفید رنگ کی وجہ سے بچپن میں گھر والے انہیں پیار سے ''چٹا'' یا ''چٹو'' کہتے تھے اور اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ بابا مرحوم کا خاندان شرافت ونجابت اور جودوسخا میں خاصا مشہور تھا اور یہ اوصاف بابا صاحب کو ورثہ میں ملے تھے۔لاہور میں ان کا کاروبار تھا اور مذہبی طبقہ میں ان کا اچھا وقار تھا۔علماء سے عقیدت رکھتے تھے۔دُور دُور سے ان کو بلاتے اور لوگوں کو ان کے مواعظ سے مستفیض ہونے کے مواقع بہم پہنچاتے۔چنانچہ مولوی رحیم بخش مرحوم کے علم وخلوص کا چرچا سنا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اتنے متاثر ہوئے کہ انہیں لاہور لے آئے اور مسجد چینیاں والی کی امامت وخطابت ان کے سپرد کی نیز اپنی بیٹی ان کے عقد میں دے دی۔مولوی رحیم بخش مرحوم نے اسلام کی چودہ کتابیں یہیں لکھیں اور علمی سرمایہ کو دُور دُور تک پھیلایا...... مولانا غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میاں سنگھ والے اپنے زہدوورع کی وجہ سے ان دنوں بہت مشہور تھے۔لاہور میں مولانا مرحوم کے وعظ وارشاد کا سلسلہ ہوتا تو سننے کے لیے جولوگ آتے، ان کے قیام وطعام کا

انتظام بابا مرحوم ہی کے ذمہ ہوتا۔

انہی دنوں حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کے نام سے پنجاب کے آسمان پر علم وعرفان کا ایک نیا سورج طلوع ہوا تھا جس کی ضوفشانیوں سے سارا پنجاب جگمگا اٹھا تھا۔ یہ غزنی سے ہجرت کرکے لاہور وارد ہوئے۔ بابا مرحوم ان سے ملے تو گرویدہ ہو گئے اور لاہور میں سکونت کی درخواست کی لیکن قدرت نے ان کے لیے دوسری جگہ منتخب کی تھی۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ امرتسر کے ایک قریبی گاؤں میں اقامت گزیں ہو گئے۔ اس وقت کا پنجاب اس لحاظ سے خوش نصیب تھا کہ اس کے اطراف واکناف میں علم وحکمت اور زہد وعرفان کے موتی نچھاور ہو رہے تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول حضرت مولانا عبداللہ غزنوی، مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی، ضلع فیروز پور میں حضرت مولانا محمد لکھوی ان حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے قرآن وحدیث کی روشنی کو دُور دُور تک پھیلا دیا تھا۔

اس زمانے میں سیالکوٹ میں مولانا عبدالحکیم کا دور دورہ تھا۔ دور ونزدیک سے تشنگانِ علم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی دُور کرتے تھے۔ ان کے تلامذہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی بھی تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد سیالکوٹ میں ہی انہوں نے تفسیر القرآن لکھی، جسے علمی حلقوں میں سخت ناپسند کیا گیا۔ ماحول کو ناسازگار دیکھ کر مولوی عبداللہ لاہور آ گئے اور بابا مرحوم کی وساطت سے مسجد چینیانوالی میں ٹھہر گئے۔ یہاں ان کو کھل کر بولنے کا موقع ملا تو ان کے جدت پسند دماغ سے جہاں بہت سے صاحب عقل وفکر خلجان میں پڑ گئے وہاں بابا محمد چٹو بھی اپنی سادگی طبع کے باعث ان کا شکار ہو گئے اور اتنا فریفتہ ہوئے کہ اپنی جائداد تک ان کے سپرد کر دی۔ اب مولوی عبداللہ کو سہارا ملا تو جو کچھ ان کے دل ودماغ میں بھرا ہوا تھا، اسے قلم وقرطاس کے حوالے کر دیا۔ قرآن پاک کو نئے معنی پہنائے، احادیث کا مطلب بگاڑا اور اس میں بہت آگے بڑھ گئے لیکن بابا محمد چٹو کی وابستگی ان سے کم نہ ہوئی۔ انہوں

نے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم اور مولانا حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم کو لکھا کہ اگر آپ لاہور آ کر اشاعت قرآن کا کام اپنے ذمہ لے لیں، تو میں معقول رقم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کو تیار ہوں لیکن یہ نہ مانے اس کا ذکر ان دونوں بزرگوں نے اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے۔ اس سارے واقعہ میں کہنے کی یہ چیز ہے کہ بابا مرحوم کو علماء سے بے حد عقیدت و وابستگی تھی۔

اب میں بابا مرحوم کی توبہ اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مسلک سے بے زاری کا وہ واقعہ عرض کرتا ہوں جو میں نے اپنے ننہالی بزرگوں سے سنا ہے:

واقعہ یہ ہے کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی جب مسجد چینیا نوالی سے علیحدہ کیے گئے تو بابا مرحوم نے اپنا ایک مکان منہدم کر کے مسجد کے لیے وقف کر دیا اور مولوی عبداللہ کی رہائش کے لیے ایک حجرہ بھی تعمیر کر دیا تھا، جہاں مولوی عبداللہ ایک تخت پر تکیوں کے سہارے بیٹھے رہتے تھے کیوں کہ وہ اپنی دونوں ٹانگوں سے معذور تھے۔ ایک دن دوپہر کو بابا صاحب کسی کام کے لیے ان کے حجرے میں گئے تو مولوی عبداللہ کو کسی ایسے فعل میں مشغول دیکھا جو شرع اور اخلاق کے منافی تھا۔ حیران ہو کر پوچھا یہ کیا......؟ انہوں نے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ آیت پڑھ دی۔ بابا کو اس منظر سے ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ کئی ہفتے گھر سے باہر نہ نکلے اور آخر کار بیمار ہو گئے۔ اور اس مسلک سے توبہ کی اور اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی کو چھ سو روپے دے کر وصیت کی کہ جو جائداد میں نے مولوی عبداللہ کو دی ہے، وہ مقدمہ کر کے واپس لی جائے۔ چنانچہ بابا کے بعد یہ مقدمہ ۸ سال تک لاہور کی عدالتوں میں چلتا رہا۔ مسجد کے سوا تمام جائداد واپس مل گئی۔ اس مقدمہ کی بعض پیشیوں میں راقم الحروف بھی شامل رہا ہے۔

آخر میں باپ مرحوم کے لیے دعا کی التجا ہے۔ انسان سہو ونسیان کا پتلا ہے۔ اللہ پاک ان کی غلطیوں کو، جو وفور جذب و شوق میں ان سے سرزد ہو گئی تھیں،

معاف فرمائے۔ [1]

خلاصہ مکتوب

حکیم عزیز الرحمٰن کا مکتوب معلوماتی تو ہے مگر اس سے جنم لینے والے شبہات کا ازالہ یا کم از کم ان پر تبصرہ ضروری ہے۔ اب حکیم صاحب دنیا میں نہیں رہے۔ ورنہ یہ تشکیکات ان کے سامنے پیش کرنے ضروری تھے۔ اس مکتوب کی اہم باتیں یہ ہیں۔

(۱) عبداللہ چکڑالوی سے پہلے چینیاں والی مسجد کے امام وخطیب مولوی رحیم بخش صاحب کا نکاح شیخ چٹو نے اپنی صاحبزادی سے کر دیا تھا۔

(۲) شیخ چٹو کا نام محمد ''ابراہیم'' تھا۔

(۳) عبداللہ چکڑالوی صاحب مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی شاگردی میں بھی رہے اور اپنی تفسیر انہوں نے سیالکوٹ میں لکھی۔

(۴) بابا چٹو نے مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب کو شرع واخلاق کے منافی فعل میں مشغول دیکھا، تو بدظن ہو گئے اور ہفتہ بھر گھر سے نہ نکلے۔

(۵) شیخ چٹو نے اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی کو چھ سو روپیہ دے کر وصیت کی کہ مولوی عبداللہ صاحب سے جائیداد واپس لینی ہے، چنانچہ سوائے مسجد کے باقی جائیداد مل گئی۔

(۶) یہ مقدمہ آٹھ سال تک لاہور کی عدالتوں میں چلتا رہا اور بقول مکتوب نگار کے، بعض پیشیوں پر مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا۔

(۷) شیخ چٹو نے چکڑالوی مذہب سے توبہ کر لی تھی، اور یہ غلطیاں ان سے وفور جذب وشوق میں سرزد ہوئی تھیں۔

(۸) شیخ چٹو کے اکابر علماء سے تعلقات تھے۔

---

[1] ''الاعتصام'' کا حجیت حدیث نمبر۔

تبصرہ

(۱) شیخ چٹو کا اصل نام اکثر جگہوں پر استعمال نہیں ہوا، ایک دو مقامات پر ان کا اصل نام جو ملا تو وہ ''ابراہیم'' نہیں ہے بلکہ ''میاں محمد بخش'' ہے۔ یہی نام مولانا محمد عالم آسی ﷫ کی دریافت ہے۔ جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ نیز ایک دو کتابیں مرکز اہل قرآن سے چھپنے والی میں ایک نام میاں محمد بخش درج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ چٹو ہی ہیں۔

(۲) مولوی عبداللہ چکڑالوی کے سیالکوٹ میں زیر تعلیم رہنے کے آثار نہیں ملے۔ اور اگر وہ وہاں رہے بھی ہوں تو تفسیر قرآن مجید لکھنے کا وہاں کوئی ثبوت نہیں اور حالات وقرائن بھی اس کی تردید کرتے ہیں تفسیر تو مولوی صاحب نے اس وقت لکھنا شروع کی جب حدیث کا انکار کر کے انہوں نے نئے فرقہ کی بنیاد رکھی۔ اگر حکیم عزیز الرحمٰن صاحب کی بات مان لی جائے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شیخ چٹو کو مولوی عبداللہ صاحب کے عقائد کا پہلے سے علم تھا، اور انہوں نے یہ جانتے ہوئے چینیاں والی مسجد کی خطابت ان کے سپرد کر دی کہ یہ حجیتِ حدیث کے منکر ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے۔ چکڑالوی صاحب وہاں بحیثیت ایک اہل حدیث عالم کے آئے تھے، اس وقت تک یہ پروگرام ان کے دماغ میں مخفی تھا، بعد میں شیخ چٹو وغیرہ کی ذہن سازی کر کے انہوں نے علانیہ حدیث کا انکار کیا۔ مولوی عبداللہ صاحب کی تفسیر کی تین جلدیں پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ کام لاہور آ کر کیا، شیخ چٹو نے انہیں اسی کام پر لگایا ہوا تھا کہ وہ لکھتے لکھاتے رہیں، نیز اس تفسیر میں مولوی صاحب کے قلم کی ''اڑان'' اور تفسیری اسلوب وغیرہ صاف پتہ دے رہے ہیں کہ وہ جلد یہ کام مکمل کرنا چاہتے تھے۔ جولائی ۱۹۰۷ء میں جو چکڑالوی صاحب کی کتابوں کی فہرست شیخ چٹو کی طرف سے شائع ہوئی تھی، اس میں ان کی تفسیر کے چار مطبوعہ پاروں کا اعلان کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ

انہوں نے یہ تفسیر سیالکوٹ میں لکھی، نراوہم یا سُنی سنائی بات ہے۔

(۳) حکیم عزیز الرحمٰن صاحب نے جملہ اکابر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ شیخ چٹو سے ان کے تعلقات تھے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان کے مرزا قادیانی سے بھی مثالی تعلقات تھے۔ بلکہ قادیان کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو شیخ چٹو نے بڑے اہتمام سے شرکت کی تھی، ❶ اور مرزا قادیانی بھی شیخ چٹو کی زیارت کے لیے چینیاں والی مسجد آتے رہے۔

(۴) مکتوب نگار کا یہ لکھنا باعث حیرت ہے کہ شیخ چٹو نے اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی کو چھ سو روپیہ دے کر چکڑالوی صاحب سے بذریعہ عدالت جائیداد واپس لینے کی وصیت کی۔ یہ وصیت بے شک کی گئی ہوگی لیکن اس کو شیخ چٹو کی چکڑالویت سے بدظنی اور اسلام کی طرف رجوع کی دلیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شیخ چٹو کا یہ پوتا حکیم محمد حسین قریشی قادیانی تھا، بلکہ مرزائیوں کی ''تاریخ احمدیت'' میں تو اسے مرزا صاحب کا صحابی قرار دیا گیا ہے ❷ حکیم صاحب شیخ چٹو کی صفائی دے رہے ہیں، لیکن اُن کے پوتے کے مرزائی ہونے سے تو تا چشمی کر گئے۔

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب موصوف کی معلومات ناقص ہیں، اور انہوں نے کھینچ تان کر اپنے پڑنانا شیخ چٹو کو مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا باغی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس میں حقیقت کے آثار کم دکھائی دے رہے ہیں۔

رہی بات، دوپہر کے وقت حجرہ میں چکڑالوی صاحب کے کسی قبیح فعل میں مبتلا ہونے کی، تو ہمیں اس کی ٹوہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شیخ چٹو جانیں یا چکڑالوی صاحب! واللہ اعلم...... البتہ حکیم صاحب کا یہ لکھنا کہ سیالکوٹ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی

---

❶ تاریخ احمدیت، جلد ۱، ص ۴۴۰۔

❷ تاریخ احمدیت۔ جلد ۱، ص ۲۷۱۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کی شاگردی میں رہے، بالکل ہوائی فائر ہے کیونکہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کا سنِ وفات ۱۶۴۹ء یا ۱۶۵۶ء ہے۔ اور یہ چکڑالوی صاحب کی پیدائش سے بھی کوئی اڑھائی، تین سوسال پہلے کی بات ہے۔ یہی وہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ ہیں جنھوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کو ''مجدد الف ثانی'' کا لقب دیا تھا اور حضرت مجدد رحمہ اللہ نے آپ کو ''آفتاب پنجاب'' کہا تھا۔ ۱۰ مارچ، ۱۹۰۸ء کو شیخ چٹو نے مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب کی کتاب ''برھان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن'' شائع کروائی تھی۔ یہ کتاب مطبع حمیدیہ سٹیم پریس لاہور سے چھپی۔ اگرچہ اس سے تین سال پہلے بھی یہ کتاب جو ۴۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ چھپ گئی تھی۔ کتاب ہذا کے آخر میں مولوی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں۔

خدا کو یہی منظور تھا کہ یہ آج ۱۵، جولائی ۱۹۰۵ء کو ختم ہو، اور آج ہی ختم ہوئی، پہلے کیسے تمام ہوسکتی تھی، ہر کام میں اس کی حکمت و مصلحت ہوتی ہے۔ [1]

واضح ہوگیا کہ ۱۹۰۸ء تک تو شیخ چٹو مولوی عبداللہ صاحب کے ہمدم ہی رہے۔ کتابوں پر اُنہی کا نام بطور مشتہر چھپتا تھا۔ اس کے چار سال بعد یعنی ۱۹۱۲ء میں شیخ چٹو کا انتقال ہوا۔ گویا چکڑالوی صاحب کے فعلِ شنیع والا واقعہ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۰ء تک انہی دو سالوں میں وقوع پذیر ہوا ہوگا، کیونکہ اس کے بعد چکڑالوی صاحب ملتان چلے گئے تھے۔ اس ساری بحث کے بعد ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ شیخ چٹو نے توبہ کرکے اہل قرآن فرقہ چھوڑ دیا ہو۔ قرائن سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ شیخ چٹو کی وفات تک مولوی عبداللہ صاحب لاہور میں رہے۔ کیونکہ انہیں چٹو پر بہت اعتماد تھا۔

---

[1] برھان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن ص ۴۲۹۔

شیخ چٹو، عبداللہ چکڑالوی صاحب کا معتمد علیہ

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اپنی خود ساختہ تفسیر ''ترجمۃ القرآن بآیات الفرقان'' کی ابتداء میں ''نصیحت'' کے تحت لکھتے ہیں۔

ترجمۃ القرآن کے مالی نفع ونقصان سے شیخ محمد چٹو اہل الذکر والقرآن کا تعلق ہے۔ میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (پارہ ۱۲ ع۵) نہ ہی میری شہرت کی نیت ہے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے اور مجھے تجربہ ہو چکا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں، اس کے جواب میں مجھ پر لعنتیں کی جاتی ہیں اور گالیاں دی جاتی ہیں۔ کفر کے فتوے مجھ پر لگائے جاتے ہیں''۔

بعد میں وہ بیمار ہوئے اور آب وہوا کی تبدیلی کے لیے ملتان ایک مرید کے پاس چلے گئے۔ پیچھے شیخ چٹو کی اولاد نے جائیداد کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے۔ جن میں حکیم محمد حسین قریشی (قادیانی) بھی تھے۔ اس کے بعد اہل قرآن کا مرکز تو وہی رہا۔ لیکن باقی جائیداد کی واپسی ہوگئی تھی۔ اس مرکز کا ذکر آئندہ سطور میں آئے گا۔ اب ہم چکڑالوی صاحب کی ملتان روانگی، وہاں پر نکاحِ ثانی پھر میانوالی آکر وفات اور دوسری بیوی سے ہونے والی اولاد کا ذکر کرتے ہیں۔

عبداللہ چکڑالوی کا نکاح مریم جمیلہ سے، میانوالی مراجعت اور وفات

چکڑالوی صاحب ملتان اپنے ایک مرید کے پاس آگئے۔ یہ مرید ایک ڈاکٹر تھے اور بعض نے نواب کہا ہے، بہرحال وہ ڈاکٹر، نواب بھی ہوسکتا ہے یا نواب، ڈاکٹر ہو سکتا ہے۔ یہاں وہ کچھ عرصہ مقیم رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک بیٹی مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت کرتی تھی۔ چکڑالوی صاحب اس وقت بیمار تھے اور لنگڑاہٹ کی وجہ سے نقاہت بھی کافی تھی، تاہم دل جوان تھا، انہوں نے اپنے مرید ڈاکٹر کی اُس لڑکی

سے شادی کر لی۔ آخری عمر میں یہ اُن کی دوسری شادی تھی۔ اس لڑکی کا نام ''مریم جمیلہ'' تھا، ایک آزاد طبیعت کی دوشیزہ ہونے اور دونوں کی عمروں میں واضح فرق ہونے کے باوجود یہ اپنے خاوند کی خدمت میں فناء تھی [1] اس نکاح سے چکڑالوی صاحب کی ایک بیٹی پیدا ہوئی، جس کا نام ''عائشہ'' رکھا گیا۔ یہ نہایت عقل منداور ذہین وفطین لڑکی ثابت ہوئی۔ کچھ ماہ ملتان قیام کے بعد چکڑالوی صاحب مع فیملی میانوالی آگئے، یہاں محلّہ یاروخیل وغیرہ میں ان کے معتقدین تھے۔ بیماری نے شدت پکڑی، سنبھل نہ سکے۔اور بالآخر ۱۹۱۴ء کے اواخر میں یا ۱۹۱۵ء کے اوائل میں فوت ہو گئے۔ مرنے کے بعد غسل، کفن اور جنازے کا چونکہ قرآن مجید سے ثبوت نہیں ہے۔اس لیے انہوں نے وصیت کی کہ مرتے ہی مجھے فوراً قبر میں رکھ دیا جائے۔ ''ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ'' قرآن مجید میں جب موت کے متصل بعد قبر کا ذکر ہے تو درمیان والے بکھیڑوں میں کیا پڑنا؟ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ میانوالی شہر کے محلّہ یاروخیل میں آپ کو دفن کیا گیا اور یہ تدفین غازی خان کی مملوکہ زمین میں ہوئی۔ غازی خان چکڑالوی صاحب کا خادم خاص تھا اور میانوالی کے متمول لوگوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ میانوالی میں اینٹوں کا سب سے پہلا بھٹہ یہیں تھا، اور اس کے مالک بھی غازی خان ہی تھے۔ بعد میں آنے والے وقتوں میں بھی یہاں کافی تعداد میں اینٹوں کے بھٹے رہے، بہرحال چکڑالوی صاحب کی تدفین یہی ہوئی۔ قبر کا فقط نشان تھا، اور اب تو وہ نشان بھی عبرت کا نشانہ بن گیا، راقم جون ۲۰۰۹ء کی ایک گرم دوپہر میں چلچلاتی دھوپ کے اندر میانوالی میں قبر کی تلاش میں رہا، مگر کوئی پتہ نہ چلا، مقامی لوگوں سے پوچھا گیا، تو آج کی نسل تو نام سے ہی واقف نہ تھی، البتہ بڑے بوڑھوں نے کہا کہ دفن تو یہیں ہیں، مگر قبر کا کوئی پتہ نہیں۔

---

[1] وتفانت فی خدمة زوجها رغم التفاوت الکبیر فی سنهما وثقافتها
(فرقۃ اہل القرآن بپاکستان ص ۱۰)

مریم جمیلہ کا غازی خان سے نکاح

چکڑالوی صاحب کی وفات کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق مریم جمیلہ سے غازی خان نے نکاح کرلیا غازی خان کی پہلی بیوی سے دو بیٹے تھے۔

(۱) امان اللہ خان (۲) امیر عبداللہ خان

مریم جمیلہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس کے بطن سے چکڑالوی صاحب کی بیٹی عائشہ کو غازی خان نے بڑے شوق سے پالا۔ اسکی تعلیم اور تربیت میں اپنی پوری توانائی صَرف کی۔ عائشہ سے ایبٹ آباد کے ایک صدیق نامی پٹھان کا نکاح ہوا، جس کے بعد وہ مستقل طور پر ایبٹ آباد شفٹ ہوگئیں۔ یہاں انہوں نے ''بنات تعلیم القرآن ہائی اسکول'' قائم کیا۔ اوراس کی تعمیر وترقی نیز تعلیمی معیار کو پروان چڑھانے کے لیے واقعتاً بہت محنت کی، اور رات دن کی مشقت اٹھائی۔ عائشہ کے دو بیٹے اس وقت ایبٹ آباد میں اپنی والدہ کا قائم کردہ یہ ادارہ چلا رہے ہیں، ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) خالد صدیق (۲) حامد صدیق

عائشہ کے اپنے شوہر سے تعلقات پائیدار نہ رہ سکے۔ اوران دونوں کے تعلقات دن بہ دن کشیدہ ہوئے تو نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ اولاد ساری اپنی والدہ کے ساتھ تھی۔ اور یوں عائشہ نے بقیہ زندگی شوہر کے بغیر اولاد کے سہارے گزاری۔ کہا جاتا ہے کہ صدیق نامی یہ عائشہ کا شوہر مرزائی تھا۔ اور یہ کوئی بعید بھی نہیں ہے کہ ایک دوسرے کی فکری بے راہروی نے ان کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کردیا ہو۔ ماضی میں کئی ایک فتنوں کے بڑے بڑے راہنماؤں نے ایبٹ آباد کو اپنا مسکن بنایا ہے۔ خصوصاً مرزائیوں کے لاہوری فرقہ کے موجودہ امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید بھی یہیں کے ہیں ان کے والد ڈاکٹر سعید احمد بھی اس فرقہ کے سابق امیر تھے۔ عائشہ کے صاحبزادگان یعنی چکڑالوی صاحب کے نواسوں کے متعلق ایبٹ آباد کی مقامی

آبادی متذبذب ہے کہ ان کے نظریات کے بارے کوئی حتمی رائے نہیں دی جاسکتی۔ راقم الحروف نے ایبٹ آباد کے کالج اور بعض اسکولز کے طلبہ سے ملاقاتیں کیں تو اکثریت کی رائے یہی تھی کہ عائشہ کے بچوں کا مذہبی اور نظریاتی تعلق انتہائی مشکوک ہے۔

اب ہم چکڑالوی صاحب کے اس مرکز کا ذکر کرتے ہیں جو چینیانوالی مسجد سے نکالے جانے کے بعد انہوں نے شیخ چٹو کے تعاون سے بنایا تھا۔ اس مرکز نے کیسے کیسے ادوار دیکھے؟ اہلِ قرآن، یعنی منکرینِ حدیث اُسے کس حد تک چلانے میں کامیاب رہے اور اب پچھلے پچاس سال سے وہاں کیا ہو رہا ہے؟

شیخ چٹو کے مکان سے، مدرسہ احمد الدّین تجوید القرآن تک

راقم کو بڑا اشتیاق تھا کہ چکڑالوی صاحب کے اُس مرکز کی صورت حال کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا اب بھی وہ انہی کے ہمفکر لوگوں کے پاس ہے یا اب اُس کی حالت مختلف ہے؟ سو راقم نے بچشمِ خود وہاں جا کر جائزہ لیا تو عجیب وغریب اور دلچسپ صورت حال سامنے آئی۔ مکمل کارگذاری پیش قارئین ہے۔

یکم نومبر ۲۰۱۱ء بروز منگل ایک صبح میں اپنی قیام گاہ سے اندرون لاہور رنگ محل گیا۔ چوک رنگ محل سے برتنوں والا بازار کراس کرتے ہوئے کوچۂ چابک سواراں جانکلا۔ سیدھا جامع مسجد چینیانوالی گیا۔ اندر سے دروازہ بند تھا دستک دی تو خادم مسجد نے دروازہ کھولا، اندر جا کر پوری مسجد کو بغور دیکھا، مگر وہاں کوئی ایسا ذمہ دار آدمی موجود نہ تھا جو تاریخی احوال سے آگاہ کرتا۔ وہاں سے دو گلیاں چھوڑ کر ایک تنگ و تاریک بازار پہنچا۔ یہ سریاں والا بازار کہلاتا ہے۔ اس میں غازی علم الدین شہید نامی مسجد پر نگاہ پڑی، مسجد کے دروازہ پر نصب تختی پر سن تعمیر غالباً ۱۸۹۲ء درج تھا۔ مسجد کے اندر امام صاحب کے حجرہ میں ملاقات ہوئی اور ان سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی ایسا بزرگ ملا دیں جو مجھے عبداللہ چکڑالوی اور فرقہ اہل قرآن کے متعلق آگاہی دیں۔

قاری صاحب نے استفسار فرمایا کہ یہ کون تھا؟ دیوبندی کہ بریلوی؟ میں نے مختصر سا خاکہ بتایا تو کہا آخر آپ ایک گمراہ شخص کے حالات وواقعات جاننے کے لیے کیوں گلی گلی کی خاک پھانک رہے ہیں؟ عرض کیا بس ذوق ہے فرمایا، آگے ایک پُرانا مدرسہ ہے، وہاں سے شاید آپ کو معلومات ہو سکیں اس دوران امام صاحب نے دوعدد کپ چائے کے چڑھائے، مگر آبلہ پا طالب علم سے پانی تک کا نہ پوچھا۔ وہاں سے نکل کر سریاں والا بازار کے اختتام پر ایک بورڈ پہ نظر پڑی۔ ''مدرسہ احمد الدین تجوید القرآن'' انتہائی بوسیدہ، قدیم اور تنگ دروازے سے اندر داخل ہوا تو ایک خوبصورت سی عمارت میں حفظِ قرآن مجید کی دو کلاسیں لگی ہوئی تھیں۔ بتایا گیا کہ یہی وہ مکان ہے جو شیخ چٹو نے مولوی عبداللہ چکڑالوی اور اُن کے فرقۂ اہل قرآن کے لیے وقف کیا تھا۔ وہاں پر موجود ایک صاحب نے بتایا کہ اس مدرسہ کے بانی بزرگ عالم قاری احمد دین صاحب ہیں، وہ کچھ ہی دیر میں آنے والے ہیں اور آکر آپ کو مکمل حالات سے آگاہ کریں گے۔ تقریباً دو گھنٹے کے انتظار کے بعد ایک دھان پان کی پُر وجیہہ شخصیت اندر داخل ہوئی۔ کافی معمر، مگر جسم کی بناوٹ وساخت سے محسوس ہوتا تھا کہ جوانی خوب صحت میں اور چاق وچوبند ہو کر گذاری تھی۔ علیک سلیک کے بعد رسمی احوال کا تبادلۂ خیال ہوا۔ میں نے اپنا مدعا بیان کیا تو انتہائی ملنساری اور پورے ربط وترتیب کے ساتھ انہوں نے تفصیل بیان کی۔ راقم نے عرض کی کہ مجھے خصوصیت سے اس مکان کی رُوداد سنائیں کہ شیخ چٹو سے چکڑالوی صاحب کے پاس اور پھر اُن کے فرقہ سے آپ کے ہاتھ یہ کیسے آیا؟ یہ چھوٹی سی خوبصورت مسجد، مدرسہ، یہ قرآن پاک کی بہاریں اور ایمان افروز تابشوں کا تذکرہ سنائیے۔ جناب قاری احمد دین صاحب یوں گویا ہوئے۔

یہ مکان دراصل شیخ چٹو کا تھا جنہوں نے چکڑالوی صاحب کو یہاں ٹھکانا دیا ہوا تھا، ۱۹۱۲ء میں شیخ چٹو اور ۱۹۱۴ء میں جب عبداللہ چکڑالوی دنیا سے چلے گئے تو یہ مکان

فرقہ اہل قرآن کا مرکز رہا چکڑالوی صاحب کے مختلف فکری شاگرد اور کارندے ۱۹۴۲ء تک یہ مرکز چلاتے رہے۔ یہاں وہ اپنے نظریات کا پرچار کرتے، کتابیں شائع کرتے اور نمازیں پڑھتے تھے۔ علاقہ میں یہ "اہل قرآن" کی مسجد مشہور تھی۔ چکڑالوی صاحب کے یہ شاگرد آپس میں لڑتے بھی رہتے تھے۔ کبھی کم، کبھی زیادہ کسی نہ کسی شکل میں یہاں خانہ جنگی رہتی تھی۔ شیخ چٹو کے انتقال کے بعد جب ان کی اولاد نے جائیداد کی واپسی کے لیے عدالتوں کی طرف رجوع کیا تو یہ مکان چونکہ مسجد کر کے مشہور تھا۔ اور مسجد مملوکہ نہیں بلکہ موقوفہ (وقف شدہ) ہوتی ہے۔ اس لیے عدالت نے اس کا فوری فیصلہ دینے میں غور وخوض اور تامل کیا۔ البتہ باقی جائیداد چٹو کے ورثاء کو مل گئی تھی۔ اس جگہ کا کیس عدالت میں زیر سماعت تھا۔ اس سماعت کے دوران اہلِ قرآن کی آپس کی مخاصمت بھی زور پکڑ گئی۔ تا آنکہ ۱۹۴۲ء میں یہ مرکز بالکل بند ہو گیا۔ دروازے پر "مسجد اہل الذکر والقرآن" کی تختی کافی عرصہ لگی رہی۔ اب یہ ہوا کہ محلے کے لڑکے بالے یہاں بیٹھ کر گپیں ہانکتے، بعض لوگوں نے یہاں اپنے گدھے، گھوڑے اور بکریاں باندھنا شروع کر دیں صبح سے شام تک آوارا مزاج لوگ یہاں وہ کچھ کرتے کہ بیان سے باہر ہے اسی دوران قیامِ پاکستان کا آوازہ سنائی دینے لگا۔ ہر طرف تحریکوں کا دور دورہ تھا۔ حالات نے یکسر کروٹ لی، داخلی وخارجی کئی مسائل دفن ہو گئے۔ تا آنکہ آگ وخون کی ایک طویل داستان مرتب کرنے، یا کروانے کے بعد "پاکستان" کے قیام کا فیصلہ ہو گیا۔ یہ ۱۹۴۷ء کا زمانہ تھا، اب نئی سلطنت، نئی مملکت، نئے چہرے، نئی کرنسی غرضیکہ سب کچھ ہی نیا بن کر سامنے آیا۔ کیونکہ اپنوں کے خون پر نئی کہانیاں ایجاد کرنے کا فن اس خطے کے لوگوں کا نصیبہ ہے۔ جب پاکستان بنا تو اب بے چارے "چکڑالوی صاحب" کے مرکز کی بپتا کون سناتا؟ اور کون سنتا۔ اب اس مرکز میں لوگوں نے گھروں کا کوڑا کرکٹ جمع کر کے پھینکنا شروع کر دیا۔ ۱۹۵۸ء تک یہ ایک غلاظت کا دلدل بن گیا۔ اب لوگوں

کے دماغ سے اس کی تاریخ دھیرے دھیرے کھرچنے لگی۔ اور نئی پود ویسے ہی لاعلم تھی۔ (قاری احمد دین صاحب نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا)۔

میرا تعلق ابتداء سے اسی علاقے سے ہے۔ ہم چھ بھائی اور ایک بہن پر مشتمل فیملی سریاں والہ بازار میں ہی رہتے تھے۔ میں مسلکاً حنفی اور دیوبندی تھا، تاہم چینیانوالی مسجد میں قرآن پاک حفظ کرتا تھا۔ چینیاں والی مسجد میں حافظ عبدالکریم صاحب نام کے ایک استاذ تھے۔ حافظ صاحب اگرچہ مسلک اہل حدیث کے تھے۔ مگر علاقہ بھر میں ان کا تعویذ گنڈا بڑا شہرہ رکھتا تھا۔ وہ ماہرِ عملیات تھے لوگ ان کے پاس آکر روحانی تسکین حاصل کرتے۔ اور یہ کام انہوں نے بطور خدمتِ خلق کے اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ انتہائی متقی اور زاہد وعابد تھے۔ انہوں نے یہ کام مجھے بھی (قاری احمد دین) سکھایا۔ ایک دن حافظ صاحب نے کہا کہ یہ جو گندگی والا پلاٹ ہے۔ اس کی صفائی وغیرہ کر کے ہم محلّہ کے بچوں کو تعلیم قرآن دینے کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ عدالتی فیصلہ جب ہوگا اور جس کے حق میں ہوگا، دیکھا جائے گا۔ قرآن اپنی جگہ خود بنا لے گا۔ چنانچہ قاری احمد دین صاحب کا کہنا ہے کہ ہم دونوں استاذ، شاگرد نے وہاں سے گندگی اٹھانے کا عمل شروع کر دیا۔ کبھی کبھار محلّہ کی بزرگ خواتین اور نوجوان بھی ہماری مدد کو آجاتے۔ کوئی پندرہ، بیس دن کی تابڑ توڑ جدوجہد کے بعد ہم وہاں سے گندگی نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ مسجد چینیانوالی سے چٹائیاں لاکر بچھا دی گئیں۔ تپائیاں رکھ دی گئیں، چند بچوں کو تابع قرآن کر دیا گیا اور میری ڈیوٹی لگی کہ آپ نے یہاں بچوں کو پڑھایا کرنا ہے۔ شروع شروع میں تو کوئی دن سکون سے گذرے۔ پھر مخالفتوں کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا۔ اہل قرآن کے لوگ آکر قتل کی دھمکیاں دیتے۔ شیخ چٹو کے پسماندگان اپنی جگہ منہ بسورتے۔ اور میری ''حنفیت'' سے اہل حدیث دوست الگ نالاں تھے۔ قصہ مختصر یہ کہ بعض اوقات باقاعدہ لڑائی کا عمل ہوتا اہل قرآن والوں سے فراغت ہوتی تو

اہل حدیث کا ڈنڈا بردار لشکر آدھمکتا، ان سے جان چھوٹتی تو علاقہ کے بُری خصلت والے لوگ نکلنے پر اصرار کرتے۔ بایں ہمہ دیوبندی مسلک کے جو دور دور کی آبادیوں کے مقیمین تھے وہ الگ ''معاصرت'' کی مرض کا شکار تھے۔ لیکن ہم بفضل اللہ ڈٹے رہے۔ اس کے سات سال بعد ۱۹۶۵ء میں حافظ عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ تو اب ابتلاء کا ایک نیا باب کھلا۔ بعض لوگوں نے عدالتی کاروائیاں شروع کر دیں۔ بدمعاشوں نے مقامی تھانوں کے ذریعے پریشان کرنا شروع کر دیا، آتے جاتے گالی گلوچ اور الزام تراشیاں اپنی جگہ تھیں۔ قاری احمد دین صاحب کا یہ جملہ قابل سماعت تھا کہ ''میں نے ڈنڈے کھائے بھی بہت اور کھلائے بھی بہت، گالیاں بھی بہت سنیں مگر کسی کو گالیاں دی نہیں۔ ڈنڈے کا جواب ڈنڈے سے اور گالی کا جواب خاموشی سے دنیا میرا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ عدالتوں میں پیشیاں بھگتتا رہا، مقامی تھانوں میں الجھتا رہا۔ ساتھ ساتھ مدرسہ کو ترقی دی۔ تعمیری بھی اور تعلیمی بھی۔ یہاں تک کہ دس بارہ، سال کی مسلسل کاوش کے بعد مخالفت کا طوفان تھم گیا۔ مفسدین دبک گئے، ملحدین بھاگ گئے، حاسدین اپنی ہی بھڑکائی آگ میں جا گرے، عدالتی فیصلہ میرے حق میں ہوگیا مدرسہ ''احمد دین تجوید القرآن'' کے در و دیوار ۱۹۵۸ء سے تا حال رحمانی کلام سے گونج رہے ہیں، بلامبالغہ ہزاروں بچے حفظ قرآن کی تکمیل کر گئے ہیں۔ بعض علماء دین بنے۔ اندرون اور بیرون ممالک میں درجنوں یہاں کے فضلاء خدمت دین میں مشغول ہیں اب صورت حال یہ ہے کہ قاری احمد دین جس راستے سے گذرتے ہیں، لوگ ادب سے سر جھکا لیتے ہیں۔ قرآن کا چشمہ جاری ہے، لوگ آرہے ہیں اور پیاس بجھا رہے ہیں۔

میں نے یہاں تک رُوداد سنی اس کے بعد جب آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو قاری احمد دین صاحب کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ اپنی جُہد مسلسل اور کامیابی پر خوشی کے آنسو بہا رہے تھے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ چینیانوالی مسجد سے

نکالے جانے کے بعد عبداللہ چکڑالوی صاحب کو جو مکان ان کے معتمد خاص شیخ چٹو نے عنایت کیا تھا۔ اب وہ ایک عالیشان دینی درسگاہ ہے۔ یہ جگہ ''اہل قرآن'' کی تھی۔ مگر گذشتہ ۵۴ سال سے وہ ''حاملین قرآن'' کے مصرف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مرکز کو آباد رکھے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو یہ ماضی کے ایام رفتہ کی کہانی سناتا رہے۔ قاری احمد دین صاحب کے بقول کہ کبھی کبھار کوئی چکڑالوی صاحب کا فکری مرید گھومتا گھماتا یہاں آتا ہے۔ مگر حسرت کے ساتھ واپس لوٹ جاتا ہے کہ یہاں قرآن کی تعلیم دامن رسول ﷺ سے قریب کرنے کے لیے دی جاتی ہے کہ نہ کہ برگشتہ کرنے کے لیے۔ مگر اکادکا آنے والوں کا سلسلہ بھی پچھلے پندرہ سالوں سے اب متروک ہے۔

چکڑالوی فرقہ اور اہل محلّہ کا مسجد کے معاملہ میں جھگڑا

چکڑالوی صاحب کی وفات کے بعد جب شیخ چٹو کی اولاد نے جائیداد کے حصول کے لیے قانونی چارہ جوئی کی تو یہ سریاں والا بازار والی جگہ واپس نہ ہوسکی تھی۔ ۱۹۲۰ء میں چکڑالوی فرقہ کے ہاتھوں سے جائیداد چلی گئی، اور یہ مسجد رہ گئی تو انہوں نے اس مرکز میں اپنا کام شروع کردیا۔ اب ایک نیا مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ اہل محلّہ کے لوگ مسجد میں آکر اپنی نماز ادا کرنے لگے، جبکہ فرقۂ اہل قرآن کے لوگ چاہتے تھے کہ یہاں اسی فرقہ کے لوگ ہی آئیں۔ اس وقت چکڑالوی صاحب کے جانشین اور اس مسجد کے امام مولوی حشمت علی تھے۔ چنانچہ مسجد بازار سریانوالہ میں چند مختلف فرقوں کے مسلمانوں کے نماز پڑھنے پر چکڑالوی فرقہ نے ان کے خلاف سرکار میں مقدمہ میں دائر کیا زیر دفعہ ۱۰۷، ان نمازیوں کی سال بھر کے واسطے ہزار ہزار روپیہ ضمانت ہوگئی اور آئندہ اس مسجد میں مسلمانوں کی اذان، نماز، جماعت، جمعہ حتیٰ کہ مداخلتِ مسجد تک بند۔ اسے چکڑالویوں کے امام حشمت علی صاحب نے اپنی صداقت کا ایک زبردست ثبوت سمجھا چنانچہ اپنے رسالہ ''اشاعت القرآن'' اکتوبر ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

''فقیر کو ان بد دعاؤں اور فحش گالیوں کے مقابلہ میں خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً یہی القاء ہوتا رہا (۱) اِنَّا کَفَیْنٰکَ المستھزئین (۲) اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (۳) وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بَاَعْیُنِنَا (۴) وَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا العَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل۔ پھر ایک روز مخالفین نے فقیر کو سخت تکلیف دی اور ایک میرے عزیز بیٹے داماد کو صدمہ پہنچایا میں نے اس اضطراری حالت میں دعا کی رَبِّ انصُرنِی بَما کَذَّبُوْن، رَبِّ نَجِّنِی وَاھْلِی مِمَّا یعلمُون، رَبِّ اَنِّی مَسَّنِی الضُرُّ وانْتَ ارحم الرّاحمین، اسی قسم کی فقیر نے کثرت سے دعائیں مانگیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا فَاصْبِرْ بحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تکُنْ کَصَاحِبِ الحُوتْ، فَاصْبِرْ صَبْرًا جمیلًا، فاصْبر عَلٰی مَا یَقُولُونَ، اسی قسم کی صبر دینے والی آیات کثرت سے مجھے یاد دلائی گئیں اور آخر کار فرمایا فاصْبِرْ اِنَّ العَاقِبَۃَ لِلمُتَّقِیْن اور اسی قسم کی آیات سے تسکین واطمینان کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ناظرین: چونکہ اللہ تعالیٰ صادق الوعد اور لا یخلف المیعاد ہے اس لیے اس کے مطابق یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کے ہاتھ سے کرایا جس کو ہمارے مخالف اپنا مذہبی دشمن کہتے ہیں اور ہمیں بھی اس کے پاس فیصلہ لے جانے کی وجہ سے مخالف اپنے مصنوعی اسلام سے کافر بتلاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے وہی فیصلہ کرایا جو بالکل قرآنی عدل اور صدق کے ماتحت تھا۔ ❶

لالہ شنکر داس ''بارک اللہ''

مولوی حشمت علی صاحب نے جس منصف کی جانب اشارہ کیا ہے وہ ایک ہندوستی مجسٹریٹ لالہ شنکر داس تھے۔ یہ فیصلہ جب ان کے حق میں ہوا تو مولوی حشمت علی صاحب

---

❶ پندرہ روزہ، اشاعت القرآن، اکتوبر ۱۹۲۵ء۔

نے لکھا:

''ناظرین کرام! کیا آپ صداقت اور عدالت سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی فرقوں میں کوئی مولوی اور مشائخ اور حاکم ہمیں یہ فیصلہ دے سکتا ہے جو ایک منصف مزاج اور عادل، حق پسند رائے صاحب ''لالہ شنکر داس سٹی مجسٹریٹ بارک اللہ نے دیا ہے؟ نہیں نہیں وہ تو وہی فیصلہ دے گا جو سرحد میں امیر صاحب نے ایک بے جرم قرآنی قوانین سے بے خبر کے حق میں رجم کا حکم دیا ہے...... الخ[1] اسی رسالہ میں مولوی حشمت صاحب لکھتے ہیں۔

''اطلاع مقدمہ مسجد اہل قرآن لاہور۔ ہمارے مخالفین میں سے ایک ملزم نے بوکالت مسٹر محمد اکرم بیرسٹرایٹ لاء بناراضگی فیصلہ سٹی مجسٹریٹ صاحب بہادر لاہور ڈسٹرکٹ صاحب بہادر کی عدالت میں اپیل کی ہے۔ شاید اُس کی یہ مرضی ہے کہ مجھے مسجد اہل الذکر والقرآن میں مداخلتِ بے جا کرنے کی اور بدامنی پھیلانے کی کسی طرح کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

آخری فیصلہ

آخر کار اس مقدمہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ متنازعہ مسجد میں ہر مسلمان اپنے اپنے طریقہ پر نمازیں ادا کر سکتا ہے۔ مولانا امرتسری رحمہ اللہ نے لکھا تھا۔

''۲ نومبر ۱۹۲۵ء کو بیرسٹر محمد اکرم کی تقریر کو بغور سن کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فیصلہ آسامی مذکورہ بالا کو ایک دم توڑ دیا اور مخالفین کی ضمانتیں بھی منسوخ! اور اب مسجد متنازعہ میں ہر مسلمان کو اپنے اپنے طریق پر مذہبی فرائض ادا کرنے کا اذنِ عام ہے۔[2]

---

[1] ہفت روزہ ''اہل حدیث'' ۲۵، دسمبر ۱۹۲۵، صفحہ ۸۔

[2] ایضاً صفحہ ۱۸۔

مذکورہ تاریخی ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ مسجد سریاں والا بازار کا قضیہ مختلف ادوار میں عدالتوں میں زیرِ سماعت رہا، قرائن سے محسوس ہوتا ہے کہ مسجد اگرچہ تمام مسلمانوں کے لیے کھول دی گئی تھی مگر چونکہ انتظام فرقہ اہل قرآن کے پاس تھا اس لیے علاقہ کے لوگ آہستہ آہستہ چھوڑ گئے اور آخرکار ان کے آپس کے اختلاف کی بناء پر مرکز بند ہوا، پھر پندرہ بیس سال بعد قاری احمد دین صاحب کی تحریک پر یہ آباد ہوا اور اب یہ اہل سنت والجماعت (دیوبند) کا مرکز ہے۔ اور قاری احمد دین صاحب کا مکمل واقعہ تفصیل سے گذر چکا ہے۔

عبداللہ چکڑالوی کو کونسی چیز انکارِ حدیث تک لے آئی؟

ہمارے ہاں ایک عمومی مزاج یہ پایا جاتا ہے کہ جب بھی کوئی شخص اسلام کی پٹڑی سے دائیں بائیں ہوتا ہے، فوراً اُس پر کسی کے آلۂ کار ہونے کا الزام تھوپ دیا جاتا ہے۔ اور ''شیطان'' کو صاف بری الذمہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ فکری اور نظریاتی تبدیلی کے محرکات کچھ اور ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ ایسے لوگوں کی جب ایک شناخت الگ بن جاتی ہے اور ان کا طائفہ بھی وجود میں آجاتا ہے تو پھر اُن کو کسی نہ کسی اسلام دشمن قوت کے پشت پناہی حاصل ہوجاتی ہے۔ ہر تبدیلی کے پیچھے ایک فکری کمٹ منٹ اور نظریاتی بنیاد ضرور ہوتی ہے۔ بعد میں ضد، انانیت اور تعصب جیسے جراثیم شامل ہوتے ہیں تو مزید گمراہی کے مہیب سائے منڈلانے لگ جاتے ہیں۔ معروف اہل حدیث عالم مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (متوفی ۱۹۶۸ء) کا تجزیہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے ہمدرد تھے اور نہ ہی انگریز سے مخلص۔ بلکہ وہ ایک تاجر تھے، اور انہوں نے دونوں سے موقع بموقع ہمدردی کرکے مال اکٹھا کیا ہے۔ سر سید احمد خان یہ کہنے کی حد تک مخلص تھے کہ انگریزی تہذیب کو فی زمانہ قبول کرنا ہی مفید ہے، مولوی عبداللہ چکڑالوی سادہ مزاج تھے لیکن جاہ پسند لڑائی کے خواہشمند، ان کے متعلق یہ

رائے ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ان کو برسوں دیکھا، عام اہل توحید اور اہل حدیث خصوصاً انگریز کے سخت ترین دشمن تھے ...... مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اس روش پر حدیث کا انکار کیا اور اہل حدیث کو مدمقابل قرار دیا تا کہ انگریز کی نظروں میں مقبول ہوسکیں۔ انگریز کی ضرورت پہلے دو بزرگوں (مرزا قادیانی اور سرسید احمد خان) سے پوری ہو چکی تھی۔ اور یہ مولوی عبداللہ صاحب بے چارے چنداں عقل مند بھی نہ تھے، اس لیے یہ تو معلوم نہیں کہ انہیں کچھ ملا یا نہیں مگر حق کی مخالفت میں یہ بھی شامل ہو گئے۔ [1]

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا تبصرہ

پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی مرحوم اپنے مقالہ ''ہندوستان میں انکار حدیث کی تاریخ''میں لکھتے ہیں۔

''بیسویں صدی کے آغاز میں چکڑالہ ضلع میانوالی (پنجاب) کے ایک ''نیم ملاں خطرۂ ایمان'' مسمّٰی عبداللہ نے سرسید اور مرزا غلام احمد کی تیار کردہ بنیادوں پر انکار حدیث کا قصر تعمیر کر دیا یعنی صاف لفظوں میں حدیث کی حجیت اور دینی اہمیت کا انکار کر دیا اس شخص نے قرآن حکیم کی آیات سے نماز کے ارکان اور متعلقہ اُمور ثابت کرنے میں جس کوتاہ بینی، کم علمی اور طفلانہ اندازِ طبع کا مظاہرہ کیا اس کو دیکھ کر سنجیدہ انسان بھی اپنی ہنسی ضبط نہیں کر سکتا۔ قصہ مختصر اس کے دعاوی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن ہماری تمام دینی ضروریات کے لیے کافی ہے اس لیے حدیث کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور دیگر تمام دینی امور کی تفصیل قرآن میں موجود ہے لہٰذا ہمیں قرآن سے باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے ایک رسالہ ''قرآنی نماز'' بھی لکھا تھا اس کو پڑھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ راقم الکتاب کے تخیل پر کوئی خوفناک آسیب مسلط ہو گیا ہے، درستیٔ ہوش وحواس میں تو کوئی لکھا پڑھا آدمی اس قسم کے مزخرفات کا مظاہرہ پسند نہیں کرے گا۔ عبداللہ چکڑالوی کو سرسید یا مرزا قادیانی کی

---

[1] عجمی سازش کا افسانہ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، حجیت حدیث نمبر صفحہ ۶۹۔

طرح شہرت نصیب نہیں ہوئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ نہ اس نے کوئی رسالہ جاری کیا نہ جماعت بنائی، نہ کھالیں جمع کیں نہ چندہ فراہم کیا، نہ ملک میں طوفانی دورے کیے، سب سے بڑا عیب اس میں یہ تھا کہ وہ پبلسٹی اور پروپیگنڈے کے فن سے نا آشنا تھا، اس لیے اس کی وفات کے بعد اس کا نام بھی دماغوں سے محو ہو گیا۔ اسی زمانہ میں ۲۵۔۱۹۲۴ میں امرتسر میں خواجہ احمد دین نے چند دوستوں کی مدد سے ''اُمت مسلمہ'' کی بنیاد ڈالی اور ایک ماہانہ رسالہ ''البیان'' جاری کیا جس کا مقصد عبداللہ چکڑالوی کے مسلک کو زندہ کرنا تھا[1] مولانا محمد علی قصوری متوفی (۱۹۵۶ء) کا تجزیہ یہ ہے کہ

''عیسائیوں نے احادیث کو غیر معتبر ٹھہرانے کے لیے چند مسلمان منافقین کو خرید لیا، ان کے سرخیل عبداللہ چکڑالوی تھے، ان کو عیسائیوں نے اس خدمت کے لیے چنا اور انہوں نے علانیہ حدیث کے خلاف پروپیگنڈا شروع کیا انگریز پادریوں نے اس کو چٹھیاں لکھیں، مالی مدد کے وعدے کیے اور ان سے کہا کہ آپ نہایت اچھا کام کر رہے ہیں۔ عبداللہ چکڑالوی چونکہ انگریزی بالکل نہ جانتے تھے۔ اس لیے ان تمام خطوط کو ہمارے ایک دوست سے پڑھواتے تھے اور اگر کوشش کی جائے تو شاید ان سب خطوط کا سراغ مل جائے۔ دراصل فتنہ انکار حدیث کی تہہ میں انگریزی سیاست کا ہاتھ کام کر رہا ہے عبداللہ چکڑالوی کے بعد انگریزی سیاستدانوں کو چند سرکاری ملازمین مل گئے جو دہلی میں اس کام کو کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔[2]

---

[1] ہفت روزہ الاعتصام، حجیت حدیث نمبر صفحہ ۱۱۹، اپنے اسی مضمون کے حاشیہ میں پروفیسر مرحوم لکھتے ہیں ''راقم الحروف کو ۱۹۲۶ء میں اس کے جانشین ابوعیسٰی سے ملنے کا اتفاق ہوا، جو مسجد سریانوالہ لاہور میں مقیم تھا۔ ایک چھوٹا سا ماہنامہ رسالہ بھی شائع کرتا تھا، مگر مدیر اور رسالہ دونوں کسمپری کے عالم میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

[2] فتنہ انکار حدیث کا مقامی اور تاریخی جائزہ ص ۲۰۱، ہفت روزہ الاعتصام۔ لاہور

علامہ طالوت کا طنز و استہزاء

اوپر دیئے گئے حوالہ میں ایک یہ انکشاف قابل غور ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب کے عیسائی پادریوں سے روابط تھے۔ اور انہوں نے چکڑالوی صاحب کے ساتھ مالی تعاون کے وعدے بھی کر رکھے تھے۔ اسی بات کے پیشِ نظر علامہ طالوت [1] نے چکڑالوی صاحب کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے۔

دشمنِ دین جس طرح تھا مالوی
دشمنِ اسلام ہیں چکڑالوی
دینِ چکڑالہ نہیں دینِ عرب
نسبت اس کی کوئی ہے ایطالوی
واہ کیا استاذ ہیں پرویز کے
ایک چٹو دوسرا چکڑالوی
چٹے بٹے ایک ہی تھیلی کے ہیں
چٹوی، بطالوی، چکڑالوی

اس نظم کے آخر میں علامہ طالوت نے بعض الفاظ کی توضیح کی ہے۔ مثلاً ایطالوی، ایطالیہ (اٹلی) سے بنایا گیا ہے۔ عبداللہ چکڑالوی چونکہ پادریوں سے ملے ہوئے تھے اور پادریوں کا مذہبی قبلہ ''اٹلی'' ہے۔ اس لیے چکڑالوی صاحب کو ایطالوی کہا گیا ہے۔

---

[1] پورا نام عبدالرشید نسیم طالوت ہے، متبحر عالم، مثالی استاذ ادبی شخصیت اور قلمی مجاہد تھے علمی اعتبار سے وہ مذہبی سکالر تھے اور قلمی اعتبار سے شاعر اور نثر نگار۔ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۳ء میں انتقال کیا۔ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور علامہ اقبال مرحوم کے مابین نظری اختلاف اور قلمی نزاع کو ختم کرانے کا سہرا بھی علامہ طالوت کے سر ہے۔ (علامہ طالوت، ڈاکٹر مختار احمد ظفر زکریا یونیورسٹی ملتان)

چکڑالوی اور میاں چٹو منکرینِ حدیث کے دو بڑے مدارالمہام تھے۔

نوٹ: علامہ طالوت کے یہ اشعار ان کے شعری مسودے میں سے ڈاکٹر مختار احمد ظفر نے اپنی کتاب ''علامہ طالوت'' میں درج کیے ہیں۔

ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ اگر چہ اسلام دشمن قوتیں چکڑالوی صاحب سے کسی حد تک رابطے میں تھیں اور اُنہیں سبز باغ بھی دکھاتی تھیں، مگر پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کی بات میں وزن ہے کہ چکڑالوی صاحب میں بڑا عیب یہ تھا کہ وہ پروپیگنڈے کے فن سے نا آشنا تھے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان طاقتوں سے کوئی بڑی وصولی نہ کر سکے۔ اس لیے اُن کی اس فکری بے راہروی کا دورانیہ بڑا مختصر ہے۔ مگر مختصر سہی، جتنا بھی موقع ملا، انہوں نے خوب اودھم مچایا اور بڑے بڑے شہروں میں کئی مالدار لوگوں کو اپنا معتقد بنا لیا۔ اس لیے اب تک جتنے بھی اس فکر کے لوگ پیدا ہوئے ہیں انہیں چکڑالوی صاحب کا بالواسطہ شاگرد کہہ دیا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔

نوٹ

اب اگلے باب میں ہم چکڑالوی صاحب کی ایجاد کردہ نماز کا ذکر کریں گے۔ آپ نے اپنے معتقدین کو یہی نماز پڑھنے پر پابند کیا تھا، چکڑالوی صاحب نے ایک مطبوعہ کتابچہ ''صلوٰۃ القرآن'' نامی لکھا تھا، جو ان کی وفات کے بعد بھی ایک دو بار اہل قرآن نے چھپوا کر تقسیم کیا تھا اس تاریخی کتابچے کا مکمل عکس ملاحظہ فرمائیں۔

باب ۲

اہلِ قرآن کا طریقۂ نماز

مملوکہ ذخیرہ کتب حافظ عبدالجبار سلفی

أولم يكفهم أنا أنزلنا عليك الكتاب يتلى عليهم إن في ذلك لرحمة وذكرى

يقول يا ليتني اتخذت مع الرسول سبيلا ۔ حافظوا على الصلوات الخ

فاذا امنتم فاذكروا الله كما علمكم ما لم تكونوا تعلمون ٥

صلوٰة القرآن
بآيات الفرقان
كما علم الرحمٰن

تلك آيات الله نتلوها عليك بالحق فبأي حديث بعد الله وآياته يؤمنون ٥

وقال الرسول يا رب إن قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا

۲

اطلاعِ ضروری

مومنین کو واضح رہے کہ اس رسالہ میں بطور اختصار صلوٰۃ القرآن یعنی قرآن کریم کی بیان فرمودہ نماز کی فرضیت بیان کی گئی ہے اور یہ کل طبقات اہل اسلام یعنی اہلسنت و الجماعت کے شعبہ ہائے اندرونی احناف و شوافع و حنابل وغیرہ و اعتزال و شیعہ و اہلحدیث جو جو اوراد و دعیات اپنی اپنی پنجگانہ نماز و نمیں پڑھتے ہیں۔ جو علاوہ قرآن مجید میں مثلاً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔ سَمِعَ اللّٰهُ۔ اَلتَّحِيَّاتُ وغیرہ جو نماز اہل اسلام کے نزدیک متفق علیہ مختلف فیہ ہیں انکا کفر و شرک ہونا قرآنی آیات سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور انکی بجائے قرآن کریم کی فرمودہ صلوٰۃ کے ہر رکن کے اذکار کی نسبت جو قرآن مجید میں صاف صاف ہدایات ہیں انکا مفصل و مدلل بیان کتاب بُرْهَانُ الْفُرْقَانِ عَلٰی صَلٰوةِ الْقُرْآنِ میں علیحدہ مندرج ہے۔ اگر کوئی صاحب نماز قرآنی کے ارکان و رکعات و اذکار کا مفصل بیان دیکھنا چاہیں تو وہ کتاب مذکورہ بالا کو انجمن اہل قرآن بازار سریانوالہ لاہور سے طلب فرما کر بخوبی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ المشتہر

(میاں) مرزا خدا بخش (صاحب) ملازم دفتر محکمہ ریلوے کارکن انجمن

انجمن اہل قرآن بازار سریانوالہ لاہور

۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

بعد بیحد حمد و ثنا بیغایت کے واضح ہو۔ کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کیطرف سے بطور پہیلی نازل نہیں ہوا۔ اور نہ ہی یہ بات ہے کہ کوئی شخص خاص ہی اسکے سمجھنے پر قادر ہے یا کسی خاص زمانہ یا عمر کے لوگ ہی اس کے مقاصد کو پہنچ سکتے ہیں بلکہ برخلاف اسکے یہ ایسا آسان اور مفصل و مشرح ہے کہ ہر زمانہ و عمر کے مکلف لوگ اس کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں بموجب آیات کریمہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پ۲۷ رکوع ۸) ترجمہ اور البتہ تحقیق ہم نے اس کامل صفات جامع کمالات قرآن کو نہایت ہی آسان بنا دیا ہے تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ پس کوئی ہے؟ کہ نصیحت اختیار کرے۔ اور (۲) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

۴

یُؤْمِنُوْنَ (پ ۸ ع ۱۳) ترجمہ اور (جان لو کہ) ہم نے ان لوگوں کے پاس ایسی کامل کتاب بھیجدی ہے جس کو ہم نے اپنے اعلےٰ علم کے مطابق مفصل بنایا ہے (اور یہ) مومن لوگوں کے لئے کامل ہدایت اور بھاری رحمت ہے۔ اور (۳) کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (پ ۱۱ ع ۱۷) ترجمہ اس کامل کتاب کی آیتیں نہایت ہی بڑھ کر دانا اور خبر دار خدا نے باحکمت اور مفصل بنائی ہیں۔ نیز یہ پاک کتاب تمام مطالب اسلام کا خزانہ ہے۔ حسب الارشاد (۱) وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پ ۱۴ ع ۸) ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے تجھ پر کامل صفات و جامع کمالات کتاب اتاری ہے جس میں دین اسلام کے ہر ایک مسئلے کا بیان ہے۔ اور (۲) مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (پ ۱۳ ع ۶) ترجمہ یہ قرآن مجید ایسا کلام نہیں ہے۔ کہ کسی بشر کا بنایا ہو۔ اور

۵

خدا کے ذمہ لگایا ہوا ہو (اگر ایسا ہوتا تو پہلے نازل شدہ احکام کے مخالف ہوتا) لیکن یہ (تو) پہلے نازل شدہ جملہ مسائل (اصول و فروع کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اسمیں دین اسلام کے ہر ایک ادنی سے ادنی مسئلہ کی تفصیل موجود ہے۔ اور یہ ایمانداروں کے لئے کامل ہدایت اور بھاری رحمت ہے۔ نہ کہ یہ کتاب مجمل اور اکثر مسائل اسلام سے خالی ہے جیسا کہ بعض اسے سمجھے بیٹھے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر کہ اس رب العالمین کے کلام کے اکمل ہونے کا زبانی تو اقرار کرتے ہیں مگر عملاً ان سے اس زبانی اقرار کا شمہ بھی ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ عام لوگوں نے تو کیا بلکہ ان لوگوں نے جو اپنے تئیں علمائے دین و ہادیان دین متین ظاہر کرتے ہیں قرآن مجید پر تدبر چھوڑ دیا ہے برخلاف ارشاد اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (پ ۲۶ ع ۷) ترجمہ لوگ کیوں (اندھے بہرے بن بیٹھے ہیں) اور قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہیں ساری ساری عمر صرف نحو

٦

منطق۔ اور فلسفہ میں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید کے معانی و مطالب سمجھنے پر غور نہیں کیجاتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب اس پاک کتاب کو ایک مجمل گول مول بجھارت اور عقدۂ لاینحل سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور دیگر انسانی احادیث اور فقہ کی کتابیں مفصل و آسان سمجھ کر انہی میں عمر برباد کر دیتے ہیں۔ اور عوام الناس کو انہی کے پڑھنے پڑھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ان کو اس پاک کتاب کے پاس تک پھٹکنے نہیں دیتے۔ کیا یہ بات خلاف واقع ہے۔ ہرگز نہیں۔ جس راہبر کو دیکھو مندرجہ ذیل صفتوں سے موصوف ہے

(۱) اتنی احادیث نوک زبان یاد ہیں۔

(۲) رضی و شرح ملا و دیگر نحو کی بڑی بڑی کتابیں بخوبی پڑھا سکتے ہیں

(۳) فقہ انکے مقابلہ میں کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن قرآن مجید کے فہم سے بے بہرہ۔

جب عالموں فاضلوں کا یہ حال ہے۔ اور لوگوں کا کیا ذکر۔

جن لوگوں نے قرآن مجید کلام رب العلمین کیطرف عنان توجہ منعطف کی۔ اور غور کیا۔ تو دیگر کتب کو قرآن مجید کے مقابلہ میں ناقص پایا۔ اور جو کچھ اس کتاب پاک مین مذکور وموجود ہے۔ اسی کو اسلام یقین کیا۔ ان کے مقابلہ میں وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے

ان نافہم لوگوں نے صراط المستقیم میں روڑے اٹکا رکھے ہیں۔ سب سے بھاری روڑا جو انہوں نے سیدھے راستے میں اٹکا رکھا ہے۔ اور جس پر بعض دانا اور بینا بھی ٹھوکر کھا بیٹھے ہیں انکا یہ قول ہے کہ نماز خدا تعالیٰ کی کلام معجز نظام بالتفصیل مندرج نہیں ہے۔

اے صراط مستقیم کے متلاشیو۔ ایسا ہرگز نہیں۔ ہرگز نہین ہرگز نہیں۔ آؤ ہم تم کو سچ سچ کہتا ہوں۔ اور اللہ تعالے کو حاظر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ نماز کتاب اللہ میں بالتفصیل مندرج ہے

۸

اس رسالہ میں صرف قرآن کی سکھائی ہوئی نماز کو لکھا جاتا ہے اور
تائید یزدانی سے ایک جدا رسالہ کتابی صورت میں مکمل چھپ
چکا ہے جس میں اس امر کو مفصل و مدلل طور پر ثابت کیا گیا
ہے کہ یہی وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کا خدا نے تمام مسلمانوں
کو حکم دیا ہے۔ اور یہی وہ نماز ہے۔ اور یہی وہ نماز ہے جو تمام
انبیاء و رسل سلام علیہم اور خود محمد رسول اللہ علیہ پڑھتے پڑھاتے
رہے بموجب حکم فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (پ ۱۲۶) وانما امرت
الآیۃ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰن (پ ۲۰ ع ۶)

صرف قرآنی نماز ہی کی فرضیت

اور دوسری کے کفر و شرک ہونیکے بیان میں

اس جگہہ ہم انشاء اللہ تعالے دو طرح کی آیات لکھیں گے۔

۹

ایک وہ ہیں جن میں عموم ہے۔ یعنے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ دین کا ہر ایک کام کتاب اللہ ہی کی تعلیم کے مطابق کرنا چاہیئے
اسکے بعد وہ آیات نقل کی جائیں گی۔ جن میں خاص نماز کی نسبت
یہ حکم ربانی ہے کہ اسکا ہر ایک قول و فعل و حرکت و سکون تعلیم
قرآنی ہی کے مطابق کرنا چاہیئے۔
اب ہم ایسی آیات پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ نہ صرف نماز بلکہ دین کا ہر ایک کام قولاً و فعلاً کتاب
اللہ ہی کے ارشاد کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ
نے :۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ
(پ ۶ ع ۱۱) ترجمہ اور (سمجھ لو کہ) جو شخص (دین میں ہر ایک) امر
اللہ تعالےٰ کی اتاری ہوئی چیز کے مطابق نہ کرے۔ تو ایسے تمام
اشخاص بھاری کافر ہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ ۶ ع)

۱۰

ترجمہ:۔ اور (سمجھ لو کہ) جو شخص (دین میں) ہر ایک اللہ تعالی کی اتاری ہوئی چیز کے مطابق نہ کرے۔ تو ایسے تمام لوگ سخت ظالم ہیں وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ رکوع ۸) ترجمہ:۔ اور (یاد رکھو کہ) جو شخص (دین میں ہر ایک امر اللہ تعالی کی اتاری ہوئی چیز کے مطابق نہ کرے۔ تو ایسے سب لوگ نہایت ہی فاسق ہیں۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (پ ع) ترجمہ اے رسول (دین میں ہر) حکم اللہ تعالے کی اتاری ہوئی چیز کے مطابق کر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ (پ ۳ ع) ترجمہ اللہ تعالی کا رسول اسی پر ایمان رکھتا ہے جو اسکی طرف اسکے رب کے ہاں سے اتاری گئی ہے۔

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ (پ ۲۵ ع) ترجمہ اور کہہ تو اے رسول ایمان رکھتا ہوں میں اسی چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے

11

نے نازل کی ہے اپنی کتاب وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (پ ۲۶ ع ۶) ترجمہ اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور کتاب اللہ کے مطابق نیک عمل کرتے ہیں یعنے اس چیز پر ایمان و عمل رکھتے ہیں جو محمد رسول پر نازل ہوئی۔ جو کہ انکے رب کے پاس سے کامل صداقت کے ساتھ آئی ہے۔ تو اللہ انکی برائیاں دور کر دیتا ہے یعنے برے کام ان سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور گذشتہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور انکی حالت درست کر دیتا ہے

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہے کہ دین کا ہر ایک کام مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ واللہ کی اتاری ہوی چیز کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے وہ کافر ظالم فاسق ہے اسی پر بس نہیں اللہ تعالے کو اپنی کتاب کی اتباع کی تائید و تاکید یہاں تک منظور ہے کہ اسنے اولوالعزم انبیاء کا نام لے کر یہ کہدیا ہے کہ اگر وہ بھی ما انزل اللہ کے سوا کوئی کام کرتے

۱۲

تو مشرک وکافر ہو جاتے - ابراہیم سلام علیہ جنکی ملت پر چلنا محمد رسول اللہ سلام علیہ کا فخر تھا انکی نسبت اللہ تعالے نے فرما دیا ہے کہ اسکی ملت یہی تھی کہ جو چیز اسکی طرف نازل کی گئی تھی وہ اسیکا متبع ومطیع تھا - اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مشرک ہو جاتا - جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

(پ ۱ ع ۱۶) ترجمہ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ پکے یہودی یا نصاری بن جاؤ تو تم ہدایت پاؤ گے (اے رسول ان کو کہدو کہ ہم تو ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم تو) طریقہ ابراہیم کی تابعداری کرتے ہیں - اور اگر خود ابراہیم سلام علیہ بھی اس طریقہ پر نہ چلتے تو مشرک ہو جاتے اور حال یہ ہے کہ وہ مشرک نہ تھے (اور تم بھی تم انکو) کہدو کہ ابراہیم سلام علیہ کی پیروی ہم اس طرح کرتے ہیں کہ (ہم ایمان

۱۳

رکھتے ہیں ساتھ اللہ تعالے کے اور اس چیز کے جو نازل کی گئی ہم اور جو ابراہیم واسمعیل واسحق ویعقوب سلام علیہ اور انکی اولاد کیطرف نازل کی گئی تھی جو موسی اور عیسی سلام علیہ کو دی گئی اور جو تمام نبیوں کو انکے رب کے ہاں سے دی گئی ہم انمیں سے کسی میں فرق نہیں جانتے اور اس چیز کے جو انبیاء کیطرف اتاری گئی ہے) تابعدار ہیں۔

مروجہ نماز قرآنی تعلیم کے مطابق نہیں جو اہل اسلام میں رائج ہو

ناظرین سے پوشیدہ نہ رہے کہ نماز کو بدلنا صرف ان احادیث کا کام ہے جو منسوب انبیاء ہوں۔ اور کتاب اللہ کے مقابلے میں پیش کیجائیں سو یہ فرعون وغیرہ کفار کی سنت ہے اور ایک سچے مسلمان کو یہ امر رولا دینے کے لئے کافی ہے۔ کہ امت محمدیہ کس چاہ ضلالت میں جا گری ہے کہ ایسے ہی احادیث کو محمد رسول اللہ سلام علیہ کیطرف منسوب کر کے قرآنی نماز کو ادل بدل کر دیا۔ اگر ان کو قرآنی نماز کیطرف بلایا جائے تو فرعون و کفار کی

طرح اَنتَ مِنَ الکَافِرِینَ (تو کافروں میں سے ہے) کا خطاب دیتے ہیں۔ اور محض کتاب اللہ کا اتباع کرنے کی بجائے سچے انبیاء وصلحاء کی سنت جھوٹی احادیث کا اتباع کرنے لگ گئی ہے۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات ہیں جنہیں خاص نماز کی نسبت حکم دیا ہے کہ اسکو صرف قرآن مجید ہی کی ہدایت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے فرمایا اللہ تعالے نے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطَىٰ ... فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ (احزاب ع ۶) ترجمہ خدا کی نمازوں کی ہر طرح حفاظت کیا کرو پس اللہ تعالے کی نماز کو اس حقیقت ماہیت، کمیت طریقت کے ساتھ ادا کرو یعنے جملہ افعال واقوال وحرکات وسکنات ودیگر امورات متعلقہ نماز اسی طرح ادا کیا کرو جس طرح تم کو خدا نے تعلیم دی (اور جو تم تمام مؤمنین کیا رسول کیا عام وغیرہ اللہ کی تعلیم دینے سے پہلے) نہیں جانتے تھے كَمَا عَلَّمَكُمْ میں ما عام ہے اور اسی لئے بمعنے اسکا ترجمہ۔ ماہیت۔ کیفیت کمیت۔ طریقت وغیرہ کیا ہے

۱۵

یہ آیت شریف دو باتوں کا فیصلہ کرتی ہے ایک تو یہ کہ خود اللہ تعالٰی نے نماز کی حقیقت و ماہیت۔ کیفیت وغیرہ یعنے جملہ افعال و اقوال کی تعلیم دی ہے۔ دوسرے یہ کہ جملہ حرکات و سکنات وغیرہ متعلق نماز اسی طرح ادا کرنے چاہییں جسطرح خدا تعالی نے تعلیم دی ہے۔ پس اس آیت میں صریح رد ہے ان لوگوں کا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے صرف نماز کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی کامل کیفیت کی تعلیم نہیں دی۔ اور کہ انکے ارکان وغیرہ کی کیفیت رسول اللہ سلام علیہ نے اپنے تعامل سے بنائی ہے

ترتیب ارکان نماز

تعلیم نماز مذکورہ قرآن مجید حسب ذیل ہے

(۱) قیام میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کی کہنی تک ملا کر دونوں دل پر رکھے جائیں (۲) رکوع (۳) قومہ[1] یعنے رکوع کے بعد کھڑے ہو کر) پھر قیام کی طرح ہاتھ باندھے جائیں (۴) سجدہ

[1] رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو قومہ کہا جاتا ہے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ۔

اول (۵) جلسہ یعنے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (۶) سجدۂ
دوم۔ ان چھ ارکان پر مع انکے اذکار کے (جو آگے درج ہیں) ایک رکعت
ختم ہوتی ہے (۷) قعدہ[۱] یعنے دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر کیا جائے
تین یا چار رکعتوں کے بعد دوسرا قعدہ بھی آخر میں کیا جائے (۸) ہر رکن
کے شروع کرتے وقت تکبیر کہی جائے جسکے ساتھ ہی مجرموں کی مانند
دونوں کان پکڑے جائیں (۹) سلام دائیں بائیں طرف کا جو آخری قعدہ کے
اخیر ہوتا ہے

تعداد رکعات اور اوقات نماز

فجر دو فرض ظہر چار فرض عصر چار فرض مغرب تین فرض
عشاء چار فرض جمعہ دو فرض عیدین دو فرض تہجد دو نفل
نماز فجر کا وقت پو پھٹنے سے سورج نکلنے تک رہتا ہے نماز ظہر کا
وقت سورج ڈھلنے سے غروب ہونے کے نصف تک رہتا ہے۔
نماز عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے سے شروع ہو کر غروب آفتاب

[۱] قومہ کے سوا ارکان بالا کی شکل مشہور و معروف ہے۔

17

تک رہتا ہے **نماز مغرب** کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوکر
گھپ اندھیرا ہونے تک رہتا ہے **نماز عشا** کا وقت نماز مغرب کا وقت ختم
ہو جانے سے پو پھٹنے تک رہتا ہے **نماز جمعہ** کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا
وقت ہے کیونکہ جمعہ بجائے ظہر کے ہے **عیدین** کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے
شروع ہوکر دن ڈھلے تک **نماز تہجد** کا وقت آدھی رات سے شروع ہو جاتا ہے
اور پو پھٹنے تک رہتا ہے **نماز جمعہ** اور **عیدین** سے پہلے خطبہ قرآن بقدر وقت
دو رکعت سنایا جائے

نیت نماز

یہ آیت تکبیر[1] اولی سے پہلے پڑھنی چاہیئے

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ

کہ اے پروردگار میرے داخل کر تو مجھے اس نماز میں ہر طرح اپنی مہربانی سے کہ میں بالکل خالص حنیف ہو کر

وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل

اسکو ادا کروں اور فارغ کیجیو تو مجھے اس نماز سے ایسی حالت میں کہ میں بالکل خشوع اور خضوع سے اسکو ادا

لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا

کرکے فارغ ہو جاؤں اور عطا فرما دے تو مجھے اپنے ہاں سے مخالفین کتاب اللہ پر کامل حجت و غلبہ

[1] تکبیر و سلام نماز ظہر و عصر میں بھی پکار کر پڑھی جائیں

۱۸

تکبیر اولی مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں کیونکہ تحقیق اللہ ہی بڑا ہے کرنے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ پ ۲۱ رکوع ۱۲

اور بڑا بزرگ ہے۔ العلی ہے اپنی صفات کا اور الکبیر ہے اپنی ذات و برکات میں

یہ تکبیر کہہ کر قیام کی آیات شروع کی جائیں اور یہ آیت صرف

قیام اول ہی میں پڑھی جائے۔

قیام رکعت اول اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ

تحقیق متوجہ کرتا ہوں میں وجود اپنے کو طرف اس ذات کی

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا

جو پیدا کرتا رہتا ہے تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو حالانکہ میں ہر طرح نرالا ہوں

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ پ ۷ ع ۱۵ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ

یعنے جیسی ہوں میں کتاب اللہ کے مشرکوں سے۔ تحقیق نماز میری اور باقی ساری عبادتیں میری

۱۹

وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۔ لَا

اور جینا میرا اور مرنا میرا واسطے اسکے ہی جو رب (مالک سردار مدبر حاکم مربی) ہے تمام جہانوں کا نہیں ہے

شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

ہرگز کوئی شریک اُسکا اور مَیں یہ اقرار کرتا ہوں) کیونکہ اس ہی اقرار کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا ہوں

(پ ۶) رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ

اے رب ہمارے اوپر تیری بھروسہ رکھتے ہیں ہم اور صرف تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں ہم اور اسی کی طرف

الْمَصِيرُ ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ

تیری ہی پھر کر آنا ہے اور رب ہمارے نہ رہنے دے ہم کو سبب کسی طرح کی گمراہی کا بیچ حق ان لوگوں کے

[1] واضح ہو کہ اس آیت کا مطلب نہیں کہ مجھ سے پہلے کوئی مسلمان ہی نہیں گذرا ۔ اور میں پہلا مسلمان ہوں ۔ بلکہ اسکا صرف مطلب یہ ہے کہ جو حکم قرآن میں آئیگا میرے زمانے کے لوگوں میں سے کوئی اسے نہ یا نہ مانے میں سب سے پہلے اس کو مانوں گا ۔ مثلاً اگر وہ ہم پر کسی طرح غالب ہوں تو یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم ہی حق پر ہیں ۔ ۱۲

۲

كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ

جو کتاب اللہ کے منکر ہیں۔ اور پردہ پوشی کر کے بخشدے بالکل گناہ ہمارے اے رب ہمارے تحقیق تو

الْحَكِيْمُ ٥

بڑا ہے غالب (اور) حکیم ہے پ ۲۸ ع ۸

یہ نفلی آیات قیام رکعت اول میں پڑھے۔ ان آیات کو نفلی اس لئے کہا گیا ہے کہ انکے پڑھنے سے ثواب ہے اور اگر نہ بھی پڑھیں تو نماز ہو جاتی ہے

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

اور اللہ کے بھروسہ رکھتے ہیں ہم اے رب ہمارے نہ رہنے دے ہم کو سبب کسی طرح کی گمراہی کا بیچ حق

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ

ہمارے مخالف لوگوں کے جو کہ ظالم ہیں اور بچا ہم کو ساتھ رحمت اپنی کے ہمارے مخالف

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (پ ۱۱ ع ۱۳) رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

لوگوں سے جو منکر ہیں کتاب اللہ کے اے رب ہمارے نہ رہنے دے ہم کو

۵ یعنی جو جاہل و ناواقف علم رکھنے والے مثلاً سلام وغیرہ خاص کریں غیر اللہ کو شریک سمجھتے ہیں

۲۱

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۰ پارہ ۸ رکوع ۱۲

ساتھ ہمارے مخالف لوگوں کے جو ظالم ہیں

یہ اذکار قیام ہر رکعت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۰

میں پڑھنے فرض ہیں پڑھ ساتھ برکت نام اللہ کے جو بڑھ کر بخشش کرنیوالا (اور) مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۰ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب تعریف خاص ہو واسطے اللہ کے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا (اور) بڑھ کر بخشش کرنیوالا (اور) نہایت ہی

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۰ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

(اور) مالک ہے دن جزا کا۔ (اے اللہ احکام دین کے) مانتے ہیں ہم خاص تیری ہی تعظیم کرتے ہیں

نَسْتَعِيْنُ ۰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۰

اور بلا اسباب (جو تیرا ہی خاصہ ہے) اکیلے تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں چلائے رکھ ہم کو راہ پر کہ جو بالکل سیدھی ہے

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۰ غَيْرِ

(یعنی) اوپر راہ ان لوگوں کے جو نعمت نازل کی تو نے اوپر انکے (اور) جو راہ جدا ہے ساتھ ان لوگوں

۴۲

المغضوب علیہم ولا الضالین ۔

راہ سے جو تیرا غضب ہوتا ہے اپنا اور جو را جدا ہے ان لوگوں کی جو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پڑھو ساتھ برکت نام اللہ کے جو بڑھ کر بخشش کرنیوالا (اور) مہربان ہے

قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد

تو کہہ کہ وہ اللہ ایک ہی ہے (اور) اللہ ہر طرح بے حاجت ہی نہیں جنا اس نے کسی کو

ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ۔

اور نہ وہ جنا گیا کسی سے اور نہیں ہے ہرگز اسکی صفت میں اس کا مانند کوئی بھی

تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے

ما یدعون من دونہ ھو

(اللہ ہی کے لئے میں رکوع میں جاتا ہوں کیونکہ تحقیق

الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر

بڑھ کر جنہ اور بزرگ ہے

۲۳

یہ اذکار رکوع میں پڑھے

سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ

بیان کرتے ہیں ہم پاکی رب اپنے کی (اس لیے کہ) تحقیق ہے

رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (پ ۱۵ ع ۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

(ہر ایک) وعدہ رب ہمارے کا ضرور ہر طرح پورا ہونیوالا ہے۔ سب تعریف خاص

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي

واسطے اللہ تعالے جو نہیں پکڑتا کسی طرح کا فرزند اور نہیں ہے ہرگز کوئی اس کا کسی طرح

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۲

شریک بیچ اسکی بادشاہی کے اور نہیں ہے ہرگز کوئی اُس کا کسی طرح کا محبس بسبب اپنی سخت ذلت کے

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا

اے رب ہمارے ہٹائے رکھ ہم سے عذاب دوزخ کا تحقیق عذاب اسکا ہے

كَانَ غَرَامًا ۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا

بھاری ہلاکت (اس لیے کہ تحقیق دوزخ ہر طرح بُرا ہے کسی قسم ٹھکانے اور ذرا بھر ٹھہرا ہونے کے

۱؎ ولد اسکے یہاں لازمی معنے بھی ہیں یعنی جس سے اولاد کی طرح پیار محبت ہو سکے۔ چونکہ جملہ مخلوقات خدا کی نسبت برابر

۲۴

نقلی آیات رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ

اے رب ہمارے گھیر رکھا ہے تو نے تمام مخلوقات اپنی رحمت اور

عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا

اپنے علم میں پس بخش دے ان لوگوں کے گناہوں کو جو کہ توبہ کرتے ہیں اور تابعداری

سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝

کرتے ہیں راہ تیری کی اور بچا ان کو عذاب دوزخ سے

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِنِ الَّتِيْ

اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو عالیشان باغوں میں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

جن کا وعدہ دیا تو نے اُنکو اور داخل کر ان میں اس شخص کو جو نیک ہوں انکے باپ دادوں

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ

اور انکے ساتھیوں سے اور انکے کنبے سے تحقیق تو ہی بڑھ کر

۲۵

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ

غالب (اور) دانا ہے اور بچا ان سب کو صغیرہ گناہوں کے عذاب سے اس لئے

تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۭ وَ

کہ جس کو بچائے گا تو صغیرہ گناہوں کے عذاب سے بھی) قیامت کے دن تو تحقیق مہربانی کی تو نے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ رَبَّنَا هَبْ

اس پر کیونکہ یہی رتبہ داریں کی کامیابی بہت بڑی ہے پ۲۴ اے رب ہمارے بخش ہر طرح

لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ

ہم کو ہمارے جوڑے اور ہمارے گنبے کبطرف سے ٹھنڈک ہماری آنکھوں کی

وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ پ۱۹ (رکوع)

اور کیے رکھ ہم کو سردھے سے پرہیزگاری چاہنے والوں کا پیشوا

تکبیر قومہ یعنے رکوع کے اذکار پڑھ چکنے کے بعد کھڑا ہوتے وقت

مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

(اللہ ہی کے لئے توجہ کرتا ہوں) کیونکہ

۲۶

هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ

تحقیق اللہ ہی بڑھ کر بلند اور بزرگ ہے

تکبیر قومہ پڑھ چکنے کے بعد جب باندھ کر قومہ میں کھڑا ہو جائے

تو یہ اذکار پڑھے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

اے رب ہمارے نہیں پیدا کیا تو نے اس مخلوقات کو ہرگز کسی طرح بھی بیفائدہ بیان کرتے ہیں ہم پاکی تیری

عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ

عذاب نار جہنم سے اے رب ہمارے تحقیق جس شخص کو داخل کریگا دوزخ کی آگ میں تو تحقیق

اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ. رَبَّنَا اِنَّنَا

خوار کریگا اسکو اور نہ ہوگا واسطے کتاب لکھے بنائے ہوئے ظالموں کے کوئی بھی کسی مددگار اے رب ہمارے

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا

اے رب ہمارے تحقیق ہم تابعداری کرتے ہیں پکار نے والے تیری کی جو پکارتا رہتا ہے طرف قرآن کی

۲۷

بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ

اپنے رب کی پس ہم نماز پڑھتے ہیں اے رب ہمارے پردہ پوشی کر کے بخشدے بالکل ہم کو گناہ ہمارے

كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ٥

اور دور رکھ ہم سے برائیاں ہماری اور موت دیکر ملا ئیو ہم کو کامل نیک لوگوں سے

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ

اے رب ہمارے قبول کر ہماری دعائیں اور دے ہم کو جو کچھ تونے وعدہ فرمایا ہم سے معرفت اپنے رسولوں کی

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

اور اس دن نہ ذلیل کیجیو ہم کو جس دن کہ سب لوگ تیرے سامنے کھڑے کیے جائیں گے بجہد تیرے وعدے کے

الْمِيْعَادَ ٥ پارہ چوتھا رکوع ۱۲

پر یقین ہی کیونکہ تحقیق تو نہیں خلاف کرتا اپنے کسی وعدہ کا

یہ اذکار پڑھ چکنے کے بعد پھر یہ تکبیر کہتا ہوا سجدہ

اول میں جائے

۲۸

مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَالْبَاطِلُ

(میں اللہ کے لئے ہی سجدہ کرتا ہوں) کیونکہ تحقیق اللہ ہی بڑھ کر

وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَالْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔

بلند اور بزرگ ہے

اور جب سر سجدہ میں رکھ چکے تو رکوع والی آیات سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا تک جب پڑھ چکے تو پھر یہ کہہ کر

مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَالْبَاطِلُ وَ

میں اللہ کے لیے ہی سجدہ کرتا ہوں) کیونکہ تحقیق اللہ ہی

اَنَّ اللّٰہَ ھُوَالْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔

بڑھ کر بلند اور بزرگ ہے۔

اُٹھتا ہوا جلسہ (یعنے دونو سجدوں کے درمیان میں بیٹھ جائے اور قومہ والی آیات رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

۲۹

الخ الایۃ الی ان اللہ لا یخلف المیعاد تک پڑھ کر تکبیر

مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَ

(میں اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتا ہوں) کیونکہ تحقیق

اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۔

اللہ ہی بڑھ کر بلند اور بزرگ ہے

کہتا ہوا دوسرے سجدہ میں جائے ۔ اور پڑھے سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا الخ الایۃ الی اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا تک پڑھ کر تکبیر

مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَ

میں اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتا ہوں کیونکہ تحقیق اللہ

اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۔

ہی بڑھ کر بلند اور بزرگ ہے

کہتا ہوا دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر کھڑا ہو جاوے پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Scanned with CamScanner

۳۰

کے آگے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الخ سورہ فاتحہ ختم کرکے جہاں سے جتنا چاہے قرآن شریف پڑھے۔ اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت ختم کرنے کے بعد قعدہ میں بیٹھ جائے اور یہ اذکار پڑھے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر بھول جائیں ہم یا بے ارادہ مخالفت کریں ہم تیری کتاب کی اے

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا

رب ہمارے ہماری مذکورہ بالا دعا قبول کر اور نہ رہنے دے اوپر ہمارے بوجھ جہالت کا جس طرح

حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا

رہنے دیا تو نے اوپر ان لوگوں کے جو پہلے ہم میں سے ہیں داے رب ہمارے ہماری مذکورہ بالا دعا قبول کر

وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ

اور نہ بوجھل رہنے دے ہم کو کسی گناہ کا (کیونکہ) تحقیق نہیں طاقت ہرگز ہم کو ہلکی سزا کی برداشت

عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا

ہم کو گناہ ہمارا اور پردہ پوشی کرکے ہر طرح ہمارا ان معاف شدہ گناہوں کی اور آئندہ بھی مہربانی ہم پر کیونکہ تو ہی خیرخواہ

۳۱

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(اس کے بعد یہ دعا مانگتا ہوں) کہ مدد دے ہم کو اوپر ہمارے فی الفور کے جو منکر ہیں

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ

اے ہمارے رب نازل فرما اوپر ہمارے ہر طرح کا صبر اور ثابت رکھ ہمارے

اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

قدموں کو اور مدد دیتا رہ ہم کو اوپر ہمارے دشمنوں کے جو منکر ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

اے رب ہمارے نہ ٹیڑھا ہونے دے ہمارے دلوں کو پیچھے اس وقت کے

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

کہ ہدایت کی تو نے ہم کو اور عنایت کرتا رہ ہم پر درگاہ اپنی سے ہر طرح کی رحمت

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ

تحقیق تو ہی ہے بڑا عنایت کرنیوالا اور میں قیامت کے ڈر سے یہ دعا مانگتا ہوں کیونکہ اے

٣٢

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ

اکٹھا کرنیوالا ہے جن وانس کی جنس کا واسطے جزا سزا کے) دن قیامت کہ جو ایسا ہو کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ. وَسِعَ

اسکا یقین ہو کیونکہ تحقیق اللہ نہیں مخالفت کرتا ہے اپنے کسی وعدہ کی گھیر رکھا ہے

رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ

رب ہمارے نے ہر ایک ادنی ادنے چیز کو بھی اپنے علم میں اوپر اللہ ہی کے

تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ

بھروسہ رکھتے ہیں ہم اے رب ہمارے فیصلہ کر درمیان ہمارے اور

بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ

اور درمیان قوم ہماری کے موافق (قرآن) انہی کے کیونکہ تو بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

الْفَاتِحِينَ پ ٩ ع رَبَّنَا آتِنَا مِنْ

سب فیصلہ کرنیوالوں سے اے رب ہمارے دے تبارہ ہم کو اپنی جناب سے

۳۳

لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا

اپنی جانب سے ہر طرح کی رحمت اور آسان کیے رکھ واسطے ہمارے ہر طرح امر ہمارا

رَشَدًا ۰ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً

واسطے کامیابی ہماری کے اے رب ہمارے دیے رکھ میں اس جہان کے ہر طرح کی بھلائی

وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ

اور بیچ آخرت کے ہر طرح کی بھلائی اور بچا ہم کو عذاب

النَّارِ ۰ (قعدہ میں نفلی دعائیں)

نار جہنم سے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا

اے رب ہمارے پردہ پوشی کر کے بخش دے بالکل ہم کو گناہ ہمارے خاص کر زیادتی ہماری

فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

بیچ کام ہمارے کے اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو اور مدد دے ہم کو

۳۴

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ رَبَّنَا ظَلَمْنَا

اور ہمارے دشمنوں کے جو منکر کتاب اللہ کے ہیں اے رب ہمارے ظلم کرتے رہتے ہیں ہم

اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

اوپر نفسوں اپنے کے (تو پردہ پوشی کر کے بخشدے) کیونکہ اگر تو پردہ پوشی کر کے نہ بخشیگا ہم کو

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

تو ہو جاویں گے ہم ضرور ہی بھاری ٹوٹا پانے والوں میں سے (شیخ) اے رب ہمارے ایمان لائے ہیں ہم

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

(کتاب اللہ پر) پس پردہ پوشی کر کے بخشدے بالکل ہم کو گناہ ہمارے اور مہربان رہ ہم پر کیونکہ

الرّٰحِمِيْنَ (درود یعنے سلام تمام رسولوں پر)

تو بڑھ کر مہربان ہے تمام مہربانوں سے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

اے نفس پاکی بیان کر رب اپنے کی جو صاحب ہے بھاری غلبہ کا اس سے کہ شرک بیان کرتے ہیں

۳۵

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور حفاظت ہے اوپر اسکے رسولوں کے اور سب تعریفیں ہیں واسطے اللہ کے

رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ پارہ ۲۳، سورہ صفٰت ع ۵

جو رب ہے تمام جہانوں کا

نماز کے آخری قعدہ میں یہ دعا جو نفلی[1] ہے پڑھے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ

اے ہمارے رب، قبول کر ہم سے (یہ ہماری نماز) کیونکہ تحقیق تو ہی ہمارے قول کو سننے والا ہے

الْعَلِيمُ ۝ پارہ اول رکوع ۱۵

اور ہماری نیت کو جاننے والا ہے۔

واضح رہے کہ جس نماز کے دو قعدے ہوں اسکے قعدہ اول میں جبکہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

[1] ان آیات کو نفلی اس لئے کہا گیا ہے کہ انکو پڑھنے سے ثواب ہے اور اگر نہ بھی پڑھی جائیں تو نماز

٣٦

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک پڑھ چکنے کے بعد تکبیر مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الخ کہتا ہوا تیسری رکعت کے کھڑا ہو جائے اور تعداد رکعات پوری کرے کہ اب خاتمہ نماز پر دائیں بائیں یہ سلام کہے۔

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ

اے مومنو دین و دنیا کی آفات سے اللہ تم کو بچا رکھے گا کیونکہ لازم رکھا ہے خود رب تمہارے نے

الرَّحْمَۃَ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًۢا بِجَہَالَۃٍ

تمہارے پر مہربانی کرنا کہ جو شخص کرے تم میں سے کتاب اللہ کی تباہی ہو گی برائی بسبب ناواقفی تعلیم کتاب اللہ کے

ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

پھر رجوع کرے پیچھے اس کے اور سنوارے اپنے عملوں کو پس تحقیق وہ اللہ ہر طرح کی پردہ پوشی کر کے بخشنے والا مہربان ہے

پ ٧ رکوع ١٤

ختم شد

۳۷

از ماخذ اشتہار سید مہدی حسین صاحب تحصیلدار مرحوم رئیس اہل قرآن مولوی فاضل عمر پوری۔

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام بالخصوص علمائے ذی شان لاہور آمرتسر پشاور۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ بٹالہ جالندھر۔ دیوبند۔ گنگوہ۔ سہارنپور۔ دہلی لکھنو۔ فیض آباد۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ میرٹھ۔ مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ ایران۔ نجد۔ روم۔ وغیرہ و

۳۸

غیرہ منجملہ علمائے اہل حدیث - اہل فقہ - اہل
تشیع - اہل تصوف - شافعی - مالکی - حنبلی
احمدی وغیرہ وغیرہ

بجواب سوالات ذیل

(اول) جو اورادو ادعیات کہ آج کل ارکان صلوۃ خمسہ
میں معمول بہا ہیں - منجملہ ان کے بوجہ علاوہ قرآن کریم میں
یعنی سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَسَمِعَ اللّٰہُ والتحیات الخ وغیرہ
وغیرہ وہ کل طبقات اہل اسلام یعنے اہلسنت اور انکے شعبہ ہائے
اندرونی احناف وشوافع وحنابل وغیرہ اور اہل اعتزال وشیعہ
واہلحدیث کے نزدیک متفق علیہ ہیں یا مختلف فیہ بصورت اختلاف
وجہ تفریق تحریر فرماویں اور احکام مع تفریق مندرجہ کلام مجید

۳۹

کی بابت عدم تعمیل کا خدشہ رفع کریں مثلاً وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ترجمہ اور یہ راہ سیدھی ہے پس پیروی کرو اس کی اور مت پیروی کرو اور راہوں کی پس متفرق کر دیں گی تم کو راہ اسکی سے یہ بات ہے کہ نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اسکے تو کہ تم بچو پ رکو ع ۱۶۶ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ترجمہ کیا نہیں سمجھتے تم قرآن کو اور اگر ہوتا نزدیک غیر خدا کے سے البتہ پاتے بیچ اسکے اختلاف بہت (پ ۵ ع ۶)

دوم ان اوراد و ادعیات کی سند بطور احاد ہے یا متواتر اگر متواتر ہے تو ہمسر و مثل قرآن مجید ہے یا کمتر اگر احاد ہے تو مفید ظن ہے ان ہر دو صورتوں میں بجائے کلام کریم کے اوراد غیر قرآنی کو اختیار کرنا بطور ترجیح ملا مرجح کس وجہ سے

۴۰

سوم اگر بسلسلہ روایات و طرق صحت مفروضہ اہل حدیث
یہ وظائف پایہ ثبوت کو پہنچتے ہیں۔ جس کی نسبت پیروان
قواعد مفروضہ کو مجال دم زدن نہیں ہے تو سائل کی تسکین
کے لیئے ضرور ہے کہ وہ وجوہات تحریر کریں۔ جناب محمد رسول
رسول اللہ سلام علیہ نے کلام الٰہی کی بجائے دیگر وظائف کس
مصلحت سے ارشاد فرمائے اور آیت ذیل کے تعارض کو رفع
کریں وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ
لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ
مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا
يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيمٍ۔ پ ۱۱ ع ۶) ترجمہ اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر
ان کے نشانیاں ہماری ظاہر کہتے ہیں وہ لوگ کہ نہیں
امید رکھتے ملاقات ہماری کی لے آ قرآن سوائے اس کے یا

الم

بدل ڈال اسکو کہہ کہ نہیں قدرت واسطے میرے یہ کہ بدل
ڈالوں میں اس کو طرف جی اپنے کے سے نہیں پیروی کرتا
میں مگر اس چیز کی کہ وحی کیا گیا طرف میری تحقیق ڈرتا ہوں
میں اگر نافرمانی کروں میں عذاب دن بڑے کے سے۔
جس حالت میں تبدیل قرآن کی ممانعت کی گئی اور عذاب
یوم عظیم کے ظاہر فرمانے کا حکم صادر ہوا تو اس کے خلاف
پیغمبر خدا اسلام علیہ کی نسبت کس بنیاد پر تعلیم جدید غیر
قرآنی کو تسلیم کیا جاتا ہے اور کیا اس سے حکم ذیل کے تعارض
کا اندیشہ نہیں ہوسکتا۔ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ
عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ
وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ
لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ
ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

۲۴

عَلَیۡنَا نَصِیۡرًا ترجمہ اور تحقیق نزدیک تھے کہ فریب دیکر باز رکھیں تجھ کو اس چیز سے کہ وحی کیا ہم نے طرف تیری تو کہ باندھ لیوے تو اوپر ہمارے سوائے اس کے اور اس وقت البتہ پکڑتے تجھ کو دوست۔ اور اگر نہ ثابت رکھتے ہم تجھ کو البتہ تحقیق نزدیک تھا تو کہ جھک جاوے طرف ان کی کچھ اس وقت البتہ چکھاتے ہم تجھ کو دوگنا عذاب زندگانی دنیا کا۔ اور دوگنا عذاب موت کا پھر نہ پاتا تو واسطے اپنے اوپر ہمارے مدد دینے والا۔ پارہ (سُبْحٰنَ الَّذِیۡۤ ۱۵ رکوع ۸)

چہارم علمائے ملت کے نزدیک سوائے قیام اور ادا قرآنی آیات مفسد صلوۃ سمجھے گئے ہیں جو قطعاً امن سے اعراض کیا گیا ہے۔ اگر مفسد ہیں۔ تو سند پیش کریں

پنجم۔ جو شخص تمام ارکان صلوۃ میں من اولہا

۴۳

الی آخرہا قرآن ہی پڑھے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ صلوٰۃ مروجہ سنتر کہ غیر قرآنی کو جائز یا ناجائز سمجھے اس کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

(نوٹ) سائل کا منشا یہ ہے کہ جواب صرف قرآن مجید سے دیئے جائیں جو کہ مقبول فرق جملہ اہل اسلام ہے اگر اقوال غیر یا احادیث مروجہ پیش ہونگی تو ان کے متعلق خدشہ مندرجہ سوال نمبر ۲ کو باستدلال آیات کریم صاف کرنا لازم ہے۔ معقول مدلل جوابات کو رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے ان شاء اللہ تعالے۔

المستفسر

سید مہدی حسین تحصیلدار مولوی فاضل

عمر ہلوری خادم قرآن مجید

۵

یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

مولوی عبداللہ صاحب اہل قرآن
کی تالیف کردہ مفصل و مدلل قرآنی نماز

یعنی

بُرْهَانُ الْفُرْقَانِ

علٰی

صَلٰوۃِ الْقُرْاٰنِ

کا

دیباچہ بطور ضمیمہ ملاحظہ فرماویں

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ

نصیحت نامہ من جانب مولوی عبداللہ صاحب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ پ ۲۵

اے برادران! ضد و تعصب بری چیز ہے اس سے بچو۔ یہ انسان کو حق سے دور رکھتے ہیں۔ اپنے دلوں کو ضد و تعصب سے پاک ہو کر اس کتاب کو پڑھنا شروع کرو۔ اور پہلے ہی سے یہ نہ ٹھان لو کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے سب کچھ جھوٹ باطل اور کفر ہے کیونکہ [illegible] پ ۵٦ بلکہ آزاد و صاف دل سے پڑھو اور جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر انصاف و نیک نیتی سے غور کرو خوب سوچ سمجھو۔ تحقیق کرو۔ اگر حق معلوم ہو تو قبول کرو ورنہ رد کرو

۴۷

میں امامت کا مدعی نہیں۔ الہام و نبوت و رسالت کا دعویدار نہیں۔
اور اولیائی کا دعوے نہیں کرتا۔ پیر نہیں ہوں مشائخ نہیں
ہوں۔ بیعت نہیں لیتا۔ کسی کو اپنا مرید نہیں بناتا۔ کسی سے نذر
و نیاز نہیں لیتا۔ اور نہ ایسا کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان باتوں کو
کفر جانتا ہوں کہ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ
الْغَیْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ (پ ۱۲ ع ۳) ہاں یہ عقیدہ رکھتا ہوں
اور اس پر میرا ایمان و یقین ہے کہ اس کی کتاب قرآن مجید ہر طرح
من کل الوجوہ کامل اکمل مکمل ہے اس میں دین اسلام کا ہر ایک
مسئلہ اللہ تعالے بیان کر دیا ہے اور نہایت ہی تفصیل کے ساتھ
کیلئے اجمال کلام سے خدا پاک نے دین میں ہم کو یہی مکمل مفصل کتاب
بالکل کافی شافی وافی ہے امور دین میں ہم کو اور کسی کتاب کی کوئی حاجت
نہیں۔ اس اعتقاد کو حق جانتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کی
اشاعت ہو سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہو تا کہ اللہ تعالے کا

کلمہ بلند ہو وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا اس کی کتاب کی عزت و توقیر و
عظمت لوگوں میں بڑھے۔ اسی مدعا سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور
کوئی غرض نہیں۔ زرطلبی[1] میرا مقصود نہیں اور نہ مجھے اس کی حاجت
ہے میرے مولا غنی نے روزی کی طرف سے مجھے مستغنی کیا ہوا ہے وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى
پ۳۰ ع ۱۸ میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے
ہوئے سے دوسروں کی مدد کرتا ہوں اس کتاب کے مالی نفع نقصان سے انجمن
اہل قرآن لاہور کا تعلق ہے میرا کوئی واسطہ نہیں يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پ۱۲ ع۹
نہ ہی میری شہرت کی نیت ہے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے اور مجھے تجربہ ہو چکا
ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کے جواب میں مجھ پر لعنتیں کی جاتی ہیں
گالیاں دی جاتی ہیں۔ کفر کے فتوے مجھ پر لگائے جاتے ہیں پس
اے بھائیو میں نے محض نیک نیتی سے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر
لکھا ہے تم بھی اسے نیک نیتی سے پڑھو کہ تمہیں فائدہ ہو۔

[1] قوم کو سات اللہ تعالیٰ کے سچے رسول بھی اپنی اس قسم کی برأت ظاہر کیا کرتے تھے آیات منقولہ مضمون کو بہ ثابت

۷۹

نظر آجاوے۔ باطل سے بچ جاوٴ۔ ضد۔ تعصب۔ کینہ بغض کو چھوڑ دو وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (پ ۲۳ رکوع ۱۹) وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ پارہ ۱۲ رکوع ۱)

الراقم خاکسار (مولوی) عبداللہ

اہل قرآن

لاہور

۵۰

دیباجہ

ترجمہ آیات

پہلے اسے ضرور پڑھو

چونکہ ہم ہر مسئلہ میں آیات قرآن مجید ہی دلیل میں پیش کرتے ہیں اس لئے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس رسالہ میں آیات کتاب اللہ بہت کثرت کے ساتھ نقل ہوئی ہیں۔ لیکن جو بات آپ کو اس سے بھی زیادہ کھٹکے گی وہ یہ ہے کہ ترجمہ آیات مروجہ تراجم سے کسی قدر مختلف ہے۔ لہذا جو اصول ترجمہ کہ اس اختلاف کے باعث ہوتے ہیں۔ ہم ان کو ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) الف لام قرآن مجید میں بہت استعمال ہوا ہے اور اہل عرب بھی اس کثرت کے ساتھ استعمال کرتے ہیں ان ہی کے محاورہ پر

۵۱

قرآن مجید نازل ہوا۔ اور اس میں بھی الف لام بکثرت آیا۔ چنانچہ سورہ فاتحہ میں دس دفعہ آتاہے۔ الرحمٰن الرحیم العلمین الرحمن الرحیم۔ الدین۔ الصراط المستقیم۔ المغضوب الضالین یہ الف لام اللہ تعالے نے لغو اور بیفائدہ نازل نہیں کئے ایسا کرنا احمقوں کا کام ہے۔ اللہ تعالے اس سے پاک ہے اہم در معانی بھرے ہوئے ہیں اور بعض دفعہ بڑے بڑے ضروری و اہم مسائل اسی الف لام مین ادا ہوجاتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ میں الحمد کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ہر طرح کی تعریف۔ ہر طرح الف ال کا ترجمہ ہے اور تعریف حمد کا رب العالمین کا ترجمہ کیا جاتاہے پروردگار تمام جہانوں کا۔ تمام آل کا اور جہان عالمین کا ترجمہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سارے قرآن مین ان دوال کا ہی ترجمہ ہمارے مترجمین ترجمہ کرتے ہیں۔ اور باقی تمام بیشمار ال زائد و بے معنے سمجھ کر ترک کردیے جاتے ہیں اور انکا کوئی مفہوم ترجمہ ادا نہیں کیا جاتا الا نادر لیکن یہ بہت بڑی فروگذاشت و کوتاہی ہر کتاب

۵۷

السکے ایک نقطہ کو بھی زائد اور لغو سمجھنا اسکو کلام خدا ہونیکے درجہ سے
گرانا ہی ہر ایک ال کا ترجمہ و مفہوم ادا کرنا فرض بلکہ افرض ہی اس رسالے میں
آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے ہر جگہ ال کا ترجمہ کیا گیا ہے اگر کہیں سہوا رہ گیا ہی تو
قابل معافی ہی۔ اپنی طرف سے کوشش کی گئی ہی کہ کوئی ال کا ترجمہ نہ رہے ایک بڑی
بھاری وجہ ہمارے ترجمہ کی دیگر تراجم سے مختلف ہونیکی یہی ہی ۲ ال الاسم پر دوسرے درجے
پر تنوین ہی۔ یہ بھی اہم مقصود کے لیے آتی ہی۔ دیگر اہل تراجم انکے بھی نظر انداز کر دی ہیں۔
لیکن حتی الامکان ہر ایک تنوین کی بھی ترجمہ میں ادا کرتے ہیں دوسری وجہ اختلاف
یہ ہی ۳ ہر زبان مین ایسا ہوتا ہی کہ کہیں فعل مقدر رہی کبھی فاعل کبھی مفعول محذوف
ہوتا ہی۔ کبھی مضاف کبھی مبتدا کبھی خبر۔ بعض جگہ جملہ کا جملہ یہی حال زبان عرب کا ہی۔
عبارت کا سیاق و سباق و قرائن بتا دیتے ہیں کہ یہاں فلان خبر مقدر ہے عربی کی
کتب قواعد مین اسکا کثرت کے ساتھ ذکر ہی مغنی اللبیب مین صفحہ ۲۰ اس مضمون پر لکھے ہیں
انا ہ تا ۱۱ اور کوئی چیز نہیں جسکے حذف ہونیکا ذکر نہ کیا ہو۔ مضاف مضاف الیہ
صفت موصوف معطوف معطوف علیہ مبتدا خبر فعل فاعل مفعول حال تمیز استثنا

۵۳

حرفِ عطف۔ واو حالیہ۔ قد۔ لا نافیہ۔ ما مصدریہ۔ وغیرہ وغیرہ تمام موقع بموقع حذف ہوتے ہیں۔ اور جداگانہ بابوں میں ہر ایک کے حذف کی تشریح کی گئی ہے جملہ قسم جملہ شرط جملہ جواب الشرط وغیرہ وغیرہ۔ جملے بھی کبھی کبھی حذف ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ کلام جملہ کی حذف ہوتی ہے۔ مطول میں بھی ایجاز الحذف ایک جداگانہ عنوان ہے اور اسکے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ حذف کرنیکو فصحاء ہرگز معیوب نہیں جانتے۔ بلکہ یہ بھی ایک خوبی سمجھی جاتی ہے اختصار ہر زبانمیں فصاحت کا رکن اعظم ہے۔ اور حذف کا قاعدہ بہترین ذریعہ ہے اختصار کا الغرض قرآن مجید میں بھی مقدرات اور محذوفات ہوتے ہیں انمیں سے اکثر کا عربی زبان میں تو حذف کرنا کمال فصاحت و بلاغت ہوتا ہے۔ لیکن ہماری زبان کے محاورے کے مطابق انکا اظہار ضروری ہوا کرتا ہے اور اسی وجہ سے بعض الفاظ و عبارات اس رسالے کے ترجمہ آیات میں ایسی نظر آئیں گی جو الفاظ آیت کے ترجمہ کے علاوہ ہیں ہمنے انکو خطوط وحدانی میں لکھا ہے ہم واضح رہے کہ اللہ کا کلام ترتیب سے بے ربط و ضبط نہیں۔ بلکہ مسلسل با ترتیب و باربط و ضبط ہے۔ اور جس طرح کلام اللہ اور خوبیوں میں بے نظیر ہے اس وصف میں بھی یگانہ ہے اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا قرآن مجید کی ہر ایک آیت کو اپنے ماقبل و مابعد سے

۵۴

مناسبت ہوتی ہے جیسے زنجیر کے حلقے ایکدوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ ترجمہ آیات قرآن
میں اسبات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کا ترجمہ ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا جس سے آیۃ
اپنے ماقبل و مابعد سے بالکل منقطع ہوجائے یہ اہتمام بھی اختلاف تراجم کا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں
کوئی حرف یا لفظ زائد نہیں جیسا کہ کفیٰ باللہ اور لا اقسم میں ب اور لا کو زائد خیال کیا جاتا
ہے یہ مفید معانی اہم ہیں لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من
حکیم حمید (پ ۲۴ ع ۱۹) تراجم مروجہ احادیث روایات قصص یہود و نصاریٰ شان
نزول وغیرہ کے زنگ سے رنگے ہوئے ہیں لیکن ہم ترجمہ کلام اللہ کو ان تمام مکدرات سے پاک
صاف، نرمل رکھتے ہیں۔ ہمارے بفضل خدا بالکل آزاد ہیں۔ اور مذکورہ بالا ہتھکڑیوں سے جکڑی
ہوئی نہیں فالحمد للہ۔ کسی آیت کا مضمون دوسری آیت کے مخالف و متناقض نہیں ہوسکتا۔
ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (پ ۵ ع ۸) ناسخ و منسوخ کا اصول بالکل
باطل ہے (پ ۱ ع ۱۳) ترجمہ ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا جس سے آیات کتاب اللہ میں تخالف و تناقض
لازم آئے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (پ ۱۴ ع ۱) کا یہی اصول ہے ہم اس
اصول کی نہایت احتیاط کے ساتھ پابندی کرتے ہیں۔ لیکن جو اگر اصحاب نسخ کی آڑ میں ایسا

۵۵

نہیں کرتے۔ اور بڑی بھاری وجہ اختلاف تراجم یہ بھی ہے۔ کہ نسخ کی مندرجہ ذیل تین قسمیں
وگو نہیں مشہور ہیں (ا) عبارت موجود ہو اور اسکا حکم منسوخ ہو گیا ہو (ب) یہ کہ حکم
جاری و قائم ہو اور اصل عبارت قرآن مجید میں موجود نہ ہو (ج) یہ کہ عبارت بھی منسوخ
اور اسکا حکم بھی منسوخ۔ لیکن خاکسار کا مطابق تعلیم کتاب اللہ کے اعتقاد ہے کہ انمیں سے
کوئی قسم قرآن مجید میں نہیں۔ اس مضمون کو تفسیر القرآن بآیات الفرقان میں تفصیل
کے ساتھ لکھا گیا ہے اور وہ بحث رسالہ کی صورت بھی چھاپ دی گئی ہے جسکا نام
رد النسخ المشہور فی کلام رب الغفور ہے بالآخر التماس ہے کہ ہم ہر
آیت کے ترجمہ کے ساتھ بخوف طوالت اس رسالہ میں یہ نہیں بتا سکے کہ فلان الفاظ
ترجمہ الف لام کا ترجمہ ہیں اور فلان تنوین کا یا فلان عبارت کے مقدر ہونے کے
قرائن ہیں۔ جن مقامات پر ایسا کرنا اشد ضروری تھا۔ وہاں پر کیا گیا ہے
ہوشیار ناظرین باقی مقامات پر خود غور و فکر کرنے سے معلوم کر لیں گے

٥٦

رقم مؤلف

از ماخذ ضمیمہ برہان الفرقان

(۱) اہل قرآن کا لٹریچر مطالعہ کرنیوالے حضرات سے نہایت ضروری عرض
کیجئے یہ دیباچہ غور سے مطالعہ فرمالیا کریں جو کہ ناظرین کے سمجھنے سمجھانے کیلئے بجز بشرو
دیگر اہل علم بیان لگا دیا ہے (۲) دیگر برہان الفرقان ۲ صفحہ کے قریب عجب کتاب کا لٹ
کا انوبار ۔ یہ کتاب مسجد اہل قرآن لاہور سے میاں مرزا خدا بخش صاحب ملازم افسر محکمہ سے
ایک روپیہ کو مل سکتی ہے ۔ یا سکرٹری انجمن اہل قرآن ڈیرہ اسمعیل خان سے
(۳) یہ کتاب دوسرے بعض نے ردوبدل کر کے الگ چھاپ لی آپ جعلی سے بچیں
الراقم فقیر عبداللہ عرف صوفی زائر کعبہ جال مقیم مسجد ملتان ۔۔۔

یہ بار نمبر چھوٹی نماز جناب حضرت حاجی کرم الٰہی صاحب
رئیس اہل قرآن کلکتہ نے بکوشش خواجہ میاں سید الرحمن
صاحب و حضرت مولوی محمد ایوب صاحب بمبئی خادمان قرآن مجید کلکتہ نے شائع

الراقم محمد ایوب عبداللہ غفرلہ ۱۵ اگست بروز پیر سنہ ۱۹ء

باب ③

اہل قرآن کے مابین اختلاف

اہلِ قرآن میں اختلاف تو چکڑالوی صاحب کی زندگی میں ہی شروع ہو چکا تھا جب شیخ چٹو چکڑالوی صاحب کے مخالف ہو گئے تو وہ اپنے علاج معالجہ کے سلسلہ میں لاہور سے ملتان چلے گئے تھے۔ وہاں سے میانوالی، اور پھر وہیں انتقال کر گئے جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ چکڑالوی صاحب اپنا یہ مرکز چند کارندوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر گئے تھے۔ مگر بعد میں وہ اس کو سنبھال نہ سکے۔ اس کی بنیادی وجہ عدم وسائل، مقامی آبادی کی عدم توجہ اور شیخ چٹو کے ورثاء کی جائیداد کے واپسی کے لیے قانونی چارہ جوئی تھی۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ کہ اہل قرآن کے پاس کوئی ٹھوس دلائل و براہین کا سرمایہ نہ تھا بعد ازاں چکڑالوی صاحب کے ان چند کارندوں کے جوتوں میں بھی دال بٹنے لگی۔ اور رفتہ رفتہ یہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے مضمون کا یہ اقتباس پہلے بھی گذر چکا ہے کہ

''راقم الحروف کو ۱۹۲۶ء میں اس (چکڑالوی) کے جانشین ابوعیسیٰ سے ملنے کا اتفاق ہوا، جو مسجد سریانوالہ لاہور میں مقیم تھا، ایک چھوٹا سا ماہانہ رسالہ بھی شائع کرتا تھا، مگر مدیر اور رسالہ دونوں کس مپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے تھے''

۱۹۴۲ء تک تو اختلاف اس حد تک بڑھا کہ سرے سے ہی مرکز بند ہو گیا، پھر مسلسل کئی سال بند رہنے کے بعد قاری احمد دین صاحب نے اپنی تحویل میں لے لیا پھر وہ دن اور یہ دن، کہ منکرینِ حدیث کے ہاتھ یہ مرکز نہ آیا۔ چکڑالوی صاحب کے کارندوں کا یہ اختلاف محض انتظامی یا ذاتی مفادات کی نوع کا نہ تھا بلکہ ان کی آپس میں فکر بھی ٹکرانے لگی۔ امت کے سواد اعظم یعنی بہت بڑی جماعت سے ٹکر لے کر عبداللہ

چکڑالوی صاحب نے جو چند ایک افراد تیار کیے تھے، ان کی آپس میں نہ بن سکی۔ مختلف صورتوں کی اس خانہ جنگی نے بالآخر فرقہ اہل قرآن کو اس نکتے پر لا کھڑا کیا کہ ایجاد کردہ نماز سے کام چل نہیں پا رہا۔ اس کے اندر ترمیم ہونی چاہیے یا پھر بانی فرقہ اہل قرآن کی وضع کردہ نماز کو چھوڑ کر کوئی اور آسان سی نماز تیار کر کے مسلمانوں کو سہولت دینی چاہیے۔ چنانچہ مولوی احمد دین امرتسری نے اپنا الگ کارخانہ بنالیا اور اس کا نام ''امت مسلمہ اہل الذکر والقرآن'' رکھا۔ اور اب ایک نئی نماز سامنے آگئی۔

طریقہ نماز میں مزید ترمیم، چکڑالویت کی دوسری شاخ

۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۶ء میں ایک کتابچہ بنام ''قرآنی صلوٰۃ'' ۱۱۰۔ این سمن آباد لاہور سے شائع ہوا۔ یہ طبع چہارم تھی۔ اور پانچ ہزار کی تعداد میں ''مطبع انشاء پریس لاہور'' سے چھپ کر تقسیم ہوا ۳۲ صفحات کے اس کتابچہ کی کتابت'' حافظ شیخ احمد کاتب چوک متی لاہور'' نے کی۔ چکڑالوی صاحب کے شاگردوں کے دو دھڑے ہو گئے، اس دوسرے گروپ نے قدرے ترمیم کے ساتھ یہ نماز امت کی خدمت میں پیش کی، یہ کتابچہ بھی راقم کے پاس موجود ہے۔ جو ۱۹۵۶ء میں سمن آباد لاہور سے شائع ہوا۔ یاد رہے کہ چکڑالویت کی اس دوسری شاخ کا نام یہ تھا'' مرکزی انجمن امت مسلمہ اہل الذکر والقرآن''۔

چکڑالویت کی تیسری شاخ

آثار وقرائن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض علاقوں میں چکڑالویت کی ایک تیسری شاخ بھی وجود میں آگئی تھی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چکڑالوی صاحب کے ہر مرید نے اپنے ممدوح کے افکار میں اپنے ''اجتہادات'' کی آمیزش کی اور اہل نظر کے سامنے چکڑالویت ایک بازیچۂ اطفال بن کر رہ گئی۔ اس تیسری شاخ کے بانی مبانی سید رفیع الدین شاہ (آفیسر محکمۂ ڈاک راولپنڈی) تھے اور اس کو ''گوجرانوالیہ'' جماعت بھی کہا

چکڑالوی صاحب نے جو چند ایک افراد تیار کیے تھے، ان کی آپس میں نہ بن سکی۔ مختلف صورتوں کی اس خانہ جنگی نے بالآخر فرقۂ اہل قرآن کو اس نکتے پر لاکھڑا کیا کہ ایجاد کردہ نماز سے کام چل نہیں پا رہا۔ اس کے اندر ترمیم ہونی چاہیے یا پھر بانی فرقۂ اہل قرآن کی وضع کردہ نماز کو چھوڑ کر کوئی اور آسان سی نماز تیار کر کے مسلمانوں کو سہولت دینی چاہیے۔ چنانچہ مولوی احمد دین امرتسری نے اپنا الگ کارخانہ بنالیا اور اس کا نام ''امت مسلمہ اہل الذکر والقرآن'' رکھا۔ اور اب ایک نئی نماز سامنے آگئی۔

طریقہ نماز میں مزید ترمیم، چکڑالویت کی دوسری شاخ

۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۶ء میں ایک کتابچہ بنام ''قرآنی صلوٰۃ'' ۱۱۰۔ این سمن آباد لاہور سے شائع ہوا۔ یہ طبع چہارم تھی۔ اور پانچ ہزار کی تعداد میں ''مطبع انشاء پریس لاہور'' سے چھپ کر تقسیم ہوا ۳۲ صفحات کے اس کتابچہ کی کتابت ''حافظ شیخ احمد کاتب چوک متی لاہور'' نے کی۔ چکڑالوی صاحب کے شاگردوں کے دو دھڑے ہو گئے، اس دوسرے گروپ نے قدرے ترمیم کے ساتھ یہ نماز امت کی خدمت میں پیش کی، یہ کتابچہ بھی راقم کے پاس موجود ہے۔ جو ۱۹۵۶ء میں سمن آباد لاہور سے شائع ہوا۔ یاد رہے کہ چکڑالویت کی اس دوسری شاخ کا نام یہ تھا ''مرکزی انجمن امت مسلمہ اہل الذکر والقرآن''۔

چکڑالویت کی تیسری شاخ

آثار و قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض علاقوں میں چکڑالویت کی ایک تیسری شاخ بھی وجود میں آگئی تھی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چکڑالوی صاحب کے ہر مرید نے اپنے ممدوح کے افکار میں اپنے ''اجتہادات'' کی آمیزش کی اور اہل نظر کے سامنے چکڑالویت ایک بازیچۂ اطفال بن کر رہ گئی۔ اس تیسری شاخ کے بانی مبانی سید رفیع الدین شاہ (آفیسر محکمۂ ڈاک راولپنڈی) تھے اور اس کو ''گوجرانوالیہ'' جماعت بھی کہا

جاتا تھا۔ غالبًا اس کا مرکز گوجرانوالہ میں تھا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس فرقہ کے تین رسائل میری نظر سے گذرے ہیں (۱) اقیموا الصلوٰۃ (۲) قرآنی نماز (۳) اوقات الصلوٰۃ، ''اہل قرآن'' کے ان مختلف گروہوں کا ایک بار لاہور میں مناظرہ بھی ہوا تھا، یہ مناظرہ مولوی احمد الدین امرتسری کی زیرِنگرانی ہوا تھا۔ [1] انہوں نے فجر، ظہر اور مغرب، صرف تین نمازوں کا فلسفہ پیش کیا اور امت کی سہولت کے لیے سمت مغرب کے علاوہ ایک نماز مشرق کی جانب بھی منہ کر کے پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ چکڑالویت کی یہ شاخ ہم پر احمد سلیم مظہر چغتائی کی تحقیق سے منکشف ہوئی جو انہوں نے ''مرقع کہروڑ'' میں درج کی۔ یہ مضمون ''کہروڑ پکا میں چکڑالوی فتنہ کا دور'' کے عنوان سے لکھا گیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم دو، چار اقتباسات کے بجائے مکمل مضمون ہی پیش قارئین کر دیں، احمد سلیم مظہر چغتائی رقم طراز ہیں۔

کہروڑ پکا میں چکڑالوی فتنہ کا دور

انیسویں (۱۹) صدی کے اواخر میں کہروڑ پکا میں ایک خوش الحان واعظ سید بہاء الدین شاہ بخاری کی آمد و رفت شروع ہوئی جو حنفی دیوبندی مسلک کے پابند تھے اُن کے آباؤ اجداد کشمیر میں آباد تھے مگر سید بہاؤالدین نے وہاں سے نقل مکانی کر کے ڈیرہ اسماعیل خاں کو اپنا مسکن بنایا ہوا تھا۔ کہروڑ میں ان کا پیری مریدی کا سلسلۂ خاص چل نکلا چنانچہ ان کا کہروڑ میں سلسلہ آمد و رفت بڑھتا گیا۔ اور رفتہ رفتہ بہت سے افراد اُن کے سلسلہ بیعت سے منسلک ہو گئے حتیٰ کہ ان کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ شہر میں چلتے پھرتے وقت بھی پندرہ بیس افراد کا گروہ اُن کے ہمراہ رہتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد شاہ صاحب مختلف مقامات پر دورہ کرتے ہوئے چکڑالہ جا پہنچے جہاں اُن کی ملاقات مولوی

---

[1] پروفیسر محمد فرمان ایم اے، اقبال اور منکرین حدیث ۱۵۵۔

عبداللہ چکڑالوی سے ہوئی جو فتنہ چکڑالویت کا بانی۔ منکر حدیث اور ''اہل الذکر والقرآن'' کے نام سے ایک طائفہ کی سربراہی کر رہا تھا[1]۔ اس ملاقات میں سید بہاؤ الدین اور مولوی عبداللہ کا علمی موضوعات خصوصاً ''حجیت حدیث'' پر مناظرہ ہوا۔ سید بہاؤالدین شاہ واعظ تو تھے مگر کم علم، جبکہ چکڑالوی بڑا کایاں تھا یہ اُس کے چکر میں آ گئے وہاں سے جب یہ کہروڑ پکا واپس آئے تو اُن کے اعتقادات تبدیل ہو چکے تھے۔ بہت سے مرید تو بدظن ہو گئے اور بیعت کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ مگر پندرہ بیس افراد نے بدستور اُن سے تعلق رکھا اور اُن کے اعتقادات پر بھی یقین کر بیٹھے اور چکڑالویت کی دلدل میں پھنس گئے۔

موجودہ مسجد فردوس (وارڈ ۱۴/۱۶ سابقہ محلّہ نچانیاں والا) کا محلِ وقوع اِس نوعیت کا تھا کہ ماسوائے ایک دو مسلمان گھرانوں (منشی رحیم بخش چغتائی مرحوم کے خاندان) کے باقی تمام تر آبادی ہندوؤں کی تھی۔ اس لیے اس مسجد کو مناسب جان کر اس نئے فرقہ نے اپنی آماجگاہ بنالیا۔ ۵۵-۱۹۵۰ء کی جدید تعمیر ہونے تک اس مسجد پر کانشی کا کتبہ ''مسجد اہل الذکر والقرآن ۱۳۱۳ھ'' لکھا ہوا موجود رہا۔

---

[1] یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ چکڑالہ میں تو مولوی عبداللہ صاحب انکار حدیث کی دعوت سرعام نہ دے سکے تھے اور نہ ہی وہاں کوئی ان کا طائفہ تھا، چکڑالہ کی پوری آبادی حضرت مولانا قاضی قمرالدینؒ کی زلفوں کی اسیر تھی، ہماری معلومات کے مطابق اُس زمانہ میں صرف ایک خدایار کمہار تھا جو چکڑالوی صاحب کا عقیدت مند تھا، انکار حدیث کا فتنہ تو انہوں نے لاہور آ کر پھیلایا، لیکن چونکہ ''چکڑالوی'' نسبت سے معروف تھے تب سے اب تک یہ بدنامی ''چکڑالہ'' سے چپکی ہوئی ہے۔ (ع۔س)

اس فرقہ کے عقائد حسب ذیل تھے۔

۱: نماز کے لیے اذان اور اقامت کے قائل نہ تھے۔ اذان سے نہ صرف ان لوگوں کو چڑ تھی بلکہ اذان کے بارے میں نامناسب الفاظ استعمال کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے۔

۲: نماز گو پنجگانہ ہی ادا کرتے تاہم صرف فرضوں پر اکتفاء کیا جاتا۔ فرائض کی رکعات بھی مسلمانوں کی طرح ملحوظ رکھتے مگر سنت اور نفل کا اُن کے ہاں کوئی وجود نہ تھا۔ البتہ نماز تہجد کے قائل تھے۔

۳: پوری نماز قرآن مجید کی مختلف آیات پر مشتمل تھی۔ اور رکوع وسجود تک میں آیات قرآنی بآواز بلند تلاوت کرتے تھے۔ تمام دعائیہ آیات کو یکجا کر کے نماز میں پڑھا جاتا چنانچہ چار رکعت کی ادائیگی میں اس قدر وقت صرف کرتے تھے کہ مسلمان اتنی دیر میں عشاء کی پوری نماز بآسانی پڑھ سکتا ہے۔

۴: امام مقتدیوں سے ممتاز نہ ہوتا بلکہ نمازیوں کے ہمراہ ایک ہی صف میں کھڑا ہوتا تھا (اس لیے مسجد کے محراب میں انہوں نے الماری نصب کردی تھی) نماز کے دوران قیام میں ہاتھ باندھنے کا انداز بھی مختلف تھا وہ دونوں ہاتھ سینہ پر یا زیر ناف باندھنے کی بجائے بغل میں دبا کر کھڑے ہوتے تھے اور اس کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے کرتے تھے۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ (پ۱۶، سورۃ طٰہٰ رکوع ۱)

۵۔ نماز میں تکبیر ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' نہ کہتے تھے اور استدلال یہ تھا کہ اس طرح قرآن مجید میں کہیں بیان نہیں کیا گیا۔ البتہ نماز کے ہر رکن کی ابتداء میں یہ آیت مبارک پڑھتے تھے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔ نیز ہر رکن کے ساتھ تکبیر بالا کہتے وقت دونوں کان خوب کھینچتے تھے۔

۶: عیدین اور جمعہ کی نماز عام نمازوں کی طرح ادا کرتے تھے۔ تاہم ان مواقع پر خطبہ کا اضافہ کرتے تھے۔

۷: کلمہ طیبہ یکجا اور مسلسل نہ پڑھتے بلکہ اس کو شرک قرار دیتے تھے۔ اس امر کے قائل تھے کہ کسی وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لو اور کسی وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی کہہ لو، مگر علیحدہ علیحدہ۔ کیونکہ یکجا کلمہ نہ تو قرآن مجید میں ہے اور نہ ہی اس کے پڑھنے کا حکم ہے۔

۸: رمضان المبارک کے روزے باقاعدگی سے رکھتے تھے۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج کے بھی قائل تھے۔

۹: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ (سورۃ الصفت پ۲۳) کو ہی درود شریف قرار دیا جاتا۔ اور چکڑالوی، درودِ ابراہیمی کے قائل نہ تھے۔ اگر حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی کسی کی زبان پر آجاتا تو صرف ''سلامٌ علیہ'' کہہ دیتے تھے۔

۱۰: نکاح، طلاق اور وراثت کے مسائل کے قائل تھے۔ نماز جنازہ بھی ادا کرتے تھے تاہم وہ بھی قرآنی آیات پر مشتمل تھی۔

۱۱: سلام کرنے کا انداز بھی مختلف تھا۔ سلام کہنے والا ''سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ'' (الزمر پ۲۴، ع۸) کہتا اور جواب میں سننے والا بھی یہی الفاظ دہراتا تھا۔ مسلمانوں میں مروج طریقہ سلام کے قائل نہ تھے۔ بلکہ سخت تنقید کرتے اور کہتے کہ اس طرح قرآن میں بیان نہیں ہوا۔

۱۲: حدیث کے قائل نہ تھے بلکہ حدیث پر سخت تنقید کرتے تھے۔

چکڑالویت کی ایک اور شاخ

سید بہاؤ الدین کے ایک اور بھائی سید رفیع الدین شاہ (آفیسر محکمہ ڈاک راولپنڈی) نے چکڑالویت میں کچھ ترامیم کے ساتھ ایک اور مذہب کی بنیاد رکھی۔ جسے

اس کے دوسرے بھائی سید علاؤ الدین شاہ (جو ملتان کا رہائشی اور محکمہ تعلیم میں ملازم تھا اور محلّہ مسجد حماماں والی ملتان کے ایک درزی محمد یار اور اُس کے چند احباب اُس کے ہم مسلک تھے) نے یہ مذہب ملتان اور کہروڑ میں پھیلانے کی کوشش کی تاہم کہروڑ کے صرف دو تین افراد نے ہی یہ مذہب قبول کیا۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ فرض نمازیں صرف تین (فجر۔ظہر اور مغرب) ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن مجید میں عشاء اور عصر کا ثبوت محل نظر تھا اور وہ برملا کہتے کہ قرآن مجید کے مطابق صرف یہی تین نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ عشاء اور عصر کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ تاہم نماز تہجد کے یہ لوگ بھی قائل تھے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ سے استدلال کر کے اس فرقہ کے لوگ تہجد اور فجر کی نماز مشرق کی طرف اور ظہر و مغرب کی نماز مغرب کی طرف رخ کر کے ادا کرتے تھے۔ سنت اور نفل کا وجود ان میں بھی نہیں تھا صرف فرض رکعات پڑھتے تھے۔ مزید برآں رمضان المبارک کے روزے بھی نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ماہِ دسمبر کے تیس دنوں میں انہوں نے رمضان المبارک کو منتقل کر دیا تھا اور ہمیشہ دسمبر میں ہی روزے رکھتے تھے۔ [1] اس تین نمازی فرقہ کے لوگ نماز میں ہاتھ بھی عجیب انداز میں باندھتے تھے۔ وہ اس طرح دایاں ہاتھ بائیں کندھے پر اور بایاں ہاتھ دائیں کندھے پر رکھتے کہ دونوں بازو ایک دوسرے کو کراس کرتے تھے۔ سید رفیع الدین کا یہ مذہب کہروڑ پکا میں ان دونوں بھائیوں کی وفات کے بعد دم توڑ گیا۔ تاہم سید بہاؤ الدین کا چکڑالوی فتنہ عرصہ تک برقرار رہا۔ اور اب بھی اکّا دکّا لوگ کہروڑ پکا میں اس کے پیروکار موجود ہیں۔ جن میں چند خواتین بھی شامل ہیں۔

---

[1] چونکہ اس خطے میں عموماً ماہ دسمبر میں سردی شروع ہو جاتی ہے راتیں لمبی اور دن انتہائی مختصر ہو جاتے ہیں اس سہولت کے پیش نظر چکڑالویت کی اس شاخ نے رمضان المبارک کو مستقل ماہ دسمبر میں شفٹ کر دیا تھا۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم (ع۔س)

سید بہاؤ الدین شاہ کے چار پانچ بیٹے تھے جن میں سے تین ڈیرہ اسمٰعیل خان سے نقل مکانی کر کے کہروڑ پکا میں آباد ہوئے۔ ان میں سید سراج الدین شاہ حنفی المسلک مسلمان تھا مگر دماغی توازن اس کا درست نہ تھا۔ کہروڑ پکا کے بازاروں میں اکثر اُس کا یہ نعرہ گونجتا تھا ''بے نماز کا جنازہ مت پڑھو'' علاؤ الدین شاہ خود متذکرہ بالا نئے مذہب کا پیروکار اور مبلغ تھا۔ مگر اس نے اپنی لڑکی سید سراج الدین شاہ کے عقد میں دی تھی۔ جس کی اولاد ابھی تک کہروڑ پکا میں مقیم ہے۔ (گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی ہیڈمسٹرس وزیر بخاری اور سید کوثر عباس شاہ۔ انہی سید سراج الدین شاہ کی اولاد میں شامل ہیں) جب کہ وہ خود انتقال کر چکے ہیں۔

دوسرے صاحبزادے سید عبدالحی شاہ عالم دین تھے انہوں نے بھی کہروڑ میں رہائش رکھی۔ ان کی بیوی کشمیری تھیں۔ یہ کچھ عرصہ چکڑالوی رہ کر مسلمان ہو گئے اور حنفی مسلک اختیار کیا۔

سید عبدالحی شاہ خوش الحان واعظ مقرر اور عالم تھے۔ انہوں نے کہروڑ پکا اور ملک کے دیگر حصوں میں اپنی خطابت کا جادو جگا دیا۔ اور تادمِ واپسیں کہروڑ پکا میں ہی آباد رہے۔ مجلسِ احرار اسلام کے جوشیلے کارکن اور مقامی راہ نما تھے۔ بلکہ ایک مرتبہ ضلع ملتان کے صدر بھی منتخب ہوئے تھے۔ ان کا انتقال بھی یہیں ہوا۔ اور قبرستان ساٹھ شہیداں میں سپرد خاک کئے گئے۔

ان کا خاندان کہروڑ اور چوک مستی خاں میں آباد ہوا۔ اُن کے ایک صاحبزادے سید عبدالرشید شاہ چوک مستی خاں میں حکمت کا کام کر رہے ہیں۔ جب کہ باقی تجارت اور مزدوری سے وابستہ ہیں۔

سید بہاؤ الدین کے تیسرے صاحبزادے سید زین العابدین شاہ لودھراں میں مقیم رہے وہ سنی عقیدہ کے تھے اور چکڑالویت کے چکر میں نہیں پڑے۔ [1]

---

[1] مرقع کہروڑ پکا، مظہر سلیم چغتائی، چغتائی جنرل سٹور اینڈ بک ڈپو کہروڑ پکا، مارچ ۱۹۸۷ء

چکڑالویت کی چوتھی شاخ

مولوی حشمت علی صاحب سہ روزی جب مولوی عبداللہ چکڑالوی کے قائم مقام بنے تو انہوں نے بھی اگر چہ نماز تو چکڑالوی صاحب والی ہی بحال رکھی، جو کہ اُن کی ''صلوٰۃ القرآن'' مطبوعہ ہلالی پریس دہلی مطبوعہ ۱۹۱۵ء میں موجود ہے۔ تاہم انہوں نے رمضان المبارک کے تیس روزوں کے بوجھ کو امت سے ہٹانے کی کوشش کی ہے، انہوں نے ''اجتہاد'' کے ذریعے فقط تین روزوں کو فرض قرار دیا، جس کی بناء پر یہ ''سہ روزی'' مشہور ہو گئے تھے۔ فرقۂ اہل قرآن کو جو تھوڑی بہت افرادی قوت ملی تھی تو اس میں مولوی حشمت علی صاحب کا بڑا کردار تھا دوسرا ان کا کردار یہ تھا کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب اذان کو سرے سے نہیں مانتے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ اس کا ثبوت قرآن مجید سے تو ہے نہیں، لہٰذا یہ من گھڑت چیز ہے۔ تاہم مولوی حشمت علی سہ روزی صاحب نے چکڑالوی صاحب کی وفات کے بعد کہا تھا کہ قرآن سے اذان ثابت ہو گئی ہے، لہٰذا مساجد میں مروجہ اذان کے بجائے ''قرآنی اذان'' دینی چاہیے۔ اس اذان کو پڑھ کر بہت ممکن ہے کہ قارئین اپنی ہنسی کنٹرول نہ کر سکیں۔

۱۹۲۳ء کے زمانہ کی بات ہے کہ جناب سہ روزی صاحب نے کہا کہ قرآن سے مذکورہ اذان کے کلمات حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغیر شک وشبہ نکلتے تھے۔

۱۔۔۔۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ o وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ o (پ۱۸)

۲۔۔۔۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o (پ۱۷)

۳۔۔۔۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o (پ۱۸)

۴۔۔۔۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ o اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

مُّكْرَمُوْنَ٥ (پ۲۹)

۵...... وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ٥ (پ۹)

۶...... حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ٥

۷...... اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ٥ (پ۹)

۸...... اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ٥ (پ۲۴)

۹...... وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ٥

۱۰...... اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ٥

اس زمانہ میں جب یہ ''اذان'' نئی تحقیق کے ساتھ منظر عام پر آئی تو مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری ؒ نے ایک لمبا چوڑا تبصرہ اس پر قلمبند کیا تھا، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''مولوی عبداللہ چکڑالوی، امام فرقۂ اہل قرآن کو تو یہ الفاظ نہ ملے، وہ تو یہی کہتے رہے کہ اذان سے مراد یہ ہے، جو تم لوگوں کو یوں کہتے ہو کہ ''چلو نماز کو چلو وغیرہ'' مگر ہمارے سہ روزی دوست مولوی حشمت علی قائم مقام امام مذکور کو الفاظ اذان مل گئے چنانچہ انہوں نے اپنے رسالہ میں اذان کے الفاظ لکھے ہیں، ہم مولوی صاحب کی محنت کی داد دیتے ہیں اور ناظرین سے بھی سفارش کرتے ہیں کہ وہ بھی داد دیں گے اور اگر اُن کو مولوی صاحب کی محنت اور جان کاہی پر ہنسی آجائے تو ہماری سفارش سے چند منٹ کے لیے ضبط فرمالیں۔ ❶

---

❶ ہفت روزہ اہل حدیث، ۸، جون ۱۹۲۳ء

آپس کے اختلاف کی افرادی اورعددی حیثیت

چکڑالوی صاحب کے ان معتقدین کے مابین جو اختلافات رونما ہوئے تو اُن میں محل اختلاف تو بذاتِ خود لطیفہ تھا ہی عددی حیثیت بھی بڑی دلچسپ تھی۔ چنانچہ مولانا امرتسری رحمہ اللہ ''لطیفہ'' کے زیرِعنوان لکھتے ہیں۔

اہل قرآن کو گو پیدا ہوئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ روز ہوئے ہیں، مگر اسی آزادی کی بدولت اُنہیں بقول (دس قنوجی گیارہ چولہے) دنوں سے زیادہ فرقے بن گئے ہیں، جن میں معمولی اختلاف نہیں بلکہ اصولی مخالفت ہے۔

(۱) ایک فرقہ کہتا ہے کہ اورادِ نماز قرآن ہی سے مخصوص ہیں، دوسرا اس کے خلاف ہے۔

(۲) ایک فرقہ کہتا ہے نماز دو رکعتیں ہیں، دوسرا ایک ہی پر اکتفاء کرتا ہے۔

(۳) ایک فرقہ کہتا ہے، نماز میں رکوع ہے سجدے دو ہیں، دوسرا کہتا ہے جس طرح رکوع کا حکم ہے، سجدے کا بھی ہے۔ لہٰذا دونوں کا عدد ایک ہی ہے۔

(۴) ایک فرقہ کہتا ہے روزے پورا مہینہ ہیں۔ دوسرا کہتا ہے۔ تین روزے ہیں۔ اب تو ہمارے دوست مولوی حشمت علی صاحب کے طفیل ان فرقوں کا شمار اور بھی ترقی پر ہے۔

نوٹ

فرقوں سے مراد کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہزاروں، لاکھوں آدمی ہوں گے نہیں کسی میں ایک، ایک طرف ہے تو وہ بھی فرقہ ہے، دو، ایک طرف ہیں تو وہ بھی فرقہ ہے۔ [1]
مولوی حشمت علی صاحب بڑی لطیفہ نما قسم کی شخصیت تھی۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب کے متعلق اہل علم وادب کا خیال ہے کہ گو وہ نقلی وعقلی علوم میں کورے اور سادہ

---

[1] پروفیسر محمد فرمان ایم اے، اقبال اور منکرین حدیث ص ۱۲۷۔

تھے، مگر صرف ونحو کے علوم میں پنجابیوں کی طرح اچھی دسترس رکھتے تھے۔ اُن کی تفسیر کا مطالعہ کرنے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ کس طرح انہوں نے علم تفسیر کو علوم صرف ونحو کی بھینٹ چڑھایا ہے لیکن مولوی حشمت علی صاحب کی علوم وفنون کے ساتھ گہری عدوات تھی۔ ایک باران کی ملاقات پیر جماعت علی شاہ علی پوری صاحب سے ہوگئی تو انہوں نے اس ملاقات کی روئیداد لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا ''فقیر (حشمت علی) نے عرض کی اچھا فرمائیے کہ ''مَا یَنْطِقُ'' میں ''مَا'' عام ہے یا خاص؟ (اشاعت القرآن دسمبر ۱۹۲۴ء لاہور)

دراصل مولوی صاحب کو یہ بھی علم نہیں تھا کہ یہ ''مَا'' نافیہ ہے، وہ اسے موصولہ سمجھ رہے تھے، اس پر بھی مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بڑی پھبتیاں اڑائی تھیں۔ قصہ مختصر یہ کہ چکڑالوی صاحب جس طرح خود متلون اور غیر مستقل مزاج تھے، آگے شیخ چٹو، مولوی حشمت علی، احمد دین، اور مولوی رمضان مستری وغیرہم بھی ایک دوسرے سے بڑھ کر غیر مستقل مزاج تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی یہ انتہاء درجہ کی سادہ لوحی اور بے انتہاء درجہ کی ضد بازی نے انہیں نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے سے دور کردیا، بلکہ ان کی فکر بھی دم توڑ گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ آنے والے وقتوں میں بعض ہشیار قسم کے منکرین حدیث پیدا ہوئے۔ جو آدھا تیتر اور آدھا بیڑ کا کردار ادا کرتے رہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم حدیث کے منکر تو رہیں مگر ہمارے اوپر یہ چھاپ نہ لگے، ایسا بھلا کیسے ہوسکتا تھا؟ چنانچہ وہ بھی بے نقاب ہوتے چلے گئے۔ اسی تناظر میں ایک غیر جانبدار تجزیہ نگار اور مبصر یہ کہہ سکتا ہے کہ ان میں سب سے بہتر عبداللہ چکڑالوی تھے، جنہوں نے کم از کم اپنا ایک متعین نظریہ تو پیش کیا۔ اور یہ اصول ہے کہ جو بھی شخص ڈنکے کی چوٹ پر سواد اعظم سے ہٹ کر کوئی فکر پیش کرتا ہے، امت کی اکثریت اس کے چکمے سے محفوظ رہتی ہے سرسید احمد خان اور مولوی عبداللہ چکڑالوی میں کیا فرق تھا؟ یہی کہ اوّل الذکر ذراذہین تھے، ان کے دام میں پڑھے لکھے پھنسے، اور چکڑالوی صاحب کا شکار سادہ قسم کے لوگ تھے۔ ورنہ بنیادی طور پر جس فکر کو چکڑالوی نے سینچا تھا، اس کے بانی سرسید تھے۔

باب ④

عبداللہ چکڑالوی کی تصانیف

چکڑالوی صاحب نے اپنے معتقدین کے قلوب واذھان پر تبحرِ علمی کی دھاک بٹھانے کے لیے اپنے پندارِ علم کا مظاہرہ تصانیف وتالیف کے ذریعے بھی کیا۔ چکڑالوی صاحب کا مقصد پڑھنے والوں کو تذبذب کے گرد وغبار میں ایسے دوراہے پر لا کھڑا کرنا تھا، جہاں سے انہیں پلٹ کر ہدایت واصلاح کی گلی نہ مل سکے۔ جب بھی کوئی انسان جان بوجھ کر اور ارادتاً سچائی کا راستہ ترک کر کے اس کے خلاف محاذ کھڑا کرتا ہے تو وہ بد حواس، پریشان اور آشفتہ حال ہو جاتا ہے۔ یہی کچھ چکڑالوی صاحب کے ساتھ بھی ہوا۔ پہلے ان کی تصانیف کی فہرست ملاحظہ کریں، پھر ہم ان کی کتابوں سے اور خصوصاً ان کی تفسیر سے کچھ اقتباس پیش کریں گے تاکہ قارئین ان کے سوادِ تحریر اور اسلوب سے آگاہ ہو سکیں۔

۱۔ تفسیر القرآن......ایک جلد

۲۔ ترجمۃ القرآن بآیات الفرقان۔......تین جلد

۳۔ برہان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن۔

۴۔ صلوٰۃ القرآن ماعلم الرحمٰن بآیات الفرقان۔

۵۔ قول الہادی فی تفسیر یُعبادی۔

۶۔ رد النسخ المشہور فی کلام الرب الغفور۔

۷۔ البیان الصریح فی بیان کراہۃ التراویح۔

۸۔ روح الانسان کمابینہ القرآن۔

۹۔ حالاتِ عیسیٰ رسولِ ربانی۔

۱۰۔ بیان اعتقاد اہل حدیث۔

۱۱۔ الزکات والصدقات کما جاء فی آیات بینات۔

۱۲۔ اشاعۃ القرآن فی جواب اشاعۃ السنۃ۔

۱۳۔ المناظرہ۔

۱۴۔ ترک افتراء تعامل۔

۱۵۔ حجت الاسلام۔

ان کے علاوہ ایک رسالہ ''بیاج خوری'' کے نام سے بھی لکھا گیا تھا، لیکن یہ ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔

پندرہ روزہ ''اشاعۃ القرآن''

چکڑالوی صاحب نے خرمنِ اسلام پر مسلسل بمبارمٹ کے لیے ایک جریدہ ''اشاعۃ القرآن'' کے نام سے بھی جاری کیا تھا۔ جو دو سال سے زیادہ نہ چل سکا۔ یہ رسالہ پہلے ماہانہ، پھر پندرہ روزہ کردیا گیا تھا۔ پندرہ روزہ یہ رسالہ شائع کرنے کے فیصلے کے بعد ''اہل الذکر والقرآن'' کی جانب سے جو اشتہار شائع ہوا تھا، اس کا مضمون یہ تھا۔ یہ اشتہار نومبر ۱۹۰۶ء میں چھپا تھا۔

اشاعۃ القرآن

اہل الذکر والقرآن کا پندرہ روزہ رسالہ۔

یہ دینی رسالہ خاص بتوجہ مولوی عبداللہ صاحب معلم اہل الذکر والقرآن متوسط تقطیع کے ۲۰ صفحات، موزوں کاغذِ عمدہ پر بکمالِ آب وتاب خوش خط چھپ کراب بجائے ماہوار کے پندرہ روزہ، ہر ماہ انگریزی کی یکم اور پندرہ کو شائع ہوتا ہے۔ اس میں مضامین کتاب اللہ، خصوصاً مشتمل براغراض ومقاصد مندرج ہوتے ہیں۔

ا: مسلمانوں کو اس حکم خداندی سے آگاہ کرنا کہ صرف قرآن مجید جملہ عباد الرحمن کی دینی ودنیوی ضروریات کے لیے کافی ووافی ہے۔ اور یہ عالیشان ومکمل کتاب عمدہ

بکروزیدوخالد کی روایات کی محتاج نہیں ہے۔

۲: قصص انبیاء سلام علیہم کے متعلق جوغلط فہمیاں اور افتراءلوگوں میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کی اصلاح وتردید، اوران سے انبیاء سلام علیہم کی عصمت ثابت کرنا۔

۳: مخالفین کوقرآن کریم سے مہذب جواب دینا۔

۴: قرآن مجید کی آیات کی تفسیریں وترجمے جوغلط کیے گئے ہیں، اُن کی اصلاح کرنا، اور درست ترجمہ وتفسیر شائع کرنا۔

۵: قرآن مجید کی ضرورت اوراس کی تعلیم کوعقل وفطرت کے مطابق ثابت کرنا۔

۶: چیدہ ودلچسپ خبروں اور مختلف واقعاتِ عجیبہ سے اطلاع دینا اور عموماً معاملاتِ قرآنی ہدایت وارشادکوبعبارت النص کتاب اللہ المجید ظاہر کرنا۔ اس رسالہ کی اشاعت واجراء سے ہرگز ہرگز کوئی مطلب ذرہ بھربھی جرمنفعت یا کتب فروشی کانہیں، بلکہ فی سبیل اللہ فقط اشاعت احکام کتاب اللہ المجید ہی مقصود ومدنظر ہے، اسی واسطے اس کا چندہ نہایت ہی قلیل صرف برائے نام مقررکیا گیا ہے، جوکہ اس کے معمولی اخراجات کاغذوکتابت وطبع کے واسطے بھی بمشکل مکتفی نہیں۔

المشتہر۔ مالک ومہتمم رسالہ اشاعۃ القرآن، شیخ محمد چٹو، اہل الذکر والقرآن لاہور، بازارسریانوالہ۔ ماہ نومبر ۱۹۰۶ء۔

رسالہ ''اشاعت القرآن'' میں چکڑالوی صاحب کے علاوہ احمد الدین امرتسری، مولوی حشمت علی، مستری رمضان اور چٹومیاں کے ''نگارشات'' شائع ہوتی تھیں۔ بعد ازاں ۱۹۱۲ء، میں جب ''چٹومیاں'' فوت ہوگئے اورعبداللہ چکڑالوی بیمار پڑ گئے تواس سے کچھ عرصہ قبل ہی منکرین حدیث تتر بتر ہوگئے تھے۔ آپس کے انتشاراورخلفشار کی وجہ سے اس فرقے کا دم گھٹتا گیا۔ ہاں البتہ آنے والے وقتوں میں منکرین حدیث کے نئے ایڈیشن آتے رہے، جن کا فکری سرخیل چکڑالوی صاحب کوکہا جائے توبے جانہ ہوگا۔

باب ⑤

فتنۂ انکارِ حدیث کی خشتِ اوّل

انکارِ حدیث کے فتنے کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا۔ اس وقت اس کی ابتداء خوارج ومعتزلہ نے کی۔ اس وقت اس فتنے کا مرکز عراق تھا۔ برصغیر میں تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں انکارِ حدیث کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اس فتنۂ کبریٰ کے سلسلے کون کون سے ہیں؟ چنانچہ سرسید احمد خان کو برصغیر میں اس فتنے کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سرسید احمد خان سینہ تان کر انکارِ حدیث کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ حدیث کے متعلق اُن کے بھی خیالات ناقص اور اسلامی روح کو کچلنے والے تھے۔ لیکن باقاعدہ اس کو جماعتی شکل دے کر احادیث کے خلاف محاذ کھڑا کرنے کی بدنصیبی عبداللہ چکڑالوی کے حصہ میں آئی تھی۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں۔

''یہ آواز ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید احمد خان اور ان کے رفیق مولوی چراغ علی نے بلند کی۔ لیکن انہوں نے انکارِ حدیث کے نظریئے کو علی الاعلان اور بوضاحت پیش کرنے کی بجائے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مدعا کے خلاف نظر آئی، اس کی صحت سے انکار کردیا خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو...... ان کے بعد نظریۂ انکارِ حدیث میں اور ترقی ہوئی اور یہ نظریہ کسی قدر منظم طور پر عبداللہ چکڑالوی کی قیادت میں آگے بڑھا، اور یہ ایک فرقہ کا بانی تھا، جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا تھا، اس کا مقصد حدیث سے کلیتاً انکار کرنا تھا۔ [1]

---

[1] درسِ ترمذی ص ۲۶، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔ ۱۹۸۰ء۔

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ہندوستان میں انکارِ حدیث کی بدعت بظاہر تو عبداللہ چکڑالوی نے (پنجاب) میں ایجاد کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ چکڑالوی نے آ کر اس شجر ملعونہ کی آبیاری کی اور اس کے ہاتھوں وہ بڑھا اور پھولا پھلا۔ اس لیے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس فتنے کا بانی وہی ہے۔ نیچری فرقہ اپنے اس عقیدے کا صاف لفظوں اور زیادہ گھناؤنے انداز میں اظہار نہیں کرتا تھا۔ چکڑالوی نے بے حجاب ہو کر اپنے کفریات کی اشاعت اور حد سے زیادہ ایمان سوز و اسلام کش پیرایۂ بیان اختیار کیا۔ اس لیے انکارِ حدیث کی لعنت اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ [1]

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ بھی انکارِ حدیث کی وباء پھیلانے میں عبداللہ چکڑالوی کو سرسید احمد خان سے ایک قدم آگے بڑھا ہوا قرار دیتے ہیں۔ [2]

گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان میں شعبۂ اسلامیات کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب اپنا نقطۂ نظر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"محققین علماء کرام کی آراء کے مطابق عبداللہ چکڑالوی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے برصغیر میں کھل کر حدیث کا انکار کیا۔ اور فرقہ ''اہل قرآن'' کی بنیاد رکھی۔

اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے انکارِ حدیث کے فتنے کا بیڑا اٹھایا اور حافظ اسلم جیراجپوری نے اس نظریہ کو مزید آگے بڑھایا۔ آخر میں غلام احمد پرویز نے انکارِ حدیث کو ایک منظم نظریہ اور مکتب فکر کی صورت میں پیش کیا۔ برصغیر میں انکارِ حدیث کے علمبرداروں میں مولوی محب الحق عظیم آبادی، تمنا عمادی، قمر الدین قمر، نیاز فتح پوری، سید مقبول احمد، علامہ عنایت اللہ مشرقی، حشمت علی لاہوری، مستری محمد رمضان

---

[1] نصرۃ الحدیث ص ۱۱، رسائل اعظمی رحمہ اللہ ص ۲۵۔

[2] حجیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱، کتب خانہ ثنائیہ امرتسر، ۱۹۲۹ء۔

گوجرانوالہ، محبوب شاہ گوجرانوالہ، خدا بخش، سید عمر شاہ گجراتی اور سید رفیع الدین ملتانی بھی شامل ہیں۔ ❶

حجیت حدیث پر کام کرنے والے جملہ محققین نے خطۂ برصغیر میں باضابطہ فتنہ انکار حدیث کا بانی عبداللہ چکڑالوی کو قرار دیا ہے۔ اگرچہ سرسید احمد خان نے پہل کی، تاہم وہ احادیث کو شرعی حجت نہ مانتے ہوئے ادب ضرور کرتے تھے۔ بلکہ اپنے لیے مفید طلب احادیث سے استدلال بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ سرسید کہتے ہیں۔

''جناب سید الحاج مجھ پر اتہام فرماتے ہیں کہ میں کل حدیث کی صحت کا انکار کرتا ہوں۔ لاحول و لا قوۃ الا باﷲ العلی العظیم۔ یہ محض میری نسبت غلط اتہام ہے۔ میں خود بیسیوں حدیثوں سے جو میرے نزدیک روایتاً و درایتاً صحیح ہوتی ہیں۔ استدلال کرتا ہوں۔ ❷ لیکن عبداللہ چکڑالوی نے اس کو نہ صرف یہ کہ باقاعدہ تنظیمی وتحریکی شکل دی بلکہ وہ حدیث رسول ﷺ کو ''لہو الحدیث'' سے موسوم کرتے تھے۔ اس لیے اس عظیم اور تاریخی فتنے کے وہ علم بردار ٹھہرتے ہیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

''یہاں (ہندوستان) میں اس کی ابتداء کرنے والے سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی تھے، پھر مولوی عبداللہ چکڑالوی اس کے عَلَم بردار بنے اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے اس کا بیڑا اٹھایا۔ پھر اسلم جیراجپوری اسے لے کر آگے بڑھے اور آخرکار اس کی ریاست چودھری غلام احمد پرویز کے حصے میں آئی۔ جنہوں نے اس کو ضلالت کی انتہا تک پہنچا دیا۔ ❸

---

❶ ماہ نامہ ''محدث'' لاہور، فتنۂ انکار حدیث نمبر ص ۱۲۲۔ ۲۰۰۲ء۔

❷ مقالات سرسید جلد ۱۳، ص ۱۷، مجلس ترقی ادب۔

❸ سنت کی آئینی حیثیت ص ۱۶، ۱۹۶۳ء۔

مولانا عبدالقیوم ندوی ﷫ لکھتے ہیں۔

حجیت حدیث کا کھلا انکار مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے کیا۔اس سے پہلے صراحتاً انکار ملحدین اور زنادقہ سے بھی نہ ہوسکا۔ ❶

حکیم نورالدین اجمیری کی رائے کے مطابق بھی ہندوستان میں فتنۂ انکار حدیث کی خِشت اول عبداللہ چکڑالوی نے رکھی تھی۔ ❷

مولانا مفتی رشید احمد صاحب ﷫ یوں رقم طراز ہیں۔

عبداللہ چکڑالوی نے سب سے پہلے انکارِ حدیث کا فتنہ برپا کر کے مسلمانانِ عالم کے قلوب کو مجروح کیا۔مگر یہ فتنہ چند روز میں اپنی موت خود مرگیا۔حافظ اسلم جیراج پوری نے دوبارہ اس دبے ہوئے فتنہ کو ہوا دی اور بجھی ہوئی آگ کو دوبارہ جلا کر عاشقانِ شمع رسالت کے جروح پر نمک پاشی کی۔ ❸

مولانا محمد سرفراز خان صفدر ﷫ بھی عبداللہ چکڑالوی کو فرقۂ (نام نہاد) اہل قرآن کا بانی قرار دیتے ہیں۔ ❹

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

مولوی عبداللہ صاحب جو مشہور غیر مقلد عالم اور جامع مسجد چینیانوالی لاہور کے خطیب تھے۔وہ بعض دیگر آئمہ دین اور اولیاء اللہ کی توہین کے علاوہ خصوصاً یہ کہا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ ﷫ ان تمام فتنوں کا دروازہ ہے، جس کی اندھی تقلید نے عوام کو گمراہ کردیا ہے۔مگر اس پر ایسی رجعت پڑی کہ وہ سرے سے علمِ حدیث ہی کا منکر ہوگیا

---

❶ فہم حدیث ص ۱۳۸۔

❷ مقالہ، انکارِ حدیث کی خشتِ اوّل ص ۱۴۷۔۱۹۵۲ء۔

❸ فتنۂ انکار حدیث، ص ۷، ۱۹۸۲ء۔

❹ انکار حدیث کے نتائج ص ۳۳، ۱۹۶۰ء۔

اور اُمت مسلمہ کے لیے ایک جدید مگر مہلک اور تباہ کُن مذہب ایجاد کر گیا۔ [1]

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کی سوانح حیات میں ''انسدادِ چکڑالویت'' کے عنوان کے تحت درج ہے کہ

''مولوی عبداللہ چکڑالوی نے حدیث کی حجیت سے انکار کرتے ہوئے ایک نیا فرقہ ''اہل قرآن'' کھڑا کر دیا۔ اس کے مقابلے میں آپ رحمہ اللہ نے علم حدیث کی تدریس پر زور دے کر جا بجا دورۂ حدیث کے درس جاری کرائے۔ [2]

سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ ہندوستان کے منکرین حدیث کا تعارف کرواتے ہوئے ''مولوی عبداللہ چکڑالوی'' کو سب سے پہلے لائے ہیں۔ [3] نیز لکھتے ہیں۔

''ہندوستان میں انکارِ حدیث کی باقاعدہ تحریک مولوی عبداللہ چکڑالوی سے چلی تھی۔ پاکستان بننے پر پرویز اس کشتی کو کھینچتے رہے۔ پرویز نے اپنے خیالات کی اشاعت میں اپنی سرکاری پوزیشن بھی استعمال کی۔ اور افسران کے ایک حلقے کو، جو پہلے سے علماء سے بغض رکھتا تھا، متأثر کیا اور جدید تعلیم یافتہ لوگ کسی درجے میں اس کے گرد جمع ہو گئے۔ پرویز نے اس مؤقف پر ادبی انداز میں خاصا لٹریچر مہیا کیا ہے۔ پہلے اس خیال کے لوگوں کو ''چکڑالوی'' کہا جاتا تھا۔ اب انہیں ''پرویزی'' کہتے ہیں۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ سب سے پہلے پرویز کسریٰ ایران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو پارہ کیا تھا، حدیث کا یہ پہلا انکار تھا۔ [4]

---

[1] مقامِ ابی حنیفہ رحمہ اللہ ص ۱۴۸، ۱۹۷۰ء۔

[2] مہر مُنیر ص ۱۴۰، مؤلف مولانا فیض احمد فیض، ۱۹۶۹ء۔

[3] آثارُالحدیث، جلد دوم ص ۳۷۷۔

[4] ایضاً ص ۴۲۴۔

حضور اقدس ﷺ کی ایک پیشین گوئی

فتنۂ انکارِ حدیث کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے مطلع فرمایا تھا۔ ارشادِ نبوت پڑھیے اور پھر نبوی بصیرت و بصارت پر سر دُھنیے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ، يَاْتِيْهِ الأَمْرُ مِنْ أَمْرِىْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُوْلُ: لَا اَدْرِىْ، مَا وَجَدْنَا فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ۔ ❶

''میں تم میں سے کسی ایک کو ایسا کرتے نہ پاؤں کہ وہ اپنے بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور جب اس کے سامنے میرے احکامات میں سے کسی بات کا امر یا کوئی ممانعت آئے تو وہ کہنے لگے کہ میں کچھ نہیں جانتا، ہم تو جو قرآن مجید میں پائیں گے، صرف اُسی کی اتباع کریں گے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس حدیث کا مصداق عبداللہ چکڑالوی اور اس کے چیلوں کو قرار دیتے ہیں۔ ❷

جماعت اہل حدیث کے نامور عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

''متکئا'' کا مصداق زیادہ تر امیر لوگ ہوتے ہیں اور حدیث چونکہ قرآن کے احکام کی تعیین کرتی ہے، اور مقید اور پابند بناتی ہے اس لیے وہ دین سے آزاد ہونے کے لیے سب سے پہلے حدیث کا انکار کریں گے۔ ہمارے ملک میں انکارِ حدیث کی بدعت مولوی عبداللہ چکڑالوی نے پیدا کی۔ وہ اپاہج تھا، اس کی ٹانگیں خراب تھیں، چل پھر نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی میں اس کی جو شکل اور حلیہ بتایا، واقعی وہ

---

❶ مشکوۃ شریف ص۲۹۔
❷ شوق حدیث ص۱۷۳۔

ظالم اِسی حلیے کا تھا۔ ❶

جماعت اہل حدیث ہی کے مولانا صادق سیالکوٹی نے بھی لکھا ہے کہ

''حضور ﷺ کا فرمان کتنا حرف بحرف صحیح نکلا ہے، بلکہ معجزہ ثابت ہوا ہے کہ عبداللہ چکڑالوی نے ''اریکہ'' یعنی تخت پوش پر بیٹھ کر (پلنگ پر بیٹھ کر) تکیہ لگائے ہوئے کہا ہے۔ ''لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللّٰہ اتبعناہ'' میں نہیں جانتا حدیث کو، حدیث دین کی چیز نہیں ہے، میں تو صرف قرآن پر ہی چلوں گا۔ ❷

جہاں تک حضور ﷺ کے فرمان کا تعلق ہے، وہ تو تقریباً عبداللہ چکڑالوی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ تاریخ میں چکڑالوی صاحب سے بڑھ کر کوئی مغرور، متکبر، ضدی اور ہٹ دھرم منکرِ حدیث پیدا نہیں ہوا۔ البتہ مولانا اسماعیل سلفی مرحوم کا یہ کہنا کہ ''وہ لنگڑا تھا، چل پھر نہیں سکتا تھا'' محلِ نظر ہے۔ چکڑالوی صاحب غالبًا پیدائشی لنگڑے نہیں تھے، کیونکہ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کد کڑے لگا کر پہنچ جایا کرتے تھے۔ بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لاہور آکر فالج کی تکلیف سے لنگڑے ہوگئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بطور نمونہ اہل علم کے چند اقتباسات ہم نے پیش کیے ہیں، جن سے ہمارے دعویٰ کو تقویت ملتی ہے کہ برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کے بانی، عبداللہ چکڑالوی ہیں، نہ کہ سرسید احمد خان۔ ❸

---

❶ مشکوۃ شریف مترجم، جلد ا، ص ۲۲۳، مولانا محمد اسماعیل سلفی۔

❷ ضرب حدیث، ص ۴۸۔ ۱۹۶۱ء۔

❸ ''عبداللہ چکڑالوی اور فتنۂ انکار حدیث'' کا جب پہلا اڈیشن طبع ہوا تو اس کی ایک کاپی معروف کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی کو بھی میں نے ارسال کی تھی چنانچہ کتاب موصول ہونے پر ان کا فون آیا اور نہایت خوشی کا اظہار کیا، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آپ نے سرسید احمد خان کی بجائے چکڑالوی کو فتنۂ انکار حدیث کا بانی قرار دیا ہے حالانکہ سرسید صاحب نے بھی احادیث کے انکار میں کوئی کسر نہیں چھوڑی راقم نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گذارش کی کہ اس نظریئے کو باقاعدہ تنظیمی شکل چونکہ چکڑالوی صاحب نے دی ہے، اس لیے ہم نے بانی فتنۂ انکار حدیث انہیں قرار دیا، اس پر انہوں نے اظہار اطمینان کیا۔ عبدالجبار سلفی۔

عبداللہ چکڑالوی کے فکری ترجمان

ہر دور میں چکڑالوی فرقے کا نیا ایڈیشن منظر عام پر آیا ہے۔ منکرین حدیث کی جماعت اپنے سرخیل سمیت کھل کر حجیتِ حدیث کا انکار کرنے کی جرأت نہیں کرتی۔ ان کی کتابوں کی بھول بھلیوں سے اہل علم واقف ہوتے ہیں۔ عوام کو یہ ''قرآن'' کا لیبل لگا کر جادۂ مستقیم سے بہکاتے ہیں۔

ضلع میانوالی کے لوگ اپنے مزاج کے اعتبار سے عموماً بہادر اور جرأت مند ہوتے ہیں، بلکہ سریع الغضب اور تیکھی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ علاقائی ماحول اور مٹی کے اثرات کی وجہ سے واحد عبداللہ چکڑالوی ہیں، جنہوں نے سینہ تان کر احادیث کی مخالفت کی۔ اس کے بعد جتنے بھی اس نظریے کے لوگ آئے ہیں وہ دراصل چکڑالوی فکر کی پیداوار ہیں۔ اکثریت ان میں سے اعلانیہ طور پر عبداللہ چکڑالوی سے اپنا فکری تعلق ظاہر نہیں کرتی، لیکن یہ خواہ مخواہ اپنا نسب مشکوک کرنے والی بات ہے۔ چکڑالوی صاحب ہی ان سب کے پیشوا اور مدارُ المہام ہیں۔ اس جماعت یعنی منکرین حدیث کے چند نامی گرامی لوگوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ شیخ چٹو
۲۔ رمضان مستری
۳۔ مولوی حشمت علی سہ روزی [1]
۴۔ احمد الدین امرتسری
۵۔ نیاز فتح پوری
۶۔ ڈاکٹر صادق علی کپورتھلوی
۷۔ مفتی محمد الدین گجراتی
۸۔ حافظ اسلم جیراجپوری
۹۔ علامہ تمنا عمادی پھلواری
۱۰۔ غلام احمد پرویز
۱۱۔ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی
۱۲۔ عمر عثمانی
۱۳۔ سید مقبول احمد
۱۴۔ علامہ عنایت اللہ المشرقی

---

[1] یہ رمضان المبارک میں صرف تین روزوں کی فرضیت کے قائل تھے۔ اس لیے ''سہ روزی'' مشہور تھے۔

۱۵۔محبوب شاہ (گوجرانوالہ) ۱۶۔سید عمر شاہ گجراتی

۱۷۔خدابخش ۱۸۔سید رفیع الدین ملتانی

۱۹۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق (بعد ازاں تائب ہوگئے تھے اور بطور کفارہ ایک کتاب ''تاریخ حدیث'' مرتب کی)

۲۰۔ڈاکٹر احمد الدین ،اکالی گڑھ (ضلع گوجرانوالہ)

۲۱۔ پروفیسر علی حسن مظفر ۲۲۔امیر حسین فرہاد (پشاور)

۲۳۔ برکت اللہ پانی پتی ۲۴۔عبداللہ خطیب (ڈیرہ غازی خان)

۲۵۔احسن عباس (کراچی) ۲۶۔عزیز احمد صدیقی (کراچی)

۲۷۔نذیر احمد شاکر (کراچی)

مؤخر الذکر دو صاحبان گمراہی کے عمیق گڑھے میں گرے [1] ہوئے تھے اور ان کا لٹریچر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی احادیث سے اچھے خاصے بیزار ہیں۔

غلام احمد پرویز میں چکڑالوی جراثیم براستہ اسلم جیراجپوری آئے ہیں۔

جیسا کہ پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

آج اس سرزمین میں علامہ اسلم جیراجپوری مدظلہ العالی کی قرآنی فکر برگ وبار لارہی ہے۔میرے کاشانۂ فکر میں، سلیم !اگر کوئی چمکتی ہوئی کرن دکھائی دیتی ہے تو وہ انہی کے جلائے ہوئے دیپوں کا فروغ ہے۔ [2] غلام احمد پرویز نے سادہ لوح

---

[1] عزیز احمد صدیقی انکار حدیث کے ساتھ ساتھ برملا محدثین پر زہریلا طنز بھی کرتے تھے بلکہ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں بھی گستاخیاں کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے رسالہ ''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا'' میں جگہ جگہ ام المومنین کی عظمت پر کیچڑ اچھالتے نظر آتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق انتہائی سطحی درجہ کی بدگمانیاں پھیلائی گئی ہیں اور موخر الذکر یعنی نذیر احمد شاکر نے تو اہانت علی رضی اللہ عنہ پر مشتمل باقاعدہ کتاب ''شمائل علی رضی اللہ عنہ'' کے نام سے لکھی تھی۔ پاکستان میں روافض وخوارج کے اس خطرناک تقابل نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔اس بے اعتدال طبقے کا سب سے زیادہ منظم اور مربوط علمی تعاقب حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے کیا،فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

[2] سلیم کے نام سترھواں خط۔

مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسایا، اردو ادب وانشاء پر اُنہیں عبور تھا۔ اسی کے ذریعے انہوں نے اپنے قلم کے سمند شب رنگ کو اسلامی ذخائر کے روندنے میں لگائے رکھا۔ تاہم پڑھا لکھا، سلیم الفطرت اور صحیح العقل انسان، وہ کسی شعبے سے متعلق ہو، اُن سے اثر پذیر نہیں ہوا۔

ادبی دُنیا کے کامیاب شناور جناب مشتاق احمد یوسفی لکھتے ہیں۔

اتوار کی صبح کو غلام احمد پرویز کا درس سننے جاتے۔ دو تین دفعہ ہمیں بھی لے گئے۔ پر طبیعت ادھر نہیں آئی۔ فلسفہ اور اشعار کی بھر مار سے وعظ و درس پر ہمیں اپنی نثر کا گمان ہونے لگا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی ''رولر اسکیٹ'' پہن کر سجدہ کرنے کی کوشش کرے...... [1]

اس کے برعکس یوسفی جیسا ذہین انسان حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے علم وعمل کا قتیل دکھائی دیتا ہے۔ لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، کہ خود عالمِ بے بدل وباعمل اور پیرِ طریقت تھے، نے ایک جگہ بڑے پتے کی بات نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک ظریف کا قول ہے کہ مولویوں اور کسبیوں کے ملازم کاہل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہاں ان کے منہ سے کچھ نکلا، بہت سے حاضر باش کام کرنے کو دوڑ پڑتے ہیں۔ [2]

تو پرویز صاحب اسلم جیراجپوری کے فیض یافتہ تھے۔ ہمیں یہاں ایک بار پھر اس تلخ حقیقت کا گھونٹ بھرنا پڑ رہا ہے کہ اسلم جیراجپوریؒ بھی، مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح پہلے اہل حدیث تھے، وہ خود کہتے ہیں۔

ہمارا گھر مقامی اور بیرونی اہل حدیث علماء کا مرجع تھا۔ [3]

---

[1] زرگذشت، ص ۶۳۔

[2] زرگذشت، ص ۲۶۷، ۶، ۱۹۷۶ء۔

[3] نوادرات ص ۳۴۴۔

شیخ محمد اکرام رقمطراز ہیں۔

مولانا محمد اسلم بھی اوائل عمر سے اہل حدیث سے منسلک تھے۔ ❶

غور کیجیے کہ سَلَف بیزاری انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ بہر حال آج تک جتنی بھی احادیث رسول ﷺ سے برگشتہ و برانگیختہ کرنے والی شخصیات گزری ہیں، ان کا بلواسطہ یا بلاواسطہ، تعلق عبداللہ چکڑالوی سے ہوتا ہے۔ ان کا فکری و ذہنی سفر وہیں سے شروع ہوتا ہے۔ ایک منکرِ حدیث، خواجہ از ہر عباس کی کتاب کا مندرجہ ذیل اقتباس پڑھیں تو ان شخصیات کے فکری سفر کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

جن بیدار مغز علماء نے عام رَوِش سے ہٹ کر تفسیر القرآن بالقرآن کا طریقہ اختیار کیا ان میں اوّلیت کا شرف مولوی محمد عبداللہ صاحب چکڑالوی مرحوم التوفیٰ ۱۹۱۸ء (نہیں، ۱۹۱۴ء، سلفی) کے لیے مخصوص ہے۔ ان کو تین بار زہر دیا گیا، جس کے اثر سے وہ مفلوج ہوگئے تھے۔ وہ جامع مسجد سریانوالہ بازار، لاہور کے خطیب تھے۔ اور شیخ محمد چٹو، سوداگر اُن کے مالی معاوِن تھے۔ ان کی تفسیر، تفسیر القرآن بآیات الفرقان، ایک ایک پارہ کی بڑے سائز میں طبع ہوئی، جو کافی عرصہ میں مکمل ہوئی۔ ان کے ہمعصر مولوی خواجہ احمد الدین امرتسری تھے، جن کی تفسیر ''بیانٌ للناس'' مقبول تفسیر ہے۔ خواجہ صاحب اپنے وقت کے مشہور عالم اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ مدرسۃ البنات امرتسر میں عربی کے استاذ تھے۔ ان کے علاوہ مولوی محمد فاضل و محمد عالم دو بھائی چکوال کے اور مولوی محمد عبدالخالق صاحب نے ''بلاغ القرآن'' ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک جاری کیا۔ جس میں تفسیر بھی ہوتی تھی۔ ان ہی کے ہم عصر مولوی محمد رمضان صاحب اور اُن کے صاحبزادے مولوی محمد اسماعیل صاحب تھے۔ ان کی تحریرات اب موجود نہیں۔ لیکن ان صاحبان نے درس بھی دیے اور جگہ جگہ لوگوں سے مناظرے

---

❶ موجِ کوثر ص ۵۴۔

کر کے اس فکر کو آگے بڑھایا۔ مولوی ماسٹر محمد علی مرحوم رسولنگری عاش سعیدا و مات مغفور نے ۱۹۶۰ء سے اپنی وفات ۱۹۸۴ء تک ''بلاغ القرآن'' جاری رکھا اور اس میں تفسیر القرآن کا سلسلہ شروع کیا، جو سورۂ رعد تک اختتام پذیر ہوا۔ ان جیسے علماء کے علاوہ نامور مفکر قرآن، علامہ غلام احمد پرویز نے اسی طرح کی تفسیر کا سلسلہ جاری رکھا انہوں نے محاورہ عرب کے تحت نئی لغات القرآن تصنیف کی اور تفسیر الآیات کے لیے تبویبُ القرآن شائع کی۔ انہوں نے اس نظریے کو اس زور آور قوت سے پھیلایا کہ اب یہ نظریہ پاکستان کی حدود سے باہر نکل کر تمام دنیا میں لوگوں کو متاثر کر گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب عشاقِ قرآن کو جزائے خیر دے۔ [1]

آپ نے اِس ''قافلۂ عشاق'' کا تذکرہ پڑھا، مولوی عبداللہ چکڑالوی سے ابتداء ہوئی اور غلام احمد پرویز پر انتہاء، پرویز صاحب کے بعد جتنے ''منکرینِ حدیث'' بنے ہیں، وہ انہی کے فکر وفلسفہ کی پیداوار ہیں۔ تاہم اس ضلالت وگمراہی کا سرچشمہ چکڑالوی صاحب ہی ہیں، ہاں! سرسید احمد خان کی نیچریت یعنی فلسفۂ عقل ان کو سہارا دیتا ہے۔ چنانچہ پروفیسر علی حسن مظفر لکھتے ہیں۔

ہندوستان کے روشن خیال مسلمانوں میں سرسید احمد خان کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے جس جوش اور ولولے سے انگریزی زبان اور مغربی علوم کی حمایت کی، اُسی جوش اور ولولے سے عربی مدارس اور مروجہ مذہبی تعلیم کی مخالفت کی اور واضح کر دیا کہ فی زمانہ یہ مذہبی تعلیم مسلمانوں کے لیے بے مصرف ہی نہیں، ضرر رساں بھی ہے۔ [2]

تمسک بالقرآن کا دعویٰ کر کے قرآن کو اپنی اہواء وآراء کا تختۂ مشق بنانے والوں کو اور

---

[1] قرآن فہمی کے قرآنی قوانین، ص ۸،۷۔

[2] جاگ مسلمان جاگ، ص ۶۷، ۱۹۸۸ء۔

اقوالِ رسول ﷺ کو تحریف و تغلیط کا نشانہ بنانے والوں کو دینی مدارس، علماء دین اور مذہبی تعلیم سے نہ صرف بُغض بلکہ اپنی مُتعَفِّن طبع پر فخر بھی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جب تک یہ دینی مدارس قائم ہیں اور گلیم پوش علماء دین موجود ہیں تب تک تو خزینۂ احادیث سے اُمت کا اعتماد ہٹایا نہیں جاسکتا۔ یہودیوں کا فارمولا تھا کہ جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سے اعتماد نہیں اٹھایا جاتا، تب تک دین کی عمارت کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔ اور منکرینِ حدیث کا فارمولا یہ ہے کہ جب تک علماء کرام کو مسلمانوں کی نگاہوں سے گرا کر حقارت کے جوہڑ میں نہیں پھینکا جاتا، تب تک انکارِ حدیث کی مہم پنپ نہیں سکتی۔ کیونکہ احادیث پہنچی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُمت کو دامنِ نبوت سے وابستہ کرنے والے ہیں۔ اور علماء دین مسلمانوں کا اعتماد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بٹھانے کا عزم بالجزم کیے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں منکرینِ حدیث علماء دین اور عربی طلبہ کو ترچھی نگاہوں سے نہ دیکھیں تو کیا کریں؟ لیکن

نورِ خدا ہے کفر کی حرکتوں پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

باب ⑥

ژولیدہ ذہن، کوتاہ نگاہی اور اُسلوبِ تحریر کی ایک جھلک

اس باب میں ہم مولوی عبداللہ چکڑالوی اور چند دیگر منکرین حدیث کی لکھی ہوئی چند عبارات درج کریں گے جوان کی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہیں۔ آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ ''مفلوک الفہم'' لوگ کس ژولیدہ ذہن اور پست نگاہی کے مالک ہیں۔ متاع ایمان مٹھی میں تھام کر اور دل پر ہاتھ رکھ کر عبداللہ چکڑالوی کی یہ عبارت پڑھیں۔ لکھتے ہیں۔

''قرآن مجید کی سب سے بڑی شریک بلکہ حاکم وقاضی بننے کی مدعی ''حدیث'' ہے اور اس لیے میں نے ہر باب میں اس کے جوہر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ تا کہ اس کی شراکت وحکومت وقضاء کا دعویٰ ٹوٹ جائے۔ حدیث میں صرف ایک خوبی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس پر مائل اور فریفتہ ہوتے ہیں۔ اگر چہ وہ خوبی جھوٹی اور بے بنیاد ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ کمبخت محمد رسول اللہ سلام علیہ کے پیارے نام کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اگر اس میں یہ خوبی نہ ہوتی تو میں سچ کہتا ہوں کہ اس کی بُری صورت کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا۔ فی الحقیقت حدیث میں اس قدر لغویات، ہزلیات دور از کار اور بے سر و پا مندرج ہیں کہ وہ اس کی شکل کو نہایت ہی بدنما بناتی ہیں۔ لیکن واضعین حدیث نے بڑی کاریگری کے ساتھ اس کو خاتم النبیین کی طرف منسوب کر دیا اور اس طرح اُس کے بدشکل چہرہ پر سفیدہ مل دیا اور لوگ اُسکے جعلی اور جھوٹے حُسن پر فریفتہ اور مائل ہونے لگے ہیں۔ میں اس سفیدہ کو اُتارنا چاہتا ہوں۔ پہلے بھی تقریباً ہر باب میں حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اور آئندہ بھی ان شاء اللہ کروں گا[1]۔

---

[1] برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن، ص ۱۰۹، مارچ ۱۹۰۸ء، مطبع حمیدیہ، سٹیم پریس، لاہور۔

''ہمارے ہاں وسواسی مُلاؤں نے گندی احادیث وفقہ کی بناء پر ضرور دین کو ایک ہیبت ناک دیو بنا دیا ہے جس کے قریب آنے سے عوام الناس ڈرتے ہیں۔''

''افسوس ان مسلمانوں پر جو اس کلام معجز بیان کی قدر نہیں جانتے اور اس کو مسائل اسلام سے عاری وخالی اور ایسا عاجز بے دست و پا جانتے ہیں کہ اگر بخاری ومسلم وغیرہ پیدا نہ ہوتے تو یہ اپاہج قرآن چل ہی نہ سکتا اور بالکل نکما ہوتا۔''

''جنازہ کی دعائیں پڑھتے ہوئے نماز کی کوئی ہیئت اختیار نہ کی جائے نہ نماز کا سا قیام ہو، نہ نماز کی طرح قبلہ رُو ہو، نہ نماز کا وضو ہو، غرضیکہ نماز کی مشابہت بالکل نہ ہو، کیونکہ نماز صرف خدا ہی کے لیے ہے اور کسی کے لیے نماز پڑھنا شرک ہے۔'' (ص ۴۰۶)

''اذان محض ایک رسم کے طور پر کہی جاتی ہے۔ حقیقت میں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ہم اہل قرآن لوگ اذان نہیں کہتے۔'' (۱۳۶)

''یہ بات کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھو اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے۔ یہ سب فضول باتیں ہیں۔ مسجد میں آنے جانے کی دعائیں بھی قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ (ص ۱۳۲)

''فرعون بھی اہل حدیث تھا اور موسیٰ سلام علیہ کے مقابلہ میں یوسف سلام علیہ کی احادیث میں پیش کرتا تھا۔''

''حیض ونفاس کی کوئی معیاد قرآن مجید میں مقرر نہیں، اور نہ ہی اُس کے مقرر کرنے کی ضرورت تھی۔ ہر عورت اپنی حیض ونفاس کی حالت کو جانتی ہے۔ جس طرح پاخانہ پیشاب کی معیاد مقرر کرنا لغو امر ہے اسی طرح معیاد حیض کی تعیین بھی فضول گوئی ہے۔ [1]

---

[1] ملاحظہ ہو ''برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن، صفحات ۸۸، ۲۶۷، ۴۰۶، ۱۳۶، ۱۳۲، ۱۷، ۹۳۔ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور۔ مارچ ۱۹۰۸ء۔

''دین اسلام کے بارے میں ہر طرح کماھۃً اتم واکمل طور پر کتاب اللہ (قرآن مجید) کافی شافی وافی عافی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی بخاری، مسلم، ہدایہ، شرح وقایہ، کافی، کلینی وغیرہ وغیرہ کی ہرگز ہرگز ذرہ بھی حاجت نہیں ہے۔ ❶

''حجر اسود کو نیکی وثواب کی غرض سے بوسہ دینا یا کہ ہاتھ لگانا یا دیکھنا کتاب اللہ المجید کی مخالفت ہے، چونکہ قرآن مجید میں اس امر کا اشارہ اور کنایہ تک بھی ذکر نہیں، تو پھر یہ کام کرنا کہاں جائز ہوسکتا ہے؟ ❷

''جملہ رُسل وانبیاء وشہداء واولیاء وتمام ملائکہ سب کے سب جب فوت ہو جائیں، یعنی مرجائیں تو پھر ان میں سے کسی شخص کو زندہ کہنا، سراسر سفاہت وجہالت ہے۔ جبکہ محمد رسول اللہ سلامٌ علیہ کے حق میں اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ مذکور وموجود ہے۔ ❸

''حدیث کی تشریح وتفصیل کتاب اللہ المجید کے سراسر مخالف ہے۔ اس وجہ سے مجھے اس بارہ میں شک ہوا کہ حدیثِ محمد رسول اللہ سلامٌ علیہ کا قول وفعل اور تقریر نہیں ہے...... (نیز) میں نے دیکھا کہ وہ ایک نہایت کریہہ النظر، بدصورت، زشت رُو، بدشکل مصنوعی چیز ہے۔ اس کو رسول ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔'' ❹

عبداللہ چکڑالوی کے ایک فکری ترجمان اسلم جیراجپوری لکھتے ہیں۔

''نہ حدیث پر ہمارا ایمان ہے اور نہ اس پر ایمان لانے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ نہ حدیث کے راوی پر ہمارا ایمان ہے نہ اس پر ایمان لانے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے، نہ

---

❶ ترجمۃ القرآن بآیاتِ الفرقان، جلد اوّل، ص ۲۱، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور۔

❷ ترجمۃ القرآن بآیات الفرقان، جلد اوّل ص ۱۴۰۔

❸ ایضاً ص ۱۲۶۔

❹ الزکاۃ والصدقات، ص ۱۳، ۱۲۔

حدیث کی سند میں جو رجال ہیں اُن پر ہمارا ایمان ہے...... کیسی عجیب بات ہے کہ ایسی غیر ایمانی اور غیر یقینی چیز کو ہم قرآن کی طرح حجت مانیں۔''❶

منکرین حدیث کے ایک اور ترجمان ''نیاز فتح پوری'' لکھتے ہیں۔

''قصہ مختصر یہ کہ اوّلین بیزاری اسلامی لٹریچر کی طرف سے مجھ میں احادیث نے پیدا کی۔''❷

علامہ تمنا عمادی پھلواری رقم طراز ہیں۔

''وہی ایک حدیث صحیح ہے جو قرآن سے قریب تر ہو اور باقی سب غلط۔''❸

مسٹر غلام احمد پرویز نے عبداللہ چکڑالوی کے لگائے ہوئے شجر ملعونہ کی آبیاری کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے اور ماہوار رسالہ ''طلوع اسلام'' نکالا کرتے تھے۔ جواب بھی شائع ہو رہا ہے۔ پرویز صاحب کے خود ساختہ نظریات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک زندہ ہونے کی تائید قرآن کریم سے نہیں ملتی۔ لکھتے ہیں:

''قرآن پاک آپ کے وفات پا جانے کا بصراحت ذکر کرتا ہے۔ ❹

ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہٗ کا کہنا ہے کہ

''جناب غلام احمد پرویز کے دور میں فتنۂ انکارِ حدیث پورے عروج کو پہنچا ہے۔

---

❶ مقامِ حدیث، جلد اوّل، ص ۱۶۹۔

❷ من و یزداں، حصہ اوّل، ص ۵۴۷۔

❸ اعجاز القرآن، جلد اوّل، ص ۵۴۔

❹ معارف القرآن جلد ۳، ص ۵۲۳۔ علاوہ ازیں ''تبویب القرآن'' اور ''مفہوم القرآن'' کئی جلدوں میں انہی کی تصنیف ہے۔ سلفی

آپ کا اندازِ تصنیف کچھ زیادہ سلیقہ دار اور الجھا ہوا ہے۔ جس میں جھانک کر اس فتنے کی نشاندہی کرنا واقعی ایک بڑا مشکل کام ہے۔ آپ نے تفسیر ''مفہوم القرآن'' کئی جلدوں میں تحریر کی ہے، جو اردو عبارت اور حُسن طباعت میں نفیس کتاب ہے۔ لیکن اس میں کس طرح اسلام کے قطعی نظریات سے کھیلا گیا ہے وہ مطالعہ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ انکارِ حدیث کا نظریہ پرویز صاحب کو کہاں تک اسلام سے دُور لے گیا۔''[1]

منکرین حدیث میں ایک معروف نام ڈاکٹر غلام جیلانی برق کا بھی ہے۔ ان کی عبارات بھی انتہائی دلسوز اور دلفگار ہیں۔ لیکن ہم انہیں اس لیے پیش نہیں کر رہے کہ انہوں نے بعد میں رجوع کرلیا تھا اور مقام و حجیت حدیث پر ایک کتاب ''تاریخ حدیث'' کے نام سے لکھی، جو بآسانی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ انہی کی کتاب ''دواسلام'' کا جواب ''صرف ایک اسلام'' کے نام سے شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے لکھا تھا، جو ان کو راہِ راست پر لانے میں ممد و معاون ثابت ہوا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے رجوع کرلیا تھا، تاہم بعض تاجران کتب اپنے پیشہ وارانہ مفادات کے حصول کے لیے اب بھی اُن کی پہلے نظریات پر مبنی کتب شائع کر رہے ہیں۔ جو بہت بڑا المیہ ہے۔

منکرین حدیث کا ایک گروہ ''ادارہ بلاغ القرآن، ۱۱۰۔ این سمن آباد لاہور میں کام کر رہا ہے۔ ''ترجمۃ القرآن بتصریف آیات الفرقان'' کے نام سے ایک تفسیر بھی شائع ہوئی ہے۔

اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

''کتب روایات کہتی ہیں کہ کوڑوں کی سزا صرف غیر شادی شدہ بدکار مرد و عورت کے لیے ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ شادی شدہ بدکار مرد و عورت کی سزا سنگسار کرنا ہے۔ واضح

---

[1] آثار الحدیث، جلد دوم ص ۴۲۲۔

رہے کہ قرآن کریم کے طول وعرض میں بدکاری کی سزا سنگساری کہیں مذکور نہیں۔ سنگساری کی سزا کا شاخسانہ کتب روایات کا خودتراشیدہ ہے۔ ❶

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کا تو اہل عقل ودانش کے نزدیک سوال تک ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ❷

''حضرت مسیح سلام علیہ جملہ انبیاء کی طرح كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوت کے زمرہ میں داخل ہو چکے ہیں اوراب آپ قیامت ہی کو اٹھائے جائیں گے۔ ❸

منکرین حدیث کی ایک قدر مشترک

شروع سے آج دن تک منکرین حدیث کے طبقہ کی یہ چیز قدر مشترک ہے کہ یہ علمائے کرام کا وجود تو کیا، اس نام سے بھی الرجک ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں کہ اس فتنے کے آگے بند باندھنے والے اور عوام الناس کو ان کے خلاف اسلام عقائد سے باخبر رکھنے کا ''جرم'' یہی علماء کرتے ہیں۔ چنانچہ عبداللہ چکڑالوی سے لے کر زمانہ حال کے کسی بھی منکر حدیث رائٹر تک، ان میں سے کوئی کتنا ہی مہذب اور شائستہ ہو، بالآخر علماءِ دین پر آکر اس کی تان ٹوٹتی ہے۔ تحقیر وتحریص کا ہر جملہ اور طنز وتنقید کا ہر نشتر چلایا جاتا ہے۔ گویا ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ منکرین حدیث کی علامات میں سے ایک واضح علامت یہ ہوتی ہے کہ کسی عالم دین کا نام سُن کر وہ شعلہ بداماں ہو جاتا ہے۔ ہم اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک سچے ہیں؟ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

بانی فرقۂ اہل القرآن عبداللہ چکڑالوی لکھتے ہیں۔

''مُلاں لوگ عموماً بڑے ''پیٹو'' ہوتے ہیں۔ کھانے کو دیکھ کر بھلا ان سے صبر کیسے ہو سکے۔ یہ حلوے مانڈے پر جان دے دیں۔ ان کی بلا نماز کی پرواہ کرے۔ اوّل طعام بعدۂ کلام (یعنی نماز) معاذ اللہ، حاش للہ! اس حلوے کے شوق نے ہی ان لوگوں کو ایسی حدیثیں بنانے پر بھی مائل کر دیا اور قرآن سے محروم کر دیا۔ [1]

نیاز فتح پوری پورے طنطنے سے لکھتے ہیں۔

''اگر مولویوں کی جماعت واقعی مسلمان ہے تو میں یقیناً کافر ہوں۔ اور اگر میں مسلمان ہوں تو یہ سب نامسلمان ہیں۔ کیوں کہ ان کے نزدیک اسلام نام ہے صرف

---

[1] برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن، ص ۱۱۴، مارچ ۱۹۰۸ء۔

کورانہ تقلید کا اور تقلید بھی رسول واحکامِ رسول کی نہیں، بلکہ بخاری ومسلم ومالک وغیرہ کی۔'' ❶

''عبداللہ خطیب'' نامی ایک منکر حدیث نے تو حد ہی کردی۔ محدثین وفقہاء کے متعلق وہ زبان استعمال کی، کہ الامان والحفیظ۔ بغضِ احادیث اور علماء دشمنی پر مبنی لٹریچر نفیس کمپوزنگ، اعلیٰ ترین کاغذ، چہار رنگ ٹائیٹل اور زبردست معیاری طباعت کے ساتھ کراچی سے چھپ کر دھڑا دھڑ ملک بھر میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ عبداللہ خطیب لکھتے ہیں۔

''تیسری صدی کے باطنی نومسلموں بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ جیسے مُزدکی رُومانوی بزرگوں کو اپنا امام کہتے ہیں جو ان کے لیے قرآن کا بدل یا قرآن سے بہتر چھ کتابیں تیس تیس پاروں میں چھوڑ گئے ہیں ...... اسی (کتب احادیث) کے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے کہ اگلی نسلیں قرآن پاک سے بے بہرہ ہوگئیں۔ چنانچہ ایسے لوگ موجود ہیں جن کو قرآن حکیم کا ترجمہ دیا جائے تو معذرت کر لیتے ہیں کہ دینی معلومات کے لیے اُن کے پاس بہشتی زیور یا چراغِ ہدایت موجود ہے ...... اللہ کا کرم ہے کہ اب ہمارے علمائے کرام احادیث نبوی ﷺ کے نام سے بھیلائے ہوئے دجل کے خلاف جہاد میں ہمارے ساتھ شامل ہورہے ہیں ...... اور مولویوں سے نبرد آزما ہیں جن کا کاروبار خطرے میں پڑ گیا ہے۔ ❷

برکت اللہ پانی پتی کے ایک کتابچے پر ذاتِ نبی ﷺ اور احادیث سے بیزار ایک ناشر علماء پر بمبارمنٹ کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

''آیئے! ان علماء سوء کے خود ساختہ دین اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین

---

❶ من ویزداں، حصہ اوّل، ص ۵۴۷۔

❷ دوزندگیاں، از عبداللہ خطیب، صفحات ۲۴، ۲۹، ۴۴، سی بلاک ڈیرہ غازی خان، طبع جدید، کراچی

(قرآن) اسلام کا موازنہ کرتے ہیں۔ ❶

مولوی محمد رامپوری علماء دین پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اقوام عالم کے پیچیدہ مسائل کو ''دو رکعت کے امام'' کیسے سمجھ سکتے ہیں؟'' ❷

''ہمارے مولویوں اور ملنگوں کو یہ قرآنی تعلیم وارے میں نہ تھی۔ کیونکہ اُن پر اُن کے مذہب کی عمارت قائم نہ ہو سکتی تھی۔ اب اگر حقیقی علم لوگوں تک پہنچا دیا جائے تو پھر مُلاّ کی دکانداری کیسے چلے گی؟ ❸

عزیز اللہ بوہیو لکھتے ہیں۔

''حقیقت میں یہ اُمت کے مولوی قرآنی احکامات کو مانتے ہی نہیں ہیں...... مُلاّ کا اسلام موت ہے اور قرآنی اسلام زندگی کا ایک دھڑکتا ہوا پیغام! ❹

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے ایک بار بے حیائی وفحاشی پر لیکچر دیتے ہوئے عورتوں کے آزادانہ ماحول پر احتجاج کیا تو ایک منکر حدیث نے غضب میں آ کر ڈاکٹر صاحب کو ''مُلاّ'' بنا کر اُن کے خلاف کتابچہ لکھ دیا، حسین امیر فرہاد لکھتے ہیں۔

مُلاّ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب عورت کے لیے گھر کا کام تجویز کر رہے ہیں اور ائیر ہوسٹس، نرسنگ کو حرام قرار دے رہے ہیں، پتہ نہیں گھر میں کونسا کام ہوتا ہے؟ ❺

عُزیر احمد صدیقی کی بولی بھی سنتے جائیں۔

''ہماری تاریخ، ہماری فقہ، ہماری روایات یعنی حدیثیں اور تفسیریں سب

---

❶ موازنہ، ص۳۔

❷ تقلید، آیاتِ حکمت کی روشنی میں ص ۵۸۔

❸ صحیح عقائد اور حقیقی مسلمان، ص۳، احسن عباس۔

❹ فتنہ انکارِ قرآن کب اور کیسے؟ ص ۱۵۷، حصہ اوّل۔

❺ حوا کی بیٹی، ص۱۱۔

مجوسیوں نے تیار کی ہیں۔ اس لیے اُن پر جھوٹ، تقیہ، تبرا اور افتراء کی تہہ در تہہ چادریں چڑھی ہوئی ہیں۔ یہی مفسدہ انگیز لٹریچر ہمارے دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے۔ یہاں سے ہر سال سینکڑوں ہزاروں مفت خورے مولوی تیار ہوکر مختلف مسجدوں، خانقاہوں، مزاروں، امام بارگاہوں اور مدرسوں کی تلاش میں نکل جاتے ہیں۔ ❶

کتاب وسنت کے علم کو فہم اسلاف کے سائے میں سیکھنے اور سمجھنے کی دعوت پرویز صاحب پر بھی خاصی بھاری گذرتی تھی۔ وہ لکھتے ہیں۔

''اب ہماری حالت یہ ہے کہ غور وفکر ہم پر حرام قرار پا چکا ہے۔ کوئی معاملہ ہو، کوئی مسئلہ ہو، قرآن کریم کی کوئی آیت ہو، اس کے متعلق پہلا سوال یہ ہوگا کہ اس کی بابت اسلاف نے کیا کہا ہے؟ اگر آپ غور وفکر کے بعد کوئی ایسی بات کہیں جس کی سند اسلاف کے ہاں سے نہ ملتی ہو تو آپ فتنہ پرداز، ملحد، بے دین قرار پا جاتے ہیں۔ ❷

گوجرانوالہ کے ایک رائٹر پروفیسر علی حسن مظفر لکھتے ہیں۔

''دوسرے انسانوں کی طرح مُلّا بیچارے کا مسئلہ بھی ''روٹی'' ہے۔ جس طرح ایک دنیادار، روٹی کے لیے سوجتن کرتا ہے، اس طرح کے یہ بھی سوروپ دھارتا ہے۔ کبھی یہ موذن بن جاتا ہے۔ کبھی امام مسجد بن جاتا ہے۔ کبھی خطیب بن جاتا ہے۔ کبھی ذاکر بن جاتا ہے۔ پھر کبھی یہ مناظرے کرتا ہے۔ کبھی مباحثہ کرتا اور کبھی اپنا تشخص جمانے کے لیے مبلغ بن جاتا ہے، کبھی معلّم بن جاتا ہے...... اس کے ذمہ تو رسولِ برحق کا مشن بتانا تھا، مگر یہ پڑ گیا روٹی کے چکر میں۔ کاش اُس نے معاش کے لیے درسِ نظامی کے ساتھ دُنیا کا کوئی علم بھی پڑھا ہوتا۔ ❸

---

❶ اَن مِٹ باتیں، ص ۱۲، ۱۱۔

❷ لغات القرآن، جلد ۳، ص ۱۳۰۰، جنوری ۱۹۶۱ء۔

❸ قرآن کی فریاد، ص ۳۱۵، ویژن اسلامک پبلی کیشنز۔ لاہور۔

قارئین! چند اقتباسات پڑھ کر آپ اس نتیجے تک پہنچ گئے ہوں گے کہ منکرین حدیث لب ولہجہ، چال چلن، رنگ ونسل اور زمانی ومکانی انفصال کے باوجود ''مولوی'' پر برسنے میں ایک جیسا جذبہ رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ چور کو سب سے زیادہ دشمنی چوکیدار سے ہوتی ہے۔ چور کی مطلوبہ مقاصد تک رسائی میں بڑی رکاوٹ چوکیدار ہوتا ہے۔ اور علماءِ دین چونکہ علوم قرآن اور خزینۂ احادیث کے چوکیدار ہیں۔ اس لیے ان کو رستے سے ہٹائے بغیر کوئی فرقہ دین میں رخنہ اندازی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا علماء کو مطعون کرنا، رنگ برنگی گالیاں دینا اور ملاعین وطواغیت کے القاب دینا منکرین حدیث کی مجبوری ہے۔

مرزا قادیانی کی ایک بڑ، اور حجیت حدیث

فتنۂ انکار حدیث کے (برصغیر) میں بانی عبداللہ چکڑالوی اور جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا زمانہ ایک ہے۔ مرزا قادیانی کے اپنے دعویٰ میں کاذب ہونے کا کسے یقین نہیں؟ مسئلہ ختم نبوت چونکہ اساسی حیثیت کا حامل ہے، اس لیے محض اس ایک عقیدے کا منکر ہونے کی وجہ سے قادیانی امت مسلمہ سے کٹ گئے۔ جب عبداللہ چکڑالوی نے کھلم کھلا انکارِ حدیث کیا تو مرزا صاحب نے یوں بڑ لگائی۔

''چکڑالوی نے تفریط کی کہ بالکل ہی حدیث کا انکار کردیا۔ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے اس کی اصلاح ضروری ہے۔ ہم کو خدا تعالیٰ نے حَکَم ٹھہرایا ہے۔ اس لیے ہم ایک اشتہار کے ذریعے اس غلطی کو ظاہر کریں گے۔ [1]

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ''قادیانیوں کا انکارِ حدیث'' کی سُرخی کے زیرِ تحت یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

''معتزلہ، شیعہ اور قادیانیوں کے اختلافات عام مسلمانوں سے کتنے ہی بڑے

---

[1] ملفوظات، جلد دوم، ص ۵۳۶، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس (ربوہ) چناب نگر۔

کیوں نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے حجت اور سند ہونے پر یہ پھر بھی متفق ہیں۔ حدیث کے ثبوت اور عدم ثبوت پر تو ان میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ کسی حدیث کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے میں بھی ان سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن حجیت پیغمبر پر ان لوگوں نے بھی عام مسلمانوں سے کہیں اختلاف نہیں کیا...... قادیانی تو ویسے ہی پاکستان میں غیر مسلم اقلیت ہیں۔ شیعہ کے عوام پر گو غیر مسلم ہونے کا فتویٰ نہیں۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ اثنا عشری شیعہ علماء اسلامی صفوں میں کچھ وزن نہیں رکھتے۔ ان کے جمہور مسلمانوں سے اختلاف اُصولی اور بنیادی ہیں۔ فروعی اور صرف مسلکی نہیں۔ اتنے اصولی اختلافات کے باوجود یہ لوگ بھی کھلم کھلا حدیث کا انکار نہیں کر سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ توحید کے بعد اسلام کا سب سے بڑا نکتۂ اتفاق یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ کی علمی وعملی آقائی اور سیادت کسی پہلو سے بھی بحث نہ بننے پائے۔ [1]

باب ⑦

منکرین حدیث کا علمی تعاقب

گذشتہ سطور میں یہ بات گزر چکی ہے کہ دوسری صدی ہجری میں انکارِ حدیث کا فتنہ ''عراق'' سے اٹھا۔ ان میں زیادہ تر خوارج اور معتزلہ کے لوگ شامل تھے۔ یہ فتنہ اس وقت بہت جلد زوال کا نشانہ بن گیا۔ کیونکہ اس زمانہ کے اہل علم اور جہابذ ۂ روزگار اہل تحقیق نے وسیع تحقیقی کام کر کے اس کا ناطقہ بند کیا۔ چنانچہ امام شافعی ﷫ نے ''الرسالہ'' اور ''کتاب الام'' میں اس فتنے کی زبردست انداز میں تردید کی۔ امام احمد ﷫ نے بھی مستقل ایک جُز تصنیف کیا۔ علامہ ابن قیم ﷫ نے ''اعلام الموقعین''، امام غزالی ﷫ نے ''المستصفی'' میں، ابن حزم ﷫ نے ''الاحکام'' اور علامہ حافظ محمد بن ابراہیم ﷫ نے ''الروض الباسم'' لکھ کر حفاظتِ حدیث کا فریضہ سرانجام دیا۔

تیرہویں صدی ہجری یعنی انیسویں صدی عیسوی میں جب اس تنِ مُردہ میں دوبارہ رُوح پھونکی گئی تو اب کے اس کا مرکز ہندوستان ٹھہرا۔ چنانچہ اہل علم اپنے فروعی اور مسلکی اختلافات بھلا کر باہم متحد ہو کر اس فتنے پر ٹوٹ پڑے۔ اور اتنا علمی مواد ملک وملت کی خدمت پیش کر دیا کہ رہتی دنیا تک کوئی طالبِ ہدایت ان کے نرغے میں نہ آسکے۔ ان شاء اللہ۔ ہم علماءِ دین کی تحریری خدمات کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کریں گے۔ تاکہ اہل تحقیق اور صاحبانِ ذوق اپنی اپنی جستجو کے مطابق ان کتب ومقالات سے مستفید ومستفیض ہو سکیں۔

عبداللہ چکڑالوی کا سب سے زیادہ علمی وتقریری تعاقب ان کے چچازاد بھائی مولانا قاضی قمر الدین ﷫ نے کیا تھا۔ مولانا قاضی قمر الدین ﷫ نے مولانا احمد علی

محدث سہارنپوری رحمہ اللہ سے حدیث پڑھی تھی اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے انتہائی قریبی رشتہ داری کے تمام تقاضوں پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حفاظتِ حدیث کو ترجیح دی۔ اور ایسی استقامت کے ساتھ تعاقب کیا کہ عبداللہ چکڑالوی اپنا کنبہ وقبیلہ اور جائیداد چھوڑ کر چکڑالہ (ضلع میانوالی) سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ضلع میانوالی سے باہر بھی ضلع کیملپور (اٹک) تک جہاں بھی قاضی غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی تقریر کے لیے پہنچے۔ قاضی قمر الدین رحمہ اللہ وہاں بھی جا پہنچے اور مناظروں میں اُن کے تمام تر اعتراضات واستدلالات کے پرخچے اڑا دیئے۔

بانی فتنہ انکارِ حدیث کا یہ سب سے پہلا تعاقب تھا، جو اس کے گھر سے ہی شروع ہوا۔ مولانا قاضی قمر الدین رحمہ اللہ نے کچھ تحریری کام بھی کیا یا نہیں؟ فی الحال ہمیں اس پر کوئی آثار نہ مل سکے۔ ❶ غالب گمان یہی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے علاقہ سے اس مرضِ مُزمن کا خاتمہ کر کے تحریری کام کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور عبداللہ چکڑالوی کو اپنے وطن سے نکال باہر کرنے کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔

آپ رحمہ اللہ بڑے نکتہ رس مدرس تھے۔ اُس زمانہ میں افغانستان کے طلبہ ان کے پاس آ کر علم حاصل کرتے تھے۔ اور ہندوستان کے دور دراز گوشوں تک آپ کے علم وفضل کے ڈونگرے برس رہے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں انتقال ہوا۔ اور چکڑالہ میں ہی دفن ہو کر وہاں کی مٹی کو رشکِ فردوس بنایا۔

میں مر کر بزمِ وفا میں آج بھی زندہ ہوں
تلاش کر مری محفل، مرا مزار نہ پوچھ

بعد ازاں علماءِ اسلام نے اپنی اپنی نگارشات میں اس فرقہ کی تردید کر کے حجیت حدیث کو ہویدا وآشکارا کیا۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

---

❶ اُن سے منسوب ایک ''رسالہ قمریہ'' کا نام میری سماعتوں سے ٹکرایا ہے، مگر ابھی تک کہیں دیکھ نہ سکا، اس لیے اس کے متعلق فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (سلفی)

۱۔حدیث رسول ﷺ کا تشریعی مقام۔مولانا محمد ادریس میرٹھی

۲۔اسلام میں سنت اور حدیث کا مقام۔ایضاً (یہ کتاب دراصل مصطفیٰ حسن سباعی کی عربی کتاب ''السنة ومكانتها في التشريع الاسلامی'' کا اردو ترجمہ ہے)۔اس کتاب کے مزید دو اور بھی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔جن میں سے ایک،

۳۔سنت رسول ﷺ۔مترجم پروفیسر غلام احمد حریری اور دوسری

۴۔اسلام میں سنت وحدیث کا مقام۔مترجم مولانا عبدالسلام کیلانی۔

۵۔بصائر السنۃ۔۲ جلد۔مولانا سید امین الحق شاہ رحمہ اللہ (مردان)(مصنف رحمہ اللہ سالہا سال شیخوپورہ (پنجاب) میں خطیب رہے)[1]

۶۔انکارِ حدیث کے نتائج۔مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۷۔شوقِ حدیث۔ایضاً

۸۔صرف ایک اسلام۔ایضاً

۹۔تدوینِ حدیث۔مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ

۱۰۔نصرۃ الحدیث۔مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ

۱۱۔علم حدیث۔مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی رحمہ اللہ۔

۱۲۔فہم قرآن۔مولانا سعید احمد اکبرآبادی رحمہ اللہ

۱۳۔حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار۔مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ

۱۴۔حفاظتِ حدیث۔مولانا فہیم عثمانی

۱۵۔حجیت حدیث۔مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

---

[1] مولانا امین الحق شاہؒ کی سوانح حیات راقم الحروف کے زیر قلم ہے،امید ہے کہ جلد یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا ان شاء اللہ۔اس سلسلہ میں آپ کی صاحبزادی،جوایبٹ آباد گرلز کالج سے ریٹائرڈ پرنسپل ہیں، اور مردان اپنے آبائی گاؤں میں مقیم ہیں،نے اُپنے والد گرامی کی زندگی اور خدمات دینیہ کے حوالہ سے خاطر خواہ مواد فراہم کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی شایانِ شان جزا دے۔آمین (ع۔س)

۱۶۔ حدیث کا بنیادی کردار۔ مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ
۱۷۔ حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے۔ چوہدری اصغر علی
۱۸۔ آثارالحدیث (دوجلد)۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ لندن
۱۹۔ بحث حجیت حدیث (بالملحق ''ترجمان السنۃ'' جلد اوّل)۔ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ
۲۰۔ ضرورت حدیث۔ مولانا پروفیسر کریم بخش لاہوری رحمہ اللہ
۲۱۔ مقام حدیث مع ازالہ شبہات۔ مولانا فیض احمد گکڑوی۔ ملتان
۲۲۔ انکارِ حدیث۔ ایک فتنہ ایک سازش، پروفیسر فرمان علی
۲۳۔ اقبال رحمہ اللہ اور منکرین حدیث۔ ایضاً
۲۴۔ انکارِ حدیث کے چار نقیب۔ ایضاً
۲۵۔ حجیتِ حدیث۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی
۲۶۔ برق اسلام۔ مولانا شرف الدین محدث دہلوی (خانیوال)
۲۷۔ آئینہ پرویزیت۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ
۲۸۔ اسلامی آئین کی تشکیل اور سنت۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ
۲۹۔ تاریخ تدوین حدیث۔ مولانا ہدایت اللہ ندوی
۳۰۔ تاریخ حدیث۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق (ڈاکٹر صاحب منکرین حدیث کے بڑے مناد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اور حجیت حدیث کو دل و جان سے قبول کیا، پھر کفارے کے طور پر یہ کتاب لکھی۔ تاہم یہ افسوسناک امر ہے کہ ان کی سابقہ کتب، جو انکارِ حدیث پر مبنی ہیں، اب بھی بعض تاجرانہ ذہنیت کے مالک پبلشرز شائع کر کے فروخت کر رہے ہیں۔)
۳۱۔ تفہیم اسلام۔ مسعود احمد، بی بی، ایس، سی، کراچی

۳۲۔ محاضراتِ حدیث۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی

۳۳۔ حدیث اور قرآن۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

۳۴۔ سنت کی آئینی حیثیت۔ ایضاً

۳۵۔ دوام حدیث۔ مولانا محمد گوندلوی

۳۶۔ صیانۃ الحدیث۔ مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری

۳۷۔ علوم الحدیث و حجیت حدیث۔ حافظ عبدالمنان نور پوری

۳۸۔ فہم حدیث۔ مولانا عبدالقیوم ندوی

۳۹۔ کتابتِ حدیث۔ سید منت اللہ شاہ رحمانی

۴۰۔ کتابتِ حدیث عہد رسالت وعہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں۔ مولانا مفتی رفیع عثمانی

۴۱۔ کتابت حدیث تا عہد تابعین۔ مولانا محمد سیف اللہ خالد

۴۲۔ کتابت حدیث، عہدی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ مولانا ابوبکر غزنوی

۴۳۔ انکارِ حدیث کا تاریخی وتنقیدی جائزہ۔ ڈاکٹر فضل احمد۔ کراچی

۴۴۔ مقام سنت۔ مولانا مشتاق احمد چشتی

۴۵۔ حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کا تنقیدی جائزہ۔ سید محمد عبداللہ

۴۶۔ تدوین احادیث کی ابتدائی تاریخ۔ ڈاکٹر حمید اللہ (مدفون امریکہ)

۴۷۔ فتنہ انکار حدیث۔ حافظ محمد ایوب دہلوی

۴۸۔ مسٹر پرویز کا خط اور اس کا جواب۔ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ

۴۹۔ تائیدِ حدیث بجواب تنقید حدیث۔ مولانا عبدالصمد حسین آبادی اعظمی (دہلی)

۵۰۔ انوارِ حدیث۔ مولانا محمد ادریس فاروقی سوہدروی

۵۱۔ ضرورتِ حدیث۔ ایضاً

۵۲۔ سنت خیر الانام۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری

۵۳۔المنهاج السَّوِیُّ مِنَ الحدیث النبوِیِّ ﷺ۔ ڈاکٹر طاہرالقادری

۵۴۔صحیفہ ہمام بن منبہ۔ ڈاکٹر حمید اللہ (یہ نادر صحیفہ پہلے ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس، مدفون امریکہ) نے شائع کروایا تھا۔ بعدازاں اضافی دیباچے کے ساتھ فیصل آباد سے پروفیسر غلام احمد حریری نے شائع کروایا۔ مولانا سید امین الحق شاہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ صحیفہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کی گراں مایہ یادگار ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ کے احسان سے ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ ❶

۵۵۔مناظرہ۔ مابین مولوی عبداللہ چکڑالوی و مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی

(یہ ایک تاریخی مناظرہ کی رُوداد ہے جو ۱۴، جولائی ۱۹۰۶ء کو عبداللہ چکڑالوی اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے درمیان ہوا تھا۔ چکڑالوی صاحب کے دعوے کے مطابق قرآن مجید میں ''اطیعوا الرسول'' سے قرآن مجید کی اطاعت مراد ہے۔ جبکہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی مرحوم منشاءِ خداوندی کے مطابق ''الرسول'' سے حضور اکرم ﷺ کی ذات مراد لیتے تھے۔)

۵۶۔احسان الباری فی فہم البخاری۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۵۷۔حجیت حدیث۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

عربی مقالات

۱۔ فرقة اهل القرآن بباكستان وموقف الاسلام منها۔

۲۔ القرآنيون وشبهاتهم حول السنته۔ (كلاهما۔ خادم هسين الٰهی بخش (طائف)۔

۳۔ فتنة انكار السنته فی شبه القارة الهندية الباكستانيه۔ از۔ سمير عبدالحميد۔

---

❶ بصائر السنۃ۔ جلد دوم۔ ص ۱۳۸۔

۴۔ زوابع فی وجه السنته قديماً وحديثاً۔ از۔ صلاح الدين احمد (کویت، ۱۹۹۴ء)۔

۵۔ السنته حجتها ومكانتها فى الاسلام والرد على منكربها۔ ڈاکٹر لقمان۔ (مدینہ ۱۹۸۹ء)

۶۔ السنته النبوية ومكانتها فى ضوءِ القرآن۔ ڈاکٹر مولانا حبیب اللّٰہ مختار (کراچی۔ ۱۹۸۶ء)۔

۷۔ مكانته الحديث فى التشريع الاسلامى۔ مولانا محمد بن عبداللّٰہ شجا عبادی۔

۸۔ دلائل التوثيق المبكر للسنته والحديث۔ ڈاکٹر امتیاز احمد۔

(یہ مقالہ دراصل انگریزی میں ہے۔مصر کے نامور عالم ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی نے مذکورہ نام سے اس کا عربی ترجمہ کر کے مصر سے شائع کروایا۔

۹۔ دراسات فى الحديث النبوى وتاريخ تدوينه۔ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی۔ (بیروت)۔

۱۰۔ تاريخ منكرى الحديث واختلافهم فى المسائل الشرعية فى شبه القارة۔ از۔ صلاح الدين P.H.D۔ عربی۔ پنجاب یونیورسٹی۔

نوٹ

ان چیدہ چیدہ کتب کے نام یہاں پیش کر دیئے گئے ہیں اس کے علاوہ بے شمار کتب اس موضوع پر موجود ہیں، تشنگانِ علم حسب ضرورت مراجعت کر سکتے ہیں۔

حفاظتِ حدیث میں حفظ کی اہمیت

حفاظت حدیث'' کے عنوان سے ایک مقالہ پروفیسر علی احمد چوہدری (ادارہ تعلیم

وتحقیق، جامعہ پنجاب لاہور) کا ماہ نامہ ''محدث'' لاہور کی ایک خصوصی اشاعت بابت اگست، ستمبر ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے مثالی اور ہمارے اس مقالے سے مطابقت کی وجہ سے اسے شامل کتاب کیا جارہا ہے۔

حفظ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے یوں تو انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں لیکن قوتِ حافظہ ان میں اہم ترین نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس خاص نعمت سے انسان مشاہدات وتجربات اور حالات وواقعات کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھتا ہے اور ضرورت کے وقت انہیں مستحضر کر کے کام میں لاتا ہے۔ انسان کا قدیم ترین اور ابتدائی طریق حفاظت، حفظ، تھا۔ تدریجاً وہ فن کتابت سے آشنا ہوا اور تہذیبوں کے ارتقا کے ساتھ کتابت کو فروغ ہوا۔ تہذیبوں کے اس نشیب وفراز کے ہر دور میں حافظہ کی حیثیت مسلم رہی۔

اہل عرب قبل از بعثتِ نبوی ﷺ ہزاروں برس سے اپنا کام تحریر وکتابت کے بجائے حافظہ سے چلانے کے خوگر تھے۔ ان کے تاجر لاکھوں روپے کا لین دین کرتے تھے اور کوئی لکھی پڑھی دستاویز نہ ہوتی تھی۔ پائی پائی کا حساب اور سینکڑوں گاہکوں کا تفصیلی حساب وقول زبان پر رکھتے تھے۔ ان کی قبائلی زندگی میں نسب اور خونی رشتوں کی بڑی اہمیت تھی، پشت ہاپشت سے نسب نامے ان کے حافظے میں محفوظ رہتے تھے۔

عرب بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے۔ ان کے شعراء، خطباء اور اُدبا ہزاروں اشعار، ضرب الامثال اور واقعات کے حافظ تے۔ شجر ہائے نسب کو محفوظ رکھنا ان کا معمول تھا وہ تو گھوڑوں کے نسب نامے بھی یاد رکھتے تھے۔

ان کا سارا لٹریچر بھی کاغذ پر نہ تھا بلکہ لوحِ قلب پر لکھا ہوا تھا۔ وہ کاغذ کی تحریر پر اعتماد کرنے کی بجائے حافظے پر اعتماد کرنے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ انہیں اس پر فخر تھا اور ان کی نگاہ سے وہ شخص گر جاتا تھا جس سے بات پوچھی جائے اور وہ زبانی بتانے کی

بجائے گھر سے کتاب لاکر اس کا جواب دے۔ ان کی یہ عادت اسلام کے بعد بھی تقریباً ایک صدی تک جاری رہی کہ وہ لکھنے کے باوجود یاد کرتے تھے اور تحریر پڑھ کر سنانے کی بجائے نوکِ زبان سے سنانا نہ صرف باعثِ عزت سمجھتے تھے بلکہ ان کے نزدیک آدمی کے علم پر اعتماد بھی اس طریقہ سے قائم رہتا تھا۔

موجودہ دور میں بھی مختلف اقوام میں ایسے بے شمار افراد پائے جاتے ہیں جن کے حافظوں کو بطورِ نظیر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ خود مسلمان علماء میں یہ جملہ مشہور رہا۔ ''**العلم فی الصدور لا فی الکتب**'' فی الحقیقت علم وہی ہے جو انسان کو متحضر ہو۔ اس استحضار کے لیے حافظے کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے۔

خود ہندوستان میں سید انور شاہ کشمیری، سید نذیر حسین محدث دہلوی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی اور حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہم اللہ بے نظیر حافظے کے مالک تھے۔

عربوں اور غیر عربوں میں آج بھی اس امر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ اَن پڑھ لوگ اور نابینا آدمی پڑھے لکھے اور بہت انسانوں کی نسبت زیادہ یادداشت رکھتے ہیں۔ ناخواندہ تاجروں میں ایسے لوگ بکثرت دیکھے جاتے ہیں جنہیں بہت سے گاہکوں کے ساتھ اپنا ہزار ہا روپے کا لین دین تفصیل کے ساتھ یاد رہتا ہے۔ بے شمار اندھے ایسے موجود ہیں جن کی قوتِ حافظہ آدمی کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ تحریر پر اعتماد کر لینے کے بعد ایک قوم کے حافظے کی وہ حالت باقی نہیں رہ سکتی جو ناخواندگی کے دور میں اس کی تھی۔

عربوں کا تعلق جب کلام الٰہی سے ہوا تو ان کو رسول کریم ﷺ اور قرآنِ مجید سے بے پناہ عقیدت و محبت ہوئی۔ انہوں نے قرآن و حدیث کو حفظ کرنا شروع کیا۔ بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ جنگِ یمامہ میں تقریباً ۷۰ حفاظِ قرآن صحابہ تھے جو شہید ہو گئے، جس کے خوف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اگر اس طرح حفاظ صحابہ دنیا سے اٹھتے چلے گئے تو قرآن محفوظ نہ رہ سکے گا۔ ان کی

اس تحریک پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کتابی شکل میں مدوّن کیا۔

یوں بھی کوئی قرآن کی آیت/سورت نازل ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو اَزبَر کر لیتے۔ یہی تعلق ان کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔

حفظِ حدیث، ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو آپ کے خادم خاص تھے، کہتے ہیں کہ ''ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے اور حدیث سنتے جب ہم اٹھتے تو ایک دوسرے سے دہراتے حتیٰ کہ ہم اس کو ازبر کر لیتے۔''

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

''ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنتے اور جب آپ مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں حدیثوں کا دور کرتے۔ یکے بعد دیگرے ہم میں ہر شخص ساری حدیثیں بیان کرتا، اکثر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھنے والوں کی تعداد ساٹھ تک ہو جاتی اور وہ سب باری باری بیان کرتے۔ پھر ہم اٹھتے تو حدیثیں یوں یاد ہوتیں کہ گویا وہ ہمارے دلوں پر نقش ہوگئی ہیں۔ [1]

صحابہ رضی اللہ عنہم زیادہ تر حفاظتِ حدیث کے سلسلہ میں سفینہ کے بجائے سینہ پر اعتماد کرتے تھے۔ ڈاکٹر صبحی صالح حفاظتِ حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت حدیث سے منع کرنا اور حفظ کو اہمیت دینا، یہ آپ کی حکمتِ تدریس کا حصہ تھا تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص تعلق اور ربط پیدا ہو جائے۔ یہ تربیت تدریجی اور اسلامی معاشرہ کے حوادث واحوال سے بالکل

---

[1] مجمع الزوائد جلد ۱، ص ۱۶۱، بحوالہ حفاظت حدیث از خالد علوی، ص ۱۱۱۔

ہم آہنگ تھی۔ یہ تربیت جامد نہ تھی کہ ایک ہی شکل وصورت پر قانع رہتی، بلکہ اس میں اشخاص واز منہ کے احوال ومقامات کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔''❶

حضورِ کریم ﷺ نے جب اپنی دعوت کا آغاز کیا تو اس وقت عرب میں پڑھنے لکھنے کا رواج کم تھا۔ ایسے لوگوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قرآن نے خود اُن کو اَن پڑھ کہا جن کے اندر سے حضور ﷺ یہ دعوت لے کر اٹھے۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ ❷

''اللہ وہ ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے پیغمبر ﷺ بھیجا۔''

طبقات ابن سعد رحمہ اللہ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعثت نبوی کے وقت سولہ سترہ سے زیادہ آدمی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب لکھنے پڑھنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ صحرائی لوگ تو پڑھنے کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کے خلاف حقارت کا یہ جذبہ آج تک صحرائی قبائل میں بدستور باقی ہے۔ ذوالرمہ اور مخضرمی جو بہت بڑے شاعر ہیں، وہ اس بات کو چھپاتے رہے کہ وہ فن کتابت سے آشنا ہیں، کہ کہیں لوگ انہیں ناپسند نہ کرنے لگیں۔ کتابتِ حدیث کے عدمِ رجحان اور رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم حافظہ پر زیادہ اعتماد کرتے۔ احادیث کو حفظ کرتے اور حافظہ کی مدد سے ہی بوقتِ ضرورت اس کو متحضر کردیتے تھے۔

پروفیسر خالد علوی لکھتے ہیں کہ

''حافظہ پر اعتماد ہی کا نتیجہ تھا کہ بڑی مدت تک علماء حفظ ہی کرتے رہے۔ انہوں

---

❶ ڈاکٹر صبحی صالح، علوم الحدیث، ص ۳۹۔

❷ القرآن، الجمعہ: ۲۔

نے لکھنے کو پسند نہیں کیا۔"[1]

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔

كان هذا العلم شيئا شريفا اذا كان من أفواه الرجال يتلاقونه ويتذاكرونه فلما صار في الكتب ذهب نوره وصار الى غير أهله۔

"حدیث کا علم قیمتی اور شریف اس وقت تھا جب لوگوں کے منہ سے حاصل کیا جاتا تھا۔ لوگ باہم ملتے جلتے رہتے تھے اور آپس میں ان کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب سے حدیثیں کتابوں میں لکھی جانے لگیں تو اس کا نور اور اس کی رونق جاتی رہی اور یہ علم ایسے لوگوں میں پہنچ گیا جو اس کے اہل نہ تھے۔"[2]

حضور کریم ﷺ نے حفاظت کے لیے دو طرح کے اقدام فرمائے ایک تو یہ کہ آپ ﷺ نے احادیث کو روایت کرنے کی ہمت افزائی کی اور دوسری طرف جھوٹی حدیث روایت کرنے پر سخت وعید سنائی۔

زبانی روایت کی ہمت افزائی اور ترغیب

اہل عرب ہزاروں برس سے اپنے کام کتابت کے بجائے حفظ و روایت اور زبانی کلام سے چلانے کے عادی تھے اور یہی عادت اسلام کے ابتدائی دور میں برسوں تک رہی۔ ان حالات میں قرآن کو محفوظ کرنے کے لیے تو کتابت ضروری سمجھی گئی، کیونکہ اس کا لفظ لفظ، آیات اور سورتوں کی ٹھیک اسی ترتیب کے ساتھ جو اللہ نے مقرر فرمائی تھی، محفوظ کرنا مطلوب تھا۔ حدیث میں اس ترتیب کا ہونا ضروری نہ تھا کیونکہ قرآن کی تلاوت اس طرح مطلوب تھی جس طرح اللہ نے ترتیب دی۔ اس کے الفاظ کو بدلنا کسی صورت جائز نہ تھا جبکہ سنت کی نوعیت عملی تھی۔ اس کے الفاظ قرآن کے الفاظ کی طرح

---

1. خالد علوی، حفاظت حدیث، ص ۵۹۔
2. جامع بیان العلم، جلد ۱، ص ۹۸، بحوالہ حفاظت حدیث از خالد علوی، ص ۵۹۔

نازل نہیں ہوتے تھے بلکہ صرف ان کا مفہوم وحی تھا جنہیں الفاظ کا جامہ حضور نبی کریم ﷺ پہنایا کرتے۔

حضور ﷺ کے اقوال، الفاظ اور تقاریر کے نقل کرنے میں یہ پابندی نہ تھی کہ سننے والے انہیں لفظ بلفظ اس طرح نقل کریں بلکہ اہل زبان سامعین کے لیے یہ جائز تھا، وہ اس پر قادر بھی تھے کہ الفاظ سن کر معنی و مفہوم بدلے بغیر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

احادیث میں قرآن کی آیتوں کی طرح یہ بھی ضروری نہ تھا کہ فلاں حدیث پہلے اور فلاں بعد میں لائی جائے۔ یہاں مقصود صرف ان احکام اور تعلیمات و ہدایات کو یاد رکھنا اور بحفاظت آگے پہنچانا تھا جو صحابہ ؓ کو حضور ﷺ سے ملتی تھیں۔ اس باب میں زبانی نقل و روایات کی کھلی اجازت ہی نہ تھی بلکہ بکثرت احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے لوگوں کو بار بار اور بکثرت اس کی تاکید فرمائی۔

نبی پاک ﷺ نے ان اشخاص کے لیے خصوصی دعا فرمائی جو آپ کی باتوں کو سن کر یاد رکھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"نضر اللّٰہ امرءۃ سمع مقالتی فوعاھا ......" [1]

''اللہ تعالیٰ خوش و خرم رکھے اس بندے کو جس نے میری بات سنی اور اس کو یاد رکھا۔''

انکارِ حدیث کے داخلی اسباب

جب بھی کوئی فتنہ اپنے پَر پُرزے نکالتا ہے تو اس کے کوئی نہ کوئی داخلی و خارجی اسباب ہوتے ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں اور اخص الخصوص ہمارے وطن پاکستان میں مادیات اور شہرت کے حصول کے لیے جو دوڑ لگی ہوئی ہے اس میں الیکٹرانک و پرنٹ

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح۔ کتاب العلم۔

میڈیا کی چھتری تلے کچھ ناعاقبت اندیش لوگ اپنی چار دن کی زندگی کو دائمی زندگی پر ترجیح دے کر اللہ ورسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی قبر کالی کرتے ہیں۔ برصغیر میں منکرین حدیث کو اس جسارت پر اکسانے والے عوامل یہ ہیں۔

خواہشات کی پیروی

نفسانی خواہشات کے دلدادہ، جو مسلمان بھی رہنا چاہتے ہیں اور پابندیوں سے آزاد بھی۔ جیسا کہ امام کاندھلوی رحمہ اللہ (مولانا محمد ادریس رحمہ اللہ) لکھتے ہیں۔

انکار حدیث کی اصل وجہ یہ ہے کہ طبیعت میں آزادی ہے، یہ آزاد رہنا چاہتی ہے۔ نفس یورپ کی تہذیب اور تمدن پر عاشق اور فریفتہ ہے۔ اور انبیاء ومرسلین کے تمدن سے نفور اور بیزار ہے۔ ❶

دنیاوی اغراض اور مقاصد

پروفیسر محمد فرمان ایم۔اے کے نزدیک انکار حدیث کی ایک وجہ دنیاوی اغراض ومقاصد کا حصول بھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

''ہمیں یہ تسلیم ہے کہ بعض لوگوں نے دنیاوی جاہ ومنصب کے لیے حدیث کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ بعضوں نے کسی محبوب کا اشارہ پا کر یہ تحریک شروع کر رکھی ہے۔'' ❷

کم علمی اور کم فہمی (یعنی جہالت)

انکار حدیث کی بنیادی وجہ کم علمی، بلید الفہمی اور اخلاقی وتحقیقی پست ذہنی ہے۔ یہ طبقہ نہ تو احادیث کے علم پر عبور رکھتا ہے اور نہ ہی قرآنی علوم کی گہرائیوں سے واقف ہوتا ہے۔ مولانا پیر کرم شاہ ازہری رحمہ اللہ نے بڑی خیال افروز بات لکھی ہے کہ

---

❶ حجیت حدیث، ص۱۶، ۱۹۵۲ء۔

❷ انکار حدیث ایک فتنہ، ایک سازش، ص۲۰۹، ۱۹۶۴ء۔

''جہاں تک میں نے معترضین کی مشکلات کا اندازہ لگایا ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان کا مطالعہ صرف چند نامکمل تراجم کتب حدیث تک محدود ہوتا ہے۔ وہ ان اصولوں سے بے خبر ہوتے ہیں جن سے کسی حدیث کی فقہی اور قانونی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (مزید لکھتے ہیں) بیچارے وہم وگماں کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے لگتے ہیں اور اسی طرح اپنے خودساختہ اوہام میں غلطاں وپیچاں رہتے ہیں۔ اس وجہ سے بعض تو اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور حدیث پر بے جا اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ [1]

عقل کی پوجا

کتاب وسنت کے معاملہ میں اپنی عقل کا سہارا لے کر عقلی برتری منوانے والوں میں طبقہ منکرین حدیث بھی ہے۔ معتزلہ نے دوسری صدی ہجری میں عقل کو فیصلہ کن حیثیت دی۔ اور آج لبرل محققین کی بے راہروی کی بنیادی وجہ بھی عقل پرستی ہے۔ محترم ادریس فاروقی نے بجا لکھا ہے کہ۔

''بعض حضرات نے تو حدیث کے ٹھکرانے اور نا قبول کرنے کا معیار اپنی عقل، مشاہدہ اور فکر کو قرار دے رکھا ہے۔ [2]

برطانوی سامراج کی سازش

طاغوتی قوتیں صرف جغرافیائی طور پر ہی قابض نہیں ہوتیں بلکہ اعتقادی اور فکری طور پر بھی حملہ آور ہوتی ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز نے ہندوستانی مسلمانوں پر ان دونوں راستوں پر سے حملہ کیا۔ کیونکہ امتِ مسلمہ کو مکمل طور پر کچلنے کے لیے انہیں بنیادی عقائد سے متزلزل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا برطانوی سامراج کی سازشوں کے نتیجے میں طبقہ منکرین حدیث وجود میں آیا۔

---

[1] سنت خیر الانام ﷺ، ص ۹، ۱۷، ۱۹۵۳ء۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

مستشرقین کی خوشہ چینی

ہمارے ملک میں انکارِ حدیث کی ایک اہم وجہ اور سبب مستشرقین کی احادیث کے خلاف فتنہ انگیزیاں ہیں۔ پروفیسر عبدالغنی اس راز سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں۔

''حدیث کے متعلق اگر گولڈ زیہر سپرنگر اور ''ڈوزی'' کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے تو آپ فوراً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ منکرین حدیث کی طرف سے کیے جانے والے بڑے اعتراضات من وعن وہی ہیں جو ان مستشرقین نے کیے ہیں۔ [1]

آخری بات

ہم نے برصغیر کے تاریخی فتنہ ''منکرین حدیث'' المعروف اہل قرآن'' کے عقائد ونظریات اور اس کے بانی کے حالات زندگی، ان کی فکری روش، اور اس سلسلہ میں پائی جانے والی بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کے طور پر یہ مضمون قلم بند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے اور عصرِ حاضر کے تمام فتنوں سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبدالجبار سلفی

ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ، لاہور

۲۱ دسمبر ۲۰۰۹ء

---

[1] ریاض الحدیث، ص ۱۵۹، ۱۹۶۹ء۔

تازیانہ عبرت
بشارت الدارین
السیف المسلول
خلفاء الرسول
خارجی فتنہ
آفتاب ہدایت
رد رفض و بدعت
عبداللہ چکڑالوی
فتنہ انکار حدیث
ادارہ مظہر التحقیق لاہور
ملتان روڈ، لاہور۔ فون 0321-4145543

نوٹ -

اس موضوع پر مزید علمی مواد بھی
دستیاب ہو چکا ہے جو بیحد نادر
اور قیمتی ریکارڈ ہے۔ کتابچہ
کے اگلے اضافہ شدہ ایڈیشن میں
وہ شامل ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

[illegible] لاہوری

مورخہ